

مرتب : راجا رشید محمد

حمد و نعت



حمد و نعت

ترتیب

راجا رشید محمود

ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور

مکتبہ ایوانِ نعت (پٹرڈ)

اظہر منزل - نیو شالامار کالونی - ملتان روڈ - لاہور

قیمت: ۴۸ روپے

کتاب : حمد و نعت

موضوع : خالق (جل جلالہ) اور محبوب خالق (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توفیق

مرتب : راجا رشید محمود ایم اے۔ فاضل درس نظامی

(سینئر مہر مضمون پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور)

خوشنویس : جمیل احمد قریشی تنویر رقم خلیل احمد نوری۔ ذاکر حسین باجواہ

پروف ریڈر : فیاض حسین چشتی نظامی، رفیق احمد خاں

صفحات : ۹۶ + ۱۱۲ = ۲۰۸

بار اول : ۱۹۸۸ء

فہرست (حصہ اول)

| | | |
|----|-------------------------------|--------------------------------|
| ۵ | خلیل الرحمن کھجوری | اسلام میں توحید کا تصور |
| ۱۱ | عبدالحق ظفر چشتی | حمد، حامد اور محمود |
| ۱۷ | ادارہ | احادیث میں حمد خداوندی |
| ۳۱ | راجا غلام محمد | حمد یہ شاعری میں ذاتی حوالہ |
| ۳۷ | عشرت حسین بقائی | بارگاہ خداوندی میں ملت کی فراہ |
| ۴۳ | راجا رشید محمود | حمد اور نعت کا تعلق |
| ۶۳ | شہناز کوثر | حمد میں نعت کی صورتیں |
| ۷۷ | سید نور محمد قادری۔ نائلہ صدف | تعارف کتب |
| ۹۴ | | نعت لاہری |

حمد بابہ تعالیٰ

مولانا کفایت علی کافی، ۱۰۔ میرزا محمد رفیع سودا، ۱۶۔ حکیم مومن خاں تونس، ۲۱۔ بہادر شاہ ظفر، ۲۲۔
حافظ سید حسینی، ۲۳۔ مولانا محمد علی جوہر، ۲۴۔ علامہ شبیر احمدی، ۲۵۔ میر آق کاشمی، ۲۶۔ حفیظ جالندھری، ۲۷۔
عزیز جالندھری، ۲۸۔ منظور بھارتی، ۲۹۔ حیرت جالپوری، ۳۰۔ حفیظ آصف، ۳۱۔ آغا شکر کاشمیری، ۳۲۔ شاہ مکتوی،
۳۳۔ محمد حسین آسی، ۳۴۔ بشیر نوری، ۳۵۔ قاتل جھڑی، ۳۶۔ عزت کاشمیری، ۳۷۔ صلی اللہ علیہ وسلم، ۳۸۔ انجمن فقہ، ۳۹۔
خالد بزمی، ۴۰۔ حسین سحر، ۴۱۔ خالد محمود نقشبندی، ۴۲۔ عاتق براری، ۴۳۔ محبت خاں بکیش، ۴۴۔ راجا رشید محمود، ۴۵۔

ناشر

مکتبہ ایوان نعت (رجسٹرڈ)

اظہر منزل نیو شالامار کالونی ملتان روڈ

لاہور۔ کوڈ نمبر ۵۴۵

اسلام میں توحید کا تصور

هَلِيلُ الرَّحْمَنِ كَهْجُولُو

ہم جس خدا کو ماننے میں اس کی صفات میں سے سب سے اہم صفت اس کا ایک ہونا ہے۔ یہی توحید ہے اور توحید ہی دین اسلام کی اصل الاصول ہے۔
اصول اصل کی جمع ہے اور اصل کا معنی ہے جڑ۔ جڑ ہی سے پودے یا درخت کی شاخیں پتے اور پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔ یہ نہ رہے تو کچھ باقی نہیں رہتا۔ اسلام کے اصولوں میں توحید کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

قرآن پاک میں توحید کا ذکر یوں ہے: "اللہ نے کوئی اولاد اختیار نہیں کی اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہے۔ یوں ہوتا کہ ہر خدا اپنی مخلوق لے جاتا اور ضرور ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتا ہے۔"

انسانیت کا آغاز توحید کے عقیدے پر یقین ہی سے ہوا، کیونکہ سب سے پہلا انسان خدا تعالیٰ کا پیغمبر تھا۔

ہماری اجتماعی کمزوری ہے کہ ہم زبان اور عمل میں تفاوت کو شمار کیے ہوئے ہیں، ہماری گفتار اور کردار میں بُعد ہے، ہم کہنے اور کرنے کی دو علی کا شکار ہیں۔ زبان سے تو ہم توحید کے قائل ہیں لیکن ہمارے دلوں میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے وہ اثرات دکھائی نہیں دیتے جو موصوفوں کے ظاہر و باطن میں ہونے چاہئیں۔

توحید کا معنی توحید ہے کہ ہم ذات اور صفات میں خداوند تعالیٰ کو لاشریک جانیں۔ کسی

حصہ دوم

| | | |
|----|-----------------------|-------------------------------|
| ۵ | راجا رشی محمود | قرآن مجید میں نعت |
| ۱۱ | پروفیسر محمد حسین آسی | صحابہ کرامؓ اور نعت |
| ۲۵ | سید ریاض حسین شاہ | نعت کیا ہے |
| ۳۳ | انظر محمود | نعت کی تعریف |
| ۵۳ | ڈاکٹر محمد اسحق قریشی | نعت میں احقرام رسالت کے تقاضے |
| ۶۷ | گوہر ملیانی | آشوب عصر اور نعت |
| ۷۵ | ڈاکٹر صدیقہ ارمان | نعت میں شمائل و فضائل کا بیان |
| ۸۹ | شبنام کوثر | نعت میں اظہار عجز |
| ۹۳ | راجا غلام محمد | نعت میں افتخار کی صورتیں |

نعت کیا ہے

سید راحت نقوی، ۳۰ - محمد اکرم رضا، ۴۰ - رئیس امر دہلوی، ۱۰۱ - خالد علیم، ۲۰۴
شمس الحق بخاری، ۳۸ - قصری کانپوری، ۳۹ - غلام رسول عظیم، ۴۱ - محمد شیر افضل جعفری، ۴۲
حافظہ حبیبہ انصاری، ۴۳ - ریاض حسین چودھری، ۴۴ - راجہ مراد آبادی، ۴۷ - محمد فیروز شاہ، ۴۸
سید سجاد رضوی، ۴۹ - راجہ عرفانی، ۵۱ - مصطفیٰ قریشی، ۵۲ - اکرم کامل، ۸۸
پدر سگری، ۱۰۱ - شہناز دہلوی، ۱۰۲ - راجا رشید محمود، ۱۰۳ - محسن کاکوروی، ۱۰۴
شاہ عظیم آبادی، ۱۰۴ - ارشد دہلوی، ۱۰۴ - مصباح مٹھراوی، ۱۰۵ - غلام مصطفیٰ قریشی، ۱۰۶
سعید وارثی، ۱۰۷ - منور بدایونی، ۱۱۰ - عاصی کرنالی، ۱۱۱

موصوفہ کے لیے اس بات کی گنجائش نہیں کہ وہ زبان سے تو لا الہ الا اللہ کہتا رہے مگر افعالاً باللہان کی راہ پر چلنے کے باوصف تصدیقاً بالقلب کی منزل سے ہاتھ نہ ہٹا کر۔

خود نے کہہ بھی دیا لا الہ الا تو کیا حاصل

(علامہ اقبال)

دل و جھانہ ملاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہم اگر مَلَائِکَ النَّاسِ (سب لوگوں کا بادشاہ) صرف خدا تعالیٰ کو نہیں سمجھتے، اس کے علاوہ بھی کسی کو اپنی جانوں، اپنے مالوں اور اپنی اکبر و کمالک جانتے یا مانتے ہیں تو ہم خدا کی وحدت پر ایمان لانے کا خالی غری ادعا کرتے ہیں۔ اس دعوے کا کوئی ثبوت پیش نہیں کرتے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تو فرمایا ہے۔

إِنِ اتَّخَذْتُمْ مِثْلًا لِّئِلٰہٍ (حکومت صرف اللہ ہی کے لیے ہے) فِیْزِیْرَیْمَا وَ لَآ یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖ اَحَدًا (اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا) لیکن ہم اپنی حکومت قائم کرتے ہیں یا خدا تعالیٰ کے علاوہ یا اس کے ساتھ کسی اور کی حکومت تسلیم کرتے ہیں یا اس کا حکم مانتے ہیں تو ہم شرک کے مرتکب ہوتے ہیں، توحید کے قائل نہیں رہتے۔

اگر ہم کسی ماعتزلی نظام کے دست و بازو بن جاتے ہیں، یا اسلام کے علاوہ کوئی اور اقتصادی یا سیاسی یا تعلیمی نظام اپنا لیتے ہیں تو ہم موصوفہ نہیں ہیں۔

اگر ہم روٹی پکڑا اور مکان کے لیے کسی یہودی کی درپردہ گری کرتے ہیں یا کسی اور کے محکموں پر چلتے ہیں یا اپنی معاشی ضرورتوں کے لیے غیر اللہ کی محنتوں یا امداد کی طرف نگراں ہوتے ہیں اور ان تعلقات کو ختم نہیں کرتے جو کسی طرح مسلمانوں پر غیروں کا تسلط قائم کرنے کا موجب بنتے ہیں، تو ہمارا خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان نہیں رہتا۔

اگر ہم ایسے کام کرتے ہیں، جن سے خدا تعالیٰ نے ہمیں منع کیا ہے یا ایسے کام نہیں کرتے جن کا حکم اس نے دیا ہے۔ اور اس کے بجائے کسی اور کا حکم مانتے ہیں تو ہم دراصل شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اگر ہم خواہشات انسانی پر چلتے ہیں، ہوس پرست ہیں تو توحید کو ماننے والوں کے دائرے سے خارج ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جو لوگ صرف اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، درحقیقت ان کا خدا ان کی خواہشات میں ہے۔"

اگر ہماری فوج کشی کا مقصد خدائی قوانین اور خدائی احکام جاری کرنا نہیں، بلکہ خود غرضی، انتقام، فتوحات یا استحصال ہے تو ہم خدا کی وحدانیت کے بجائے شرک کا درمکاب کر رہے ہیں، خدا کے احکام سے بناوٹ کوئی موصوفہ نہیں کر سکتا۔

حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کہنا کہ فلاح پا جاؤ۔ یعنی توحید کو ماننے کا نتیجہ فلاح ہے۔ لیکن توحید کو ماننا اتنا آسان نہیں، قرآن کریم میں ہے: "اے عقل والو! تقویٰ اپناؤ تا کہ شاید تم فلاح پا سکو۔" فلاح کے لیے تقویٰ ضروری ہے۔ اور فرمایا گیا کہ "صرف خدا کی عبادت کرو۔" تاکہ تم تقویٰ کو پاؤ۔

اللہ کریم جل جلالہ نے کائنات ہمارے لیے مسخر کر دی۔ ہمیں عبادت کے لیے بنایا۔ عبادت تقویٰ کے لیے ہے اور تقویٰ فلاح کے لیے ہے۔ اور اس سارے عمل میں ہم نے ہمیں توحید کی تعلیم سے صرف نظر کیا، خدا تعالیٰ کو اور اس کے احکام کو صبر کرنے کی حماقت میں مبتلا ہونے تو فلاح کی منزل تک رسائی نہ پاسکیں گے۔

ہمیں توحید کی تعلیم دیتے ہوئے خالق حقیقی عز و جل نے اپنی مختلف صفات گزائی ہیں اور ان صفات میں اپنا لاشریک ہونا بتایا ہے۔ اس کے خالق ہونے کی صفت پر غور کریں تو وہ "آسمانوں اور زمینوں کا بنانے والا ہے۔"

جو کچھ پیدا ہوا ہے، اسے پیدا کرنے والا کوئی ہے۔ کیا مادہ خود بخود وجود میں آگیا تھا، کیا وہ اپنا خالق آپ ہے، کیا خالق کے بغیر بھی تخلیق ممکن ہے، اللہ تعالیٰ نے خود اس حقیقت پر غور کرنے کی تلقین کی ہے: "کیا وہ بغیر کسی شے کے پیدا کیے گئے یا وہ خود خالق ہیں۔" کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟

عمر سے دیکھیں تو خالقِ حقیقی نے کسی سے مشورہ کیے بغیر نباتات، جمادات اور حیوانات کی پیدائش اور نشوونما کا نظام قائم کیا ہے۔ یہاں بھی اس کی توحید کے مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں۔ ہم نے آسمان سے پانی برسایا اور اس زمین میں نباتات اگائے جس میں ہر قسم کا عمدہ جوڑا موجود ہے۔ کیا تم نے دیکھا ہے جو تم کاشت کرتے ہو، کیا تم اگاتے ہو یا اے اگلانے والے ہم ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اسے خاک کر ڈالیں۔

”بلے شگ اللہ ہی دانے اور گٹھلی کو بھانڈے والا ہے۔“ ان کے لیے ایک نشانی مژدہ زمین ہے جسے ہم نے زندہ کیا اور اس میں سے دانہ نکلا جسے وہ کھاتے ہیں۔ ہم نے اس میں کھجور اور اشور کے باغ پیدا کیے اور اس میں پٹھے جاری کر دیئے تاکہ لوگ زمین کے پھل کھائیں اور یہ سب کچھ انسان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا پس کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے؟

”کیا تم نے آگ کو دیکھا ہے جسے تم تپاتے ہو، کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم اسے پیدا کرنے والے ہیں؟“ کیا ہم نے زمین کو چنگور اور پہاڑوں کو بیض بنادیا ہے۔

”ہم نے زمین پر پہاڑوں کی بیضیں کارڈ دیں تاکہ وہ تمہیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔“

”یقیناً تمہارے لیے چوپایوں میں عبرت ہے۔ ان کے پیٹوں میں گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ ہم تمہیں پلاتے ہیں۔“

”ہم نے انسان کو ایک نمونہ سے پیدا کیا تاکہ اسے آغائیں تو اللہ کریم نے انسان کی تخلیق کے مختلف مرحلوں کا ذکر قرآن پاک میں بار بار کیا ہے۔“

زمین و آسمان کو خدا نے پیدا کیا، سورج چاند ستارے اُس نے بنائے، سمندر اور سمندروں میں رہنے والی اشیاء اس نے تخلیق کیں، نباتات جمادات حیوانات اس نے بنائے، انسان اُس نے پیدا کیا اور اسے اشرف المخلوقات بنایا۔

ساری کائنات اس نے تخلیق کی، کائنات کو انسان کے لیے بنایا اور انسان کو عبادت کے لیے، عبادت اس لیے جسے کو ہم متقی ہو جائیں اور تقویٰ اس لیے ہے کہ ہم صلاح پانچاویں

اور اس سارے عمل کی بنیاد توحید ہے جہاں ہم توحید کے نظریے سے ذرا ہٹے، گویا ہم فلاح کی راہ سے دور جا پڑے، اللہ کریم ہمیں توحید کو سمجھنے اور اس کی روح کو اپنے کردار پر نافذ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

حاشی

- ۱) المؤمنون - ۲۳: ۹۱ ۲) الناس - ۱۱۴: ۲ ۳) یوسف - ۱۲: ۲۰
 - ۴) الکہف - ۱۸: ۲۹ ۵) جاثیہ - ۳۵: ۲۳ ۶) البقرہ - ۲: ۱۰۰
 - ۷) البقرہ - ۲: ۲۱ ۸) ابراہیم - ۱۱۳: ۳۳ / النحل - ۱۴: ۱۳ / الحج - ۲۲: ۶۵ / لقمان - ۳۱: ۲۰ / الجاثیہ - ۴۵: ۱۳ / ۱۳: ۱۳ ۹) الذاریات - ۵۱: ۵۶
 - ۱۰) ابراہیم - ۱۳: ۱۰ / یوسف - ۱۲: ۱۰۱ / الانعام - ۱۶: ۱۳ / طہ - ۳۵: ۱۰ / الزمر - ۳۹: ۳۹
 - ۱۱) الطور - ۵۲: ۳۶ ۱۲) لقمان - ۳۱: ۱۱ ۱۳) الواقعة - ۵۶: ۶۵
 - ۱۴) الانعام - ۶: ۹۵ ۱۵) یونس - ۳۳: ۳۵ ۱۶) الواقعة - ۵۶: ۵۶
 - ۱۷) النبا - ۴۸: ۴۶ ۱۸) لقمان - ۳۱: ۱۰ ۱۹) النحل - ۱۲: ۶۶
 - ۲۰) العنکبوت - ۲۹: ۲۱ ۲۱) البقرہ - ۲: ۲۸۱ / المؤمنون - ۲۳: ۱۲ / النحل - ۱۳: ۱۳
- ۱۰۱: ۱۳ / البقرہ - ۲: ۲۸۱ / المؤمنون - ۲۳: ۱۲ / النحل - ۱۳: ۱۳



ہمد شہاد اور حمد

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

اللہ واحد ہے، وید ہے، بیکتا ہے، بے مثال ہے، تنہا ہے، اس کا کوئی ثانی، مثل، مثال، شیل نہیں ہے۔

نزد میں عملے زاد رک میں آئے۔ ہاں اگر سوائے تو اہل ایمان کے دل میں۔ اہل ایمان اور اہل دل نے اس کو کیا جانا، کیا مانا اور کیا پایا، وہ جانیں۔ انہوں نے اسے جیسا جانا جیسے مانا اور جیسا پایا، اُن محسوسات کو صفاتِ قرطاس پر کجیر گئے، شاید اس لیے کہ ممکن ہے، ہمارے دل کی دھڑکنیں اس کا لمس محسوس کریں۔

منشی احمد یار خان نجفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔
"حمد" کے معنی ہیں محمود کے کمال کو ظاہر کرنا۔

دنیا کی چیزوں کے کمال کا ظہور خدا کی حمد ہے

کامل حمد وہی ہے جو اس کے خاص بندے کے ذکر کے ساتھ ہو۔

یعنی اللہ تعالیٰ لائقِ حمد ہے اس لیے کہ وہ محمود ہے۔ اور ایسا محمود ہے جیسا اُس کے محبوب نے اس کی حمد کی، بلکہ اُس سے بھی سوا اسی وجہ سے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم فداء اسی دانی اُس کے حامد ہوئے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی کمال حمد وہی ہے جو اس کے محبوب حامد نے اپنے رب محمود کی کی۔ اس لیے آپ تھا وہی ہیں۔ بعینہ میرے آقا محمد ہیں۔ یعنی بہت ہی زیادہ تفریق کے لائق۔ اور ایسے جیسے اُن کے خالق حامد نے اپنے محمود کی تفریق کی، البتہ اُس سے ماسوا نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ حامد ہے اپنے محمود محمد کا اور محمد حامد و حماد ہیں اپنے محمود اللہ کے۔

حمد شہاد

یکجے کس زباں سے شکر خدا
ہر سہرؤ ہوگر ہزار زباں
مؤ برابر ہو کے تقصیر
ہے وہ معطر و نام
ہیں عنایاتِ ایزد غفار
ہے مگر یہ عجیب فضل و کرم
شکر کس طرح سے کریں اُس کا
وہ رسولِ خدا شفیعِ امم
واہ کیا ذاتِ پاکِ حضرت ہے
عینِ رحمت ہے، عینِ رحمت ہے

کفایتِ علی کافی شہید

وہ مستند بھی احمد بھی، محمود بھی
حسن مطلق کے شاہد بھی، شہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی
ظاہر امتیاز میں امتیاز ہے
اللہ محمد ہے ہر حامد و محمود کا۔

اللہ تعالیٰ بہت ہی زیادہ حمد کے لائق ہے، وہ ہر نقص ہر عیب ہر عجز سے ہر ان پاک
ہے، منزہ ہے، ان معنوں میں وہ شہد ہے، جو کوئی بھی حمد کرے، خواہ وہ خود گفتا ہی محمود
کیوں نہ ہو، وہ پھر بھی اپنے محمود کا حامد ہے، گویا ہر حامد اور ہر محمود کی حمد کا سنرا دی ہے،
جو محمود جتنی ہے، اس سے میں وہ محمود محمد بھی مقرر کر رہا ہوں کہ ہر حامد و محمود اسی کی حمد سے محمود ہے، لیکن
اس نے اپنی ذات کے لیے محمد نام یا صفت کے طور پر استعمال نہیں کیا، شاید اس لیے کہ دنیا کی
ہر چیز اسکی تخلیق ہے، اس کی کسی طرح کی صفت کی منظر ہے، کہیں جمال ہے کہیں جلال ہے۔
نہیں غلت ہے کہیں صغیریت ہے اور کہیں کبیریت ہے۔ غرض جہاں جہاں جو کچھ نظر آ رہا ہے،
وہ اس کی کسی صفت کا سرور و منظر ہے، جب خالق کائنات نے اپنی ہر صفت کا کوئی نہ کوئی منظر
بنادیا تو دنیا کے سامنے اپنی ایک ایسی تخلیق بھی پیش کر دی جو اس کے جملہ اوصاف حمیدہ
کی منظر بنتی، اس تخلیق کو کوئی جس جس انداز اور زاویے سے دیکھے منظر اتم ہے اسوہ کامل ہے،
گو یا وہ ہر اعتبار سے حمد کے لائق ہے، اور وہی محمد ہے، وہی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فدا

امی والی اصل میں محمد ہے۔
نعت حبیب کیے کہ محمد خدا بھی ہے
توصیف مصطفیٰ کی خدا کی ثنا بھی ہے
تفسیر ضیاء القرآن میں حمد کی تعریف یوں کی گئی،

”ہر خوبی و کمال جس کا مہر اختیار و ارادہ سے ہو، اس کی ستائش و ثنا کو حمد کہتے
ہیں، اس لفظ حمد نے اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کا کمال سے

مستقیم ہونا اختیاری اور غیر اختیاری نہیں، بلکہ اس کی اپنی مرضی و ارادہ کی جملہ تعانی
ہے، کمال کہیں بھی ہو، جمال کسی روپ میں ہو، اسی کی کرشمہ سازی ہے، اسی کی
بااختیار تدبیر کا اعجاز ہے، ترشائش و تعریف کسی کی بھی کی جائے، حقیقت میں
اسی ذات ہے ہمتا کی ہے جس کی قدرت و اختیار سے اس عالم رنگ و رو کی
ساری رنگینیاں اور رعنائیاں نمود پذیر ہیں؟

صاحب تفسیر منظر ہی حمد کی تعریف اس طرح رقم فرماتے ہیں،

”کسی اختیاری خوبی پر زبان سے تعریف کرنے کو حمد کہتے ہیں، اس میں نعمت کی خصوصیت
نہیں ہے، ہر اذہ ہو، اس لیے حمد شکر کی نسبت عام ہے، کیونکہ شکر نعمت کے ساتھ مقصود
ہے، اور باعتبار مورد کے خاص ہے، کیونکہ شکر زبان و دل اور دیگر تمام اعضاء سے صادر ہو سکتا
ہے اور حمد صرف زبان ہو سکتی ہے، اس لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حمد شکر کی
اصل ہے، جس شخص نے خدا کی حمد کی، اس نے ذرا بھی شکر نہ کیا، اسی حدیث کو عبد الرزاق نے
بروایت قتادہ اور انہوں نے بروایت عبد اللہ ابن عمر بیان کیا ہے، اور مدح حمد کی نسبت
عام ہے، کیونکہ مدح صرف کسی خوبی پر ہوا کرتی ہے، اس کا اختیاری یا غیر اختیاری ہونا ضروری نہیں؟“
مولانا عبد الماجد دریا بادی تحریر فرماتے ہیں،

”حمد کا درجہ لغوی اعتبار سے مدح اور شکر دونوں سے بلند تر ہے، شکر تو کسی متعین ہی
نعت کے مقابلے میں بولا جاتا ہے اور مدح میں مدوح کی خوبیوں کا ارادہ اور
اختیاری ہونا ضروری نہیں، صرف حمد ہی ایسی چیز ہے جو محمود کی عام انتیاری خوبیوں
اور فضیلتوں کی بنا پر کی جاتی ہے (راغب) فہم کلام العرب معناه الشفاء
اصلاح (قرطبی) قرآن پاک میں سب سے پہلی تعلیم توحید کے قبلہ اصناف کی جامع
ہے مدح اور تعریف کسی کی بھی، کسی کے نام سے بھی ہو، درحقیقت صرف اللہ
ہی کی ہوتی ہے اور اسی کو پہنچتی ہے، یعنی اگر حاکم عادل ہے تو اس کے معنی یہ ہیں

کہ اللہ تعالیٰ صاحب عدل و انصاف نے اس میں صفتِ عدل پیدا کر دی ہے۔
اگر طبیبِ حاذق ہے تو اس کا مفہوم یہ ہو کہ حاکمِ مطلق نے اپنی حکمت و دانائی کا کچھ
حصہ اس کو تفویض کر دیا ہے۔ اگر کسی کی شکلِ جمیل ہے اور اس کی سیرت پاکیزہ ہے تو
ہر موقع پر مدح و ثنا، تعریف و تائید کی اصل مشقِ صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔

ہر جانیم سجود پاں آستانِ رسد

حضرت مولانا عبدالرحمن قصوری حمد کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

”مجھ صفت و ثنا کسی میں ذاتی اور مصلیٰ کمالات برنے کی بنا پر زبان سے کی جائے،
اس کو حمد کہتے ہیں۔ اور جو خوبیاں اور کمالات دوسرے سے حاصل کر کے فضیلت
پائی ہو، ان کمالات اور خوبیوں کے سبب زبان سے اُس کی تعریف کی جائے
تو اس کو مدح کہتے ہیں۔ حمد صرف حق سبحانہ و تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص
ہے اور اس کے سوا جس کسی کی تعریف ہوگی، وہ مدح ہی ہوگی۔“

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خاں نے بھی حمد، مدح اور شکر کی وضاحت فرماتے ہیں۔

۱۔ حمد کے معنی ہیں، کسی اختیاری خوبی کی تعریف کرنا۔

۲۔ مدح کے معنی ہیں، ہر اُس ذات کی تعریف جسکی وہ خوبی اختیاری ہو یا غیر اختیاری۔

۳۔ شکر کے معنی ہیں، کسی کے اختیاری کمال کو اس لیے ظاہر و باہر کرنا کہ اُس نے اپنی اس خوبی
و نعمت میں سے ہمیں کچھ دیا۔“

ان حوالہ جات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی لائقِ حمد ہے۔ وہ ہر خوبی کا
مالک ہے۔ اور وہ اختیاری مالک ہے۔ اور یہ اختیار اُس سے کبھی نازل نہیں ہوتا۔ اس
لیے وہ ہر حال میں حمد کا سزاوار ہے، خواہ وہ نعمت کسی کو عطا کرے یا نہ کرے۔ اس میں
بھی اُسے اختیارِ کمال حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ لائقِ مدح ہے کہ اللہ بذاتِ خود بغیر کسی تعاون و مدد کے تمام کمالات اور کمال

اعزازات کا ایسا اختیاری مالک ہے کہ اس نے جس جس چیز کو بھی کوئی چیز بنایا، اُسے خوب بنایا
اور لائقِ مدح بنا دیا۔ حالانکہ وہ خوبی اس چیز کی اپنی اختیاری نہیں بلکہ عطائی ہے۔ لیکن چونکہ ایک
اختیار والے نے اُسے بنایا اور بنانے کا حق ادا کر دیا کہ جس مقصد کے لیے بنایا، اُس مقصد
کے لیے اُس ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کوئی اور ذات کسی چیز کو ایسا نہیں بنا سکتی۔ اس لیے وہی
ذاتِ مدح کے لائق ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی بنائی ہوئی ہر چیز بھی مدح کے لائق ہے۔
اللہ تعالیٰ ہی لائقِ شکر ہے۔ اس لیے کہ وہی ذات اپنے اختیارات سے ہر ایک کو نوازی
ہے۔ جس نے جس کی کو نوازا، اُسی کے نوازنے سے نوازا۔ لہذا ہر شکر کی بنیاد اور وہی ذاتِ واحد
ہے۔ اور وہ ایسا نوازنے والا ہے کہ نوازنے پر کئے تو خوب خوب نوازے۔ اپنے کو بھی جسے
کو بھی، نیک و بد، ظالم و مظلوم، ساری دُسرور، محب و عجب اور ہر خوب و ناخوب کو نوازے۔
گویا اللہ تعالیٰ لائقِ حمد ہے، لائقِ مدح ہے، لائقِ شکر ہے کہ وہ ہر عباد کی حمد سے ہر مدح
کی مدح سے اور ہر شکر کے شکر سے بے نیاز ہے۔ اُس کے اختیاری کمالات میں کسی کے حمد،
مدح اور شکر نہ کرنے سے کسی بھی انداز میں کمی نہ آئے۔ البتہ اُس محمود، اُس ممدوح اور شکر کی کوئی جتنی
بھی حمد، مدح اور شکر ادا کرے، اتنا ہی زیادہ نوازا جائے۔ اِنَّ شُكْرَكُمْ لَؤْيُكُمۡ لَکُمۡ۔



احادیث میں سند خداوندی

(ادارہ)

حضرت سید کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہی تھا کہ لوگوں کو جو اپنے خالق و مالک سے دور ہوتے جا رہے تھے، اس کے درپہنچا دیا جائے۔ آقا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راجح سے بھولی بھٹکی مخلوق کو سیدھی راہ دکھائی، انہیں خدا کے واحد کے حضور سجدہ ریز ہونے کی غفلت کا احساس دلایا۔ حضور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خالق و مخلوق کے درمیان بزرگ بھری تھے۔ انہوں نے مخلوق کو عرفانِ خداوندی کا درس دیا، انہیں سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ ہی سب جہانوں کا خالق ہے، سب جہانوں کی ساری مخلوقات کا پالنے والا ہے، اس کی عظمت و قدرت کا کمال کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں، اس کی رحمت و رافت ہی سے سارا نظامِ عالم قائم ہے، اس کی سخاوت ہی سے سب مستفید ہوتے ہیں، وہ درگزر نہ کرے اور بخشش و مغفرت کا سا نشانہ نہ مان دے تو "اشرف المخلوقات" اپنی معصیت کی دھوپ میں گھل جائے۔ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اس کی شتار العیوبی کی صفت نے مخلوق کے عیب و حنانپ رکھے ہیں۔ وہ قاضی الحاجات ہے، سب کی ضرورتیں اسی کی بارگاہ سے پوری ہوتی ہیں۔

ہمیں حضور محمدؐ جو بذات علیہ السلام والصلوٰۃ کے طفیل اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہوا۔ ہمیں سرکارِ والا تبار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ کی صفات بتائیں، اس کی حقیقت خود جانی اور ہمیں بتائی، ہمیں اس سے محبت کا سبق دیا، اس لیے ہم خدا تعالیٰ کو جو کچھ مانتے ہیں، حضور رسولِ امام علیہ النجۃ والسلام کے حکم پر مانتے ہیں، سرکار نے فرمایا، خدا ہے — ہم نے مان لیا، انہوں نے فرمایا، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں — ہم نے تسلیم کیا۔ آقا نے فرمایا، اس کے ماں باپ نہیں، اس کے اولاد نہیں، ہم نے تسلیم خم کیا۔ انہوں نے فرمایا، وہ

سند خداوندی

خدا یا، دے تو اپنے عشق کا در
رہے روشن مری یوں شمع ہستی
رداں رکھ تو مرے خامہ کو دن رات
تری حمد اے جن آرا کہاں ہو
شنا سننے کو تیری گل ہوا گوش
چراغِ شام کو ہر شب تری کو
ہمارے واسطے اے رتبِ مہودا
ترے احساں بیان کیا ہم سے ہوویں
سکن سننے کو کرنے بخشے ہیں گوش
زباں کی خلق منہ میں بہر گفتار
بیاں کیا کچھ تیری عنایت

عنایت کر دل گرم و دم سرد
کروں ہر آن بچوں پر دانہ سستی
لکھوں تا حمد میں بعد از مناجات
اگر بچوں سرد رہا پا زباں ہو
دہن میں سو زبان غنچے کی خاموش
نسیم صبح کو تیری نگدود
کرم ماں باپ سے تیرا ہے افتود
رہے بیدار تو، بندے جز ہوویں
بگھنے کو دیا ہے فہم اور بخش
کریں تا در و دل آپس میں اظہار
دیے ہیں چشم اور نور بصارت

غرض کیا کیا کم ہم پر ہے تیرا
شیخِ حشر پیغمبر ہے تیرا

مرزا محمد رفیع سودا

سچی و قیام ہے، قادر مطلق ہے، رحمان و رحیم ہے، قہر و جبار ہے۔ آقا نے جو کچھ فرمایا، ہم نے مانا، چنانچہ صبر خداوندی کی ابتدا تو اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے تو انہیں پیدا کیا تھا، ان کے ذریعہ تخلیق کی تھی کہ کوئی ایسی شخصیت بھی ہو جو اس کی ذات کی گواہی اس کی ذات کو دیکھ کر دے۔ سرکار نے اپنے خالق کو بغیر آنکھیں چپکے دیکھا، یعنی "بَوَسَّيْنِ اَنْ اَذُنِي" کی خبر تو میں دیکھا اور پھر اس کی تعریف کی۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، "آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں، ہم میں سے بیش تر لوگ ان ناموں سے قنات ہیں، نعت کے اس شمارہ اول کے سرورق پر بھی اللہ کریم کے اسمائے حسنیہ دیئے گئے ہیں۔ یہ سب اس کے صفاتی نام ہیں اور آقا و مولا علیہ السلام نے انہیں بتائے ہیں۔ اور یہ جو خالق کی بنیاد ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے محبوب و محبوب خالق و مالک جلی و عنانی مدحت کی، اس کی تعریف فرمائی، ہمیں اس کی تعریف سمجھانی اور سکھانی، ہمیں قرآن مجید کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے احکام بھی سنائے اور اپنے ارشادات کی شکل میں بھی ہمیں توحید کا درس دیا، ہمیں شرک اور کفر سے بچنے کی تلقین فرمائی، ہمیں بتایا کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدم کا بیٹا مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ یہ اس کے لیے مناسب نہیں اور وہ مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ یہ اس کے لیے مناسب نہیں، اس کا گالی دینا تو یہ ہے کہ کہتا ہے کہ میری اولاد ہے اور اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ خدا مجھے دوبارہ زندہ نہیں کرے گا جیسے کہ اس نے پہلے مجھے پیدا کیا تھا" (بخاری - رواہ ابو ہریرہ)

یعنی حضور سید برائے دجالی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کا یہ حکم ہم تک پہنچایا کہ اس کی اولاد ماننا اُسے گالی دینا ہے اور یہ یقین رکھنا کہ وہ مارنے کے بعد زندہ کر دے گا، اسے جھٹلانے

کے مترادف ہے، حالانکہ یہ اس کی صفاتیں ہیں کہ اس کے اولاد بھی نہیں اور وہ ہمیں مار کر جلائے گا بھی۔

حضور رسول کریم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رحمان اور رحیم ہونے کی صفت کا ذکر کیا فرمایا کہ ایک ارمحاجہ کرام سے ایک ماں کے متعلق استفسار فرمایا کہ کیا یہ عورت اپنے بچے کو انگ میں پھینک سکتی ہے، صحابہ نے عرض کیا، نہیں خدا کی قسم! جہاں تک اس کا بس چلے گا، یہ اسے نہیں پھینکے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جتنی یہ ماں اپنے بچے پر مہربان ہے، اللہ اس سے زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے، (مسلم - رواہ حضرت عمر بن خطاب)

ترمذی شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے کائنات علیہ السلام و السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے رہے گا، میں تجھے بخشا رہوں گا، خواہ تجھ میں کتنے ہی گناہ کیوں نہ ہوں۔

عرض، آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خدا تعالیٰ کی حمد کرتا سکھایا ہے، اس کی صفات بیان فرمائی ہیں، قیامت تک جو چیز اللہ کریم کی حمد کرے گی، بنیادی طور پر ہمارے آقا و مولا علیہ السلام و الشا اور پھر باقی انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات ہی کی بنا پر الیا کرے گی۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی تعریف کی، اس کی حمد بیان کی، اور یہ تعریف انہوں نے نبی شہادت کی بنیاد پر بیان فرمائی، اس لیے قیامت تک ہمیں خدا تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کے لیے سرکار کے ارشادات کو سامنے رکھنا ہوگا، ہمیں قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی تعلیمات کے مطابق حمد بیان کرنا ہوگی، جو برصفت جس طرح محبوب کبریا علیہ السلام نے اپنے محبوب حقیقی اور محبوب حقیقی (جمل شائے) کی بیان کی ہیں، وہ برحق ہیں، اور وہی برحق ہیں۔

واللہ ورسولہ اعلم۔

سخنِ دل

ہے اسی خالق کو سب حمد و ثنا
ہر طرح کی خلقت اس سے کی عیاں
توڑ سے اپنے دیا اُس کو وجود
ختم جمع انبیا اُس کو کیا
اپنا مجرب اس کو عالم میں کیا
خلق نیک اس میں سراسر بھر دیا
توڑ سے اس کے ہے عالم کا لہر
اُس کو پھر معوث عالم پر کیا
توڑ برکتی ہے کب اس کی ثنا
عذر "لَا اُحْصِي" محمد نے کیا

مولانا غلام الدین احمد آبادی

محمد بنی تھا

نہ کہو بحرِ مطلع دریاں ہر مطلع ستر و حد ست کا
کہ ہاتھ آیا ہے روشن مصرعِ انگشتِ شہادت کا
غضب سے شیر سے ڈرتا ہوں، رضا کی تیری غزل ہے
نہیں بیزار و زخم سے، نہ میں مشتاقِ جنت کا
خدا یا! ہاتھ اٹھاؤں عرضِ مطلب سے بھلا کیونکر
کہ ہے دستِ دعا میں گردشِ دامانِ اہلبیت کا
عنایت کر تجھے آشوبِ گاہِ عشقِ غم اک دل
کہ جس کا ہر نفس ہم نغمہ ہو شورِ قیامت کا
تجھے وہ تیغ جو ہر کہ کو میر سے نام سے خوں ہو
دل صبر پارہ اصحابِ نفاق و اہلِ بدعت کا
مرا جو ہر ہو سرتاپا سفاکے مہرِ بخت کا
مرا حسرتِ زودہ دل آئندہ خانہ ہو خشت کا

حکیم ہونے سے غافل ہونے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 الحمد للہ رب العالمین

حکایت خلیفہ

مقدور کس کو خدا نے جلیل کا
 اس عجا پر بے زبان ہے دین تال و تیل کا
 پانی ہیں اس نے راہ سیری کی کلیم کی
 آتش میں وہ ہوا چمن آرا خلیفہ کا
 اس کی مدد سے فوج ابابیل نے کیا
 لشکر تنہا کعبہ پر اصحاب نبیل کا
 بلوایا اپنے دوست کو اس نے وہاں ، بہاں
 مقدور پر نردون نہ ہوا جبرئیل کا
 کیسا پائے گزشتہ کو اس کے کوئی نظیر
 داں عقل کا نہ دخل ، نہ ہرگز وسیل کا

سراج الدین بھادرتھ تلخ

حمزہ نبی تعالیٰ

وہ گھر نہیں ہے ، کہیں گھر نہیں جہاں تیسرا
 مکان ترا ہے ، مکین کو ہے ، لا مکان تیسرا
 بجھی کو خرب ہیں معلوم سکتیں اپنی
 نہیں ہے تیرے سوا کوئی راز داں تیسرا
 نہ پانی کوئی جگہ تیرے نام سے خالی
 مگر کہیں نہ ملا نام کو نشان تیسرا
 دین کو دی ہے زبان اور زباں کو نعت شکر
 ادا نے شکر کہاں تک کرے زبان تیسرا
 جدھر سے چاہے ، چلا آئے بے طلب طالب
 نہ کوئی در ہے تیرا اور نہ پاس باں تیسرا
 دماغ عرش پر ہے سجدہ کرنے واں کا
 بہت بلند ہے اسے دوست آستان تیرا
 بشر کو کیا ہے ، فرشتوں کے ہوش اڑتے ہیں
 ملا نہ ملا تیرے سرور کو آشتیاں تیسرا
 نہ بائیں اور بھی دے دے بیان وحدت کو
 کہ اک نہ زبان سے ہوتا نہیں ہیاں تیسرا
 ملے زمین پہ حافظ کو اس کی مہمانی
 فلک پہ نقاش شب اسری جو جہاں تیسرا

حافظ علیہ السلام

حمدِ خالق

تجھے تسکین دل پایا ، تجھے آرامِ جہاں پایا
 نہاں بھی ہے تو کیا ، کچھ کو جہاں ڈھونڈا ، وہاں پایا
 کوئی نامہراں ہو کر ہمارا کیا بھگاڑے گا
 کرم تیرا تو ہے ہم پر ، تجھے تو مہراں پایا
 تزاروہ مبتلا ، ناکام سمجھا جس کو دنیا میں
 اسی کو سرخوردگیجا ، اسی کو کامراں پایا
 کسی کو ڈھونڈتا دیکھو ، خدا اپنے گوشہ دل میں
 تو بس سمجھو کہ اب اس نے سراغ نکال پایا
 رہا آوارہ ویر و حرم پہلو سے ، یہ گناہ
 دل اس کا سرکش و کرسی ہے ، کہاں ڈھونڈا کہاں پایا
 جہاں ایمان ہو ، وہاں کیسے گزر ہو پاس و زماں کا
 کسی مومن کو بھی اسے دل خدا سے بدگماں پایا ؟
 نہیں معلوم کیا ہو شمر جو ہر کا ، پر اتنا ہے
 کہ ان نام محمد مرتے دم در در زباں پایا

مولانا محمد علی جوہر

حمدِ خالق

خدا کا نور ہے اللہ صر فگن دل میں
 نہاں ہے جذبہ حمد و ثنائے ذوالمنن دل میں
 ازل سے خام ہے ذوق اشادحت نگاہی کا
 نویدِ مفقوت روشن مد ہے حسد باری کا
 اداسی ثنائے حضرت حق ہو نہیں سکتا
 بشر کو علمِ نوری ذاتِ مطلق ہو نہیں سکتا
 حدِ عقل و خرد ہے ماہ سے آغوشِ مابہر
 ہے ناممکن رسائی سرحدِ حمدِ الہی تک
 زبانِ ماسوا صرف ثنائے ذاتِ سرمد ہے
 مقامِ حمد معراج کمال است محمد ہے
 خدا کی حمد بلا تر ہے ذکر و فکرِ انساں سے
 عیساں ہے اور نعتِ مقطعی آیاتِ قرآن سے
 احد میں اور احمد میں یہ ربط و ضبط کی حد ہے
 احد کے جلوہ بیکت کی حاملِ مہم احمد ہے

ضیاء اللغات دہلی

حرف بارہوی

انجمن میں تو ہے شمس میں تو ہے، قمر میں تو
 ہیرے میں تو ہے، نعل میں تو ہے، گیسر میں تو
 پتے میں تو ہے، شمع میں تو ہے، شجر میں تو
 غنچے میں تو ہے، پھول میں تو ہے، قمر میں تو
 آتش میں تو ہے، آب میں تو ہے، جگر میں تو
 قطرے میں تو ہے، ذرے میں تو ہے، شکر میں تو
 انداز حسن بن کے سمایا نظر میں تو
 بن کر گداز عشق در آیا جگر میں تو
 کرسی و عرش و ارض و سما کہہ و گفت
 موجود ہر مقام میں، ہر ایک گھر میں تو
 جلوت میں تو تجلیں، خلوت میں تو انیس
 حامی ہے تو حفر میں تو ساحل سفر میں تو
 میں کیوں ڈروں کسی سے، مجھے ڈر ہر کس سے
 ہمراہ جب ہے معرعن خوف و خطر میں تو
 شہید اپنے لیں جہاں شہد پہ دو جہاں
 ہمت جلوہ بار حسن کمال لبشر میں تو

میر تقی خان کے امر و ہدیے

حرف خالق

اسی نے ایک حرف کُن سے پیدا کر دیا عالم
 کشاکش کی عدائے آؤ ہوئے جسے دیا عالم
 نظام آسمانی ہے اسی کی حکمرانی سے
 ہر بار جاودانی سے اسی کی باغبانی سے
 زمیں پر جلوہ آراہیں منظر ہر اُس کی قدرت کے
 بچھائے ہیں اسی دانائے دستِ خالقِ نعمت کے
 یہ سر و گرم، خشک و تر، احباب اور ناریکی
 نظر آتی ہے سب میں شان اسی اک ذاتِ بری کی
 وہی ہے کائنات اور اُس کی مخلوق کا خالق
 نباتات و جمادات اور ریاست کا خالق
 وہی خالق ہے دل کا اور دل کے نیک ارادوں کا
 وہی مالک ہے ہمارا اور ہمارے باپ دادوں کا
 بشر کو فطرتِ اسلام پر پیدا کیا جس نے
 محمد مصطفیٰ کے نام پر شہید کیا جس نے

الہامی حنفیہ جالندھر سے

حَمْدُ بَارِئِ تَعَالٰی

قیاس و عقل انسان سے ورہ ہے ذات پاک اُس کی
 کردہ ہے شے و وحدت نما ہے ذات پاک اُس کی
 اگرچہ ہر طرف جلو نما ہے ذات پاک اُس کی
 نظر ہر پر بھی نہیں آتی کہ کیا ہے ذات پاک اُس کی
 نہ ہے کوئی مثال اُس کی، نہ ہے کوئی شریک اُس کا
 جہاں میں لائق حمد و ثنا ہے ذات پاک اُس کی
 وہ رتبہ العالیں ہے، مالک روز قیامت ہے
 بہر عالم علو ہر علو ہے ذات پاک اُس کی
 جبب اُسے کوئی بیماری، لیا جاتا ہے نام اُس کا
 ودا ہے ذات پاک اُس کی، شفا ہے ذات پاک اُس کی
 خدا کی حمد کرتے ہیں، غلامانِ محمدؐ مدد دیوں
 کہ خارجِ محمدؐ مصلحتی ہے ذات پاک اُس کی
 وہی لولاک کا مالک، وہی افلاک کا مالک
 عزیز اک خالق ارض و سما ہے ذات پاک اُس کی

عزیز حاصل پوری

حَمْدُ بَارِئِ تَعَالٰی

تو نے بخشی ہمیں صباں پروردگار
 شکر ہے تیرا ہر سر کن پروردگار
 ہر مصیبت میں ہر وقت ہر حال میں
 تو ہے سب کا نگہبان پروردگار
 تو نے بھیجا جہاں میں وہ سچا نبی
 ہے جو ایمان کی صباں پروردگار
 جس نے قاذنِ قدرت کو روشن کیا
 تو نے بخشا وہ قدر کن پروردگار
 لاکھ آئین عالم بدلتے رہیں
 ایک ہے تیرا فرمان پروردگار
 تیری طاعت میں مشغول ہم سب رہیں
 بن کے سچے مخلصان پروردگار
 آنکھ روشن رہے، دل منور رہے
 ہر عطا نور ایمان پروردگار

منور بدایونی

تحریریں

جبین شوق پر سجدوں کے ہیں نشان تجھ سے
وہ زکون دھماں تجھ سے لامکاں تجھ سے
وہ فریاد و گل کشت زعفران تجھ سے
جمال رنگ شفق، صبح زرفشان تجھ سے
لیوہ زلف سرا تجھ سے، گلستان تجھ سے
سکون خاطر ناشاد بے دلاں تجھ سے
ہے قوس قزح کی شوقی ہیں جلوہ پر اکون؟
سکونت مغل گل بھی ہے ایک ہنگام
نہاں نیاز کے پردوں میں بندگی کا کمال
یہ کوہ دشت کی بڑبڑ رینگزاروں میں،
ترے جلال سے برقی و شرر کی ہیبت ہے
کھلا ہوا ہے پیش ترا در رحمت
قزاق تجھ سے، سکون تجھ سے اسے مرے ملا
کر شمع شمع رسالت کا ہو بیباں کیونکر
یہ تیری غایت رحمت پر ایک جنت ہے
تری عطا کا ہے منون ہر گھڑی حیرت

میں مشت خاک کی ساری تہذیبیں تجھ سے
ازل ہے تجھ سے، ابد تجھ سے وہاں تجھ سے
بہار شمع نشان تجھ سے گلستاں تجھ سے
نجوم تجھ سے، فلک تجھ سے، کہکشاں تجھ سے
پر شاخ ہائے شرور، یہ آستیاں تجھ سے
علاج تنگی و امان بے کساں تجھ سے
نظارے تجھ سے، نظاروں کی شریاں تجھ سے
لفس ہے تجھ سے، زبان تجھ سے اور بیاں تجھ سے
یہ ذوقِ سجدہ یہ دل تجھ سے، آستان تجھ سے
جس ہے تجھ سے، حدی تجھ سے، کارواں تجھ سے
فلک و موج طوفان بے امان تجھ سے
نم پذیر ہے آئینہ عاصیاں تجھ سے
علاجِ خزن و غنیم قلبِ نازل تجھ سے
ہے کائنات کا ہر ذرہ نعمتِ خزان تجھ سے
کہ مست نامِ محمدؐ میں قدسیں تجھ سے
بیان تجھ سے ہے، رنگینی بیان تجھ سے

ابوسعید خدری (جلالپور کے جلاپور گورنار)

حسدیہ شاعری میں ذاتی حوالہ

رحمۃ اللہ علیہ محمدؐ

فرد جب اجتماعیت کے حوالے سے اپنے خالق و رازق کی تعریف میں رابطہ اللسان
ہوتا ہے تو ملت کی بات کرتا ہے یا اجتماعی نوک و درو کا علاج چاہتا ہے لیکن وہ ایک بیت
جائگہ انسان بھی ہے، اسے ذاتی پریشیاں بھی ہوتی ہیں اور وہ ان کے ازالے کا خواہش مند
ہوتا ہے۔ اسے اپنی عیدیت کا احساس ہوتا ہے اور یہ خیال بھی کردہ معنوی حقیقت کی بارگاہ میں
حاضر ہے۔ اپنی کم مانگی اور بے بضاعتی بھی اُس کے پیش نظر ہوتی ہے اور وہ باہر
خداوندی کی عظمت بھی اس کے احساس پر پر تو لگی ہوتی ہے۔

اس صورت میں جب وہ اپنے معنوی و برحق کی شناخت میں ترنیاں ہوتا ہے تو کبھی
اس کی ذات کی عظمت کا بیان کرتا ہے، کبھی اس کی صفات بیان کرتا ہے۔ اس کی خلقیت
کا، اس کی دروہیت کا، اس کی رحمت و درافت کا، اس کی عیب پوشی کا، اس کی مغفرت
و بخشش کا، اس کی عطا و سخا کا، اس کی مہربانیوں کا، اس کی حاجت روائی کا، اس کی قدرت
کا ملکا ذکرِ حامد کی زبان پر ہوتا ہے اور، خدا تعالیٰ کے بارے میں جیسا اس کا عقیدہ
ہوتا ہے، جو کچھ وہ اپنے پروردگار کو سمجھتا ہے، جیسا کچھ اس کی دینی کتب میں اس کے
خالق و مالک کے بارے میں بتایا گیا ہے، اس کے مطابق شعر کی زبان میں وہ بیان کرتا
ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگر اس کے کچھ مسائل ہیں، وہ خداوندِ معبود میں مبتلا ہے یا
بجسمِ غم و ماس نے اسے گھر رکھا ہے اور وہ آسودگی کا خواہاں ہے، تو اپنی ہر ایک
حالت و اپنی ہر ایک شکل وہ اپنے مشکل کشا کے سامنے رکھتا ہے اور وہ خواہ ہوتا ہے۔
و کھینچ کر شاعر کس طرح اپنے خالق و مالک خدا کے عزوجل کی تعریف کرتا ہے۔

کہ میرا خدا ہی نہیں، کو نہیں کارب ہے
 تیرے لیے کوئی نہ غم ہے نہ عرب ہے
 سب گدائیں تو غنی ہے، تو ہے اللہ اللہ
 تو ہے بے پرواہ بے پرواہ، رب العالمین
 اک سجدہ کیا میں نے فقط شعر کی صورت
 دردمری تکمیل ہے کیا، میرا قلم کیسا
 اسی نے دی ہے مجھے سوچنے کی آزادی
 امیر جس نے سمندر کیے چٹانوں میں
 سلسلہ مری دعاؤں کا
 ہے کرشمہ تری مطاؤں کا
 تیری رحمت کا اسے خدا صفا
 مجھ کو میرے قصور نے بخشا
 (مقتدر خیر آبادی)
 شاعر اپنی ذات کے حوالے سے خدا تعالیٰ سے جب کچھ مانگتا ہے تو یوں حمد و
 نظر آتا ہے:

حدود وقت سے یارب، مجھے رہا کر دے
 میں بے قرار ہوں، آسودگی عطا کر دے
 دکھ لے مری بھی یارب، شرم گناہ گاری
 ہے پردہ پوش عصیاں رحم اسے غفور شہا
 مرا حق مان کر بن تو مرا حاجت روا ہونا
 کہ میں مانے ہوئے ہوں اسے خدا، تیرا خدا ہونا
 (شوق قدوائی)

ترے کرم پر بھروسہ ہے اس قدر مجھ کو
 ہجوم یاس میں تجھ کو پکارتا ہوں میں (اسرار احمد سہاروی)
 مجھ سے گناہ گار کو بخشش کی ہے امید
 اس سے کہ جو کریم ہے، آمر نہ گار بھی (باتر القادری)
 شاعر جب اپنی معصیت کا رسی پر لادم ہوتا ہے، اپنی گنہ گاری کا احساس کرتا ہے
 تو اسے یقین ہو جاتا ہے کہ اگر رحمان در رحم خدا کا لطف و کرم شامل حال نہ ہو، تو بچنے کی
 کوئی صورت نہیں، اگر عدل ہو تو مارے عیاں گے البتہ خداوند کریم کے رحمان اور رحیم
 ہونے کی صفت نے ہمیں پناہ دی تو کوئی صورت بخشش و عفو کی نکل آئے گی۔

کھینچے اگر حصار مہ لطف و کرم ترا
 لے مجھ کو زلزلے کی طرح دوڑ کر فشار
 (دیباچہ قدوائی میر تقی)
 سراپا معصیت میں ہوں، سراپا مغفرت وہ ہے
 خفا کو شش روش میری، غلا پوشی ہے کام اس کا (ظفر علی خاں)
 تیرے سوا اگرنت سے کون مجھے بچائے گا
 تیری عطا میں بے حساب، میری خطائیں بے شمار
 (خالد بزنجی)
 ہے خوف اگرچہ میں تو ہے تیرے غضب سے
 اور دل میں بھروسہ ہے تو ہے تیرے کرم کا
 (خواجہ میر درد)
 کام مرا خطا، شان تری عطا عطا
 میرے خدا کرم کرم، میرے کریم اماں اماں
 (عاصی کرمانی)
 لغزش ہوئی ہے پائے کرم کو بھی بار بار
 لیکن ترے کرم نے لیا ہے اسے سنبھال
 (کریم حیدری)

عقرب سے تیرے ذرا ہوں ارضا کی تیری خوشی ہے

میں بیزار و درخ سے، نہ میں مشتاقی جنت کا (مومن خاں مومن)

کبھی فرماں امر پر افتخار و تہنات محسوس کرتا ہے کہ اس کے لبوں پر اپنے خالق کی مدح ہے۔

حافظ کے لب پر اس کی تمنا ہے، اس کا کرم ہے اس کی عطا ہے

اللہ اکبر اس کا مقدر، اللہ اکبر، اللہ اکبر (حافظ لدھیانوی)

اور کبھی اسے اس حقیقت کا شعور ہوتا ہے کہ وہ خود ایک عبد حقیر ہے اور اپنے خالق، کائنات کے خالق کی نعمتوں کا بیان کرنا چاہتا ہے، اس طرح بے بھناغی کا احساس اس سے یہ کہلاتا ہے۔

تیری مدح اور میں معذور مرتنا پا تصور

میں کہاں سے لاؤں انشاء اللہ، انشاء اللہ (اقبال علیم)

اور کبھی توحید کا شعور دل میں داغ ہو جاتا خاتمہ بالخیر ہونے کا یقین بن جاتا ہے۔

خیر خاتمہ ہونے کا ہے یقین مجھے

ہے نقش دل پہ ضیا لا اِلاَ اَلاَ اللہ (ضیاء اللہ ادوی)

ماخذ

حمد و مناجات مرتبہ ضیاء ضیاء و طاہر شادانی

حمد مرتبہ درد اسعدی

نذر خدا از منظر خیر آبادی

ذوالجلال والاکرام از حافظ لدھیانوی

مکملہ مناجات مرتبہ سید زوار حسین نقشبندی

نذر توحید مرتبہ عبد الغفار ظفر صابری

حَدَّثَنَا ابْنُ تَيْمِيَّةَ

جو اہم ذات ہو یا ہوا سر قرع اس

اُسی کے فکر میں مصروف، مربوط ہستی

اُسی کے اذن سے ہے کاروانِ زیستِ رول

بیض نعتیں اُس کی شمار سے باہر

اُسی تدبیر کے فرماں کے میں سمجھی پابند

مجھے شریک کرے کاش ایسے بندوں میں

اتھا کے باقد اُسی کو پکارتا ہوں میں

کیا یہ خاص کرم اُس نے تو یہ انسان پر

حبیب و جو محمد بھی ہے ترا احمد، بھی

حبیب وہ جو بنا کائنات کا دولہا

نبی وہ جس کے لیے محلِ زمانہ رُکا

کتاب اُس پر اُمدی توفیق کتاب میں

قلیاں مجھے ہر آن کوئی دیتا ہے

عجیب ذکر الہی میں ہے اثر تائب

منا ہے زیست کی تخی، رکھائے روح کی پیاس

ہوا خیال متور، مہک گیا احساس

اُسی کے ذکر میں مشغول، غورِ اناس

اُسی کے حکم پر غیب و شہر کی ہے اساس

محیطِ قدر میں اُس کی درائے عقل و قیاس

جو ربط و ضبط عناصر کہ اعتدالِ اناس

جنہیں خوف و خطر ہے کوئی، نذرِ کج دہر اس

مقام جس کا ہے پیری رگِ حیات کے پاس

بنامِ بزر حبیب اپنا علم سار، اناس

مکھا گیا ہے جو سب کو طرہٴ حمد و سپاس

رسول وہ جو ہوا اُس کی شان کا عکاس

نبی وہ جس نے کیا لامکان پر اجلاس

کرے گی تا بہ ابد دور جو سبھی دہر اس

ذکر سیکے گے ہر اسان مجھے کبھی غم و یاس

پرفیض حنیف کا ہے



بارگاہِ خداوندی میں ملت کی فریاد

بِغْتَرَتِ جَسَدِ بَقَا

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لیے
 بادلوں ہٹ جاؤ، دے دو راہ جانے کے لیے
 اسے دعا، جا عرق کر سزائیں الٰہی مقام کے
 اسے خدا، اب پھر دے رخ گردشِ اِیام کے
 شعلہ جلی کل جن سے اب وہ برسرِ پیکار ہیں
 وقت اور تقدیر دونوں درپے آزار ہیں
 ڈھونڈتے ہیں اب مدد اس زرخیز غم کے لیے
 کر رہے ہیں زخمِ دل فریادِ مرہم کے لیے
 رحم کر، اپنے ذابینِ کرم کو بھول جا
 ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا
 خلق کے راند سے ہوئے، دنیا کے ٹکڑے ہوئے
 آتے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ بھیلانے ہوئے
 خوار ہیں، پرکار ہیں، ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
 کچھ بھی ہیں لیکن ترسے مجرب کی اُتبت میں ہیں
 حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
 طعنے دیں گے بیتِ کرم کا خدا کوئی نہیں

آغا حشر کاشمیری

خداوندِ تعالیٰ نے ہمیں بے انتہا نعمتیں دی ہیں، اس کے احسانات کا شمار نہیں، اس کے
 عطا کردہ نعمتیں انسان کو چاہیے کہ ہر وقت اس کی حمد بیان کرے، اس کا شکر ادا کرے۔
 مگر انسان بظاہر و جہول ہے، وہ اس سستی کو بھی یاد کرنے میں کوتاہی کا مرتکب ہو جاتا ہے
 جس کی یاد اس کی سانسوں کی آمد و شد کے ساتھ ساتھ ہونی چاہیے۔ پھر بھی جس وقت دکھ و درد
 اسے گھیر لیتے ہیں، پریشانیوں اس کا ناطقہ بند کر دیتی ہیں اور مسائل اور مصائب سے نبرد آزما
 ہونا اسے مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا ہے، وہ اپنے خالق و مالک کی طرف دیکھتا ہے، اس سے
 مدد چاہتا ہے، مشکلات و شدائد سے بچاؤ کے لیے اسے پکارتا ہے۔ اسی طرح ملت مشکل
 حالات سے دوچار ہو، ملک مسائل میں پھنسا نظر آئے، اجتماعی طور پر نشانِ بے وقار
 جو قوم کی آنکھ کی حیثیت رکھتا ہے کہ جسم کے کسی بھی حصے میں تکلیف نہ ہو، آنکھ اس تکلیف کا انہار
 آنسوؤں کی راہ سے کرتی ہے۔ ایسے آشوب میں بارگاہِ خداوندی میں فریاد کتنا ہوتا ہے،
 کوئی دیکھتا ہے، مدد چاہتا ہے۔

پریشانیوں کے اظہار کے لیے، مشکلات کے بھندے سے نکلنے کی خاطر، بارگاہِ بزرگی
 میں فریاد کنا ہونے کی کوشش میں کبھی دل بڑھتا ہے، کبھی عجز و زبانِ بن جاتی ہے اور کبھی
 لب گویا ہو جاتے ہیں۔ اپنے خالق و مالک حقیقی جل شانہ سے اپنے ماحول کا حال کہنے کے
 لیے شاعرِ حبیب لب فریاد کو کہتا ہے تو یوں بولتا ہے۔

یہ کیا دور ہے اسے رستہ اکبر
ہر اک انسان ہے مردم گزیدہ
بساط زندگی پر ہم کھڑے ہیں
گریباں چاک اور دامن دریہ
مسرت کی شعاعوں سے منور
کر اسے مولا ہمارے قلب ودیہ

دہلیس اختر

مجھے واسطہ اپنی ندرت کا ہے
مجھے واسطہ اپنی سلطنت کا ہے
مجھے واسطہ اپنی عظمت کا ہے
مجھے واسطہ اپنی رحمت کا ہے

زالے کی گردش میں رکھ لینا آج

جناب محمد کی امت کی لاج

رسید شیر محمد ترذی

عطا فرما ہیں اس وقت کا وہ جوش ایمانی

ملے اک بار پر ہم کو وہی جذب مسکافی

رغا ہر شادانی

یار نبی دلِ مسلم کو وہ زندہ منت دے

جو قلب کو گرما دے، جو روح کو نر پادے

عنا مر اقبال

جے کون، غم زدوں کا سہارا ہے تُو
دوہی کشتیوں کو کتا رہے تُو

ہم گنگا میں، ہم خطاوار ہیں
تیری رحمت کے پھر بھی سزاوار ہیں

سر جھکائے کھڑے ہیں ترے سامنے
باندھ اٹھائے کھڑے ہیں ترے سامنے

موفق بہتم

یا اللہ، بھلا بیٹھے ہیں ہم اپنے پیانوں کو
موسر روگ لگا بیٹھے ہیں اپنی نازک جانوں کو

اپنے حال پر ہنسا دیکھ رہے ہیں آج ناناؤں کو
توڑ کر سے تو کون کرے آباد اب ان ویرانوں کو

ایک کرم برسا اللہ، پھر اچڑے ویس مبارک اللہ

رحمہ فرج

مردانہ ماضیاں اور سیما یونی نامور نعت گو شاعر تھے، انھوں نے اپنی بہت سی کتابوں

میں آشوبِ عصر کے حوالے سے استغاثہ کیا ہے، امتِ مسلمہ کی زبانوں کی حالی کا رونا بارگاہ

خداوندی میں رویا ہے، چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

اسے خدا پرشیدہ تجھ سے کون ہی ہے بات سن

تیرے بندے میں مکمل، ان کی معروضات سن

زندگی کی سختیاں ہیں اور ان کی ذات ہے

غم سراپا دن ہے ان کا اور حسرت رات ہے

دیکھنے والا نہیں کوئی محبت سے انہیں

دوست رکھتے ہیں تو سب اپنی ضرورت سے انہیں

زندگی کی سختیاں دشواریاں سب دور کر

اور اس اندوہ گین ماحول کو مسرور کر

ترے محبوب کی اُمت دانے بھر میں رُخا ہے

ہے فاضلِ دین تھی سے مغربی فیشن پر شیدا ہے

مسلمان دورِ ابِ مٹھنی سے پرتے جاتے ہیں

زخموںِ محسوسِ تیری ہر غلغلے جوتے جلتے ہیں

الہی غیرتِ اسلام کو مسلم میں قتل کر رکھ

جہاں میں شوکت و شانِ مسکافی کو دائم رکھ

ہمیں ہے خوفِ حرفِ کثرتِ اغیار سے کر دے

سہارے ہیں دلِ منورِ سرش کے انوار سے کر دے

سب کسان شکرانے پر سے دوست ہیں اپنے خالق و مالک حقیقی جل و علا کے دربار ہی میں دانی دی ہے، اپنے اجتنامی کو کھوں کی کیفیت اسی کی بازگاہ میں بیان کی ہے۔ فریاد کی ہے اور داد چاہی ہے۔ مثلاً

بڑھ رہی ہیں ہر طرف تاریکیاں ظلمتوں کے چل رہے ہیں کارواں

زندگی ہے سر بر ہنہ، نیم جہاں

ذوال دے اس پر محبت کی روا اے خدا میرے خدا میرے خدا
(حافظ نعیم انوری)

ناتوانی سے نکلیں تو دنیا سیاں دور ہو جائیں دل سے پریشایاں
زندگی سے محبت کرے زندگی بھائی بھائی عبادتوں نہ مل کر کبھی
عام ہو جائیں دنیا میں لطف و کرم ختم ہو جائیں دنیا سے ظلم و ستم
مخدایں وطن کے رہیں پاسباں ان کے خشن قدم پر بچکے آسمان
اس وطن کا مرے بل بالا رہے ساری دنیا میں اس سے اجاتا ہے
(لطیفہ اثر)

سچ سچ گل جن سے باب وہ بر سر پہکار ہیں وقت اور نقد پر، دونوں در پٹے آزار ہیں
دھم کر اپنے نہ اڑیں کرم کو بھول جانا ہم بچکے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جانا
(آغا حشر کاشمیری)

خداوند! ہمیں نصرت عطا کر ہمیں اسلام کی قوت عطا کر
کسی اقتدار سے گبرا نہ جائیں ہمیں صدیق کی بشارت عطا کر
ہماری کف پر چھپا جانے بیست ہمیں فساد حق کی سلوت عطا کر
ہمیں ہرنے نہ دے محتاج اختیار ہمیں عثمان کی ثروت عطا کر
نیایشیں بر ہمارے سامنے ہے علی کی قوت و ہمت عطا کر
(دکڑ نثار علی)

حاشی

- ۱۔ سہیل اختر۔ حقد و ستم۔ ذوالجلال۔ ص ۲۳
- ۲۔ خداوند دو عالم۔ مطبوعہ پشاور۔ ص ۸
- ۳۔ ضیا محمد ضیا و طاہر شادانی (مرتبین) حمد و مناجات۔ ص ۱۸۶
- ۴۔ کلیات۔ اقبال اردو۔ ص ۲۱۲ (ربانگہ درا)
- ۵۔ حمد و مناجات۔ ص ۷۵
- ۶۔ حمد و مناجات۔ ص ۸۷
- ۷۔ نظریات بری رضوی، صوفی محمد عبدالغفار (مرتب) نظم و توصیف۔ ص ۱۱۹
- ۸۔ نظم و توصیف۔ ص ۲۰۰
- ۹۔ حافظ نعیم انوری۔ ذوالجلال والاکلام۔ ص ۶۱
- ۱۰۔ درد اسعدی (مرتب)۔ حمد۔ ص ۲۵، ۲۴
- ۱۱۔ حمد و مناجات۔ ص ۱۱۳
- ۱۲۔ حمد و مناجات۔ ص ۲۲۱



حَمْدِ بَارِئِ دَعَا الٰی

مدح احمد بڑی سعادت ہے
 یہ بھی اک حمد ہی کی صورت ہے
 وہ جسے ذاتِ مصطفیٰ کہیے
 تیرے ہی نور سے عبارت ہے
 آئینہ ہے تیری رحیمی کا
 دو جہاں کے لیے جو رحمت ہے
 ایک اک دور کا ملیم ہے نور
 اور شہد تیری علامت ہے
 تیرے اوصاف جانتا ہے وہی
 جس کو تیرے نبی سے نسبت ہے
 تجھ سے انسان کی شناسائی
 تیرے محبوب کی بدولت ہے
 تو ہے کل کائنات کا خالق
 وہ ہر اک دور کی ضرورت ہے
 تو ہے پروردگار آدم کا
 اور وہ خیر ادمیت ہے
 مدح ہو وہ کہ حمد ہو شاعر
 تجھ کو دونوں سے ایک نسبت ہے

تیسرا مکتبہ (کراچی)

حمد اور نعت کا تعلق

۱۰۰

حمد اور نعت میں بڑا گہرا تعلق بہت ازاں تعلق ہے۔ حمد خداوندِ قدوس و کریم جل و علا کی تعریف و ثنا ہے اور نعت اس کے بندے اور محبوب حضورِ سرور کائنات علیہ السلام و اطوارہ کی مدحت و توصیف ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق و مالک کائنات ہے اور آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اس کے بندے ہیں، اُس کی مخلوق ہیں۔ وہاں اس کے محبوب بھی ہیں۔

حمد اور نعت میں تعلق بھی یہی ہے اور فرق بھی یہی کہ ایک میں خالق کی حمد ہے اور سب تعریفیں اُسی کے لیے ہیں، الحمد للہ رب العالمین، دوسری میں اُس کی تعریف ہے جسکی تعریف سب تعریفوں کا واحد حقدار کرتا ہے۔ سب تعریفوں کا منہ اوار اللہ جل شانہ ہے اور سرکار وہ ہیں جن سے زیادہ کسی کی تعریف نہ کی گئی، نہ ہو سکتی ہے۔ کراہم گزای سرکار کا حمد راسلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حمد نسبتِ محمدی ہے اور نعت نسبتِ خداوندی۔ حمد مخلوق خدا کا فعل ہے اور نعت مخلوق کے ساتھ ساتھ خالقِ حقیقی بھی کہتا ہے۔ اسی لیے حضور محمدؐ ہیں کراہم سے زیادہ کسی کی تعریف نہیں کی گئی۔ محمد احمد محمود اور محمد کا مادہ "ح م د" ہے۔ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

شَقَّ لَدُنَّكَ مِنْ اسْمِكَ كَلِمَةٌ بِحَمْدِكَ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهَذَا مُحَمَّدٌ

اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کی تعلیم کے لیے اپنے ہی نام سے اشتقاق کیا ہوا نام رکھا چنانچہ عرشِ دانے کا نام محمود ہے اور ان کا نام محمد ہے۔ کون محمد اعظم خاں خسروی کا ایک شعر دیکھئے۔

محمدؐ، احمد و محمود و حامد و مشتقاتِ حمد میں کے نام
 کر کے تعریف کیے، کس نعت میں کون پھر ایسے کی

خدا کی تعریف فرماتا ہے اور جب کچھ نہ تھا، وہ تھا جب کچھ نہ ہوگا، وہ ہوگا جب کچھ نہ تھا اور جب کچھ نہ ہوگا ایسے میں

خدا کی تعریف نہیں ہوگی، مگر حضور محبوب خالق و مخلوق صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہو رہی تھی، اور ہو رہی ہوگی۔

مطلب یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف دشمن کے لیے رہنمائی حضور کے مخرج حقیقی اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لینی چاہیے۔ نعمت کا جو انداز اور جزا سب قرآن مجید میں اختیار کیا گیا، اسی کی تقلید کی کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔

قرآن کریم کی روش سے عالین کی ہر مخلوق کا پروردگار اللہ کریم ہے، وہ رب العالمین ہے۔ اور اللہ کی پیدا کردہ تمام دنیاؤں کو اور ان میں بسنے والوں کو رحمت و کرم ہو کر وہ حضور محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب نگراں ہوں گے۔ وَمَا مَسَّنَاكَ إِلَّا دُسْمَةٌ لِّلْعَالَمِينَ کہ انسانوں کے لیے ہر معلوم اور معلوم دنیا کے تمام باری ربوبیت کے خواہشمند ہوتے ہیں تو حمد میں مصروف ہوتے ہیں، یہاں اور جب رحمت چاہتے ہیں، بار رحمت کے زیر سایہ ایک مربوط اور منظم زندگی گزارتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت کبہر ہے ہوتے ہیں۔

اہل ایمان جب رافت اور رحم کی خواہش رکھتے ہیں یا اس کی اسناد عاقلے میں تو اسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت ہی کبہر ہے ہوتے ہیں اور اس نعمت کے بین السطور حمد ہی بیان ہو رہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہی نے ہمیں یہ خوشخبری سنائی۔ وَبِالْمُؤْمِنِينَ رُفُوفٌ رَّحِيمٌ کہ بڑائی اللہ کی کہ اس نے ہر کلمہ کو ہمارے لیے رُفوف اور رحیم بنایا۔ اور رحمت اور رافت سرکار کی کہ اس نے ہمیں گھیرے میں لے لیا۔

جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کی تعریف کر رہے ہوں، ان ہاتھوں سے بننے والے کرم کا ذکر کر رہے ہوں تو ہم دراصل خدا کی عطا کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں، اس نعمت میں بھی حمد شامل ہے۔

جب گفتہ سرکار کا ذکر ہو، حضور رحمت پر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی بات ہو حضور کی احادیث پر بھی جاری ہوں تو مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ - اِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کی روش سے یہ اللہ کی وحی کی تعریف ہوتی ہے، خدا کے احکام کی بات ہوتی ہے۔ یہ نعمت بھی ہے مگر یہ حمد بھی ہے۔

جب ہم بعثت محمدی کے ذکر میں طلب انسان ہوتے ہیں تو ہم دراصل خدا کے احسان کی بات کہتے ہیں۔ یہاں بھی نعمت اور حمد میں ایک گہرا تعلق دکھائی دیتا ہے۔

جہاں آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشعار کی تبلیغ کی جائے، سرکار کی متابعت اور فرمانبرداری کا حوالہ آئے، دراصل یہ خدا تعالیٰ سے محبت کرنے کی خواہش اور خدا کی طرف سے محبت کیے جانے کی توفیق کی بات ہوگی۔

جب آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے دربار گہرا میں رہائی کی ترقی علی جامع پہنچے، جب آپ اپنے آپ کو بارگاہ مصطفویٰ میں پہنچائیں اور سرکار کو شیعہ اللہ نہیں مان کر درخواست گزار ہوں تو اگر آپ خداوند کریم کی صفت رحیمی کو بخش میں دے رہے ہیں اور اس کا جواب ہوتا آپ کی مصیبت کاری کی نصیحت و ابودکر رہا ہے۔۔۔۔۔ یعنی آپ یہ نعمت کہہ کر حمید نگاری اور مناجات نگاری کی استہکار کر رہے ہیں۔

جب لوگ خدا تعالیٰ کو رُفوف اور رحیم مانیں تو یہ حمد ہے اور جب ملان سرکار کو رُفوف اور رحیم مانیں تو یہ نعمت ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو کریم فرمائے تو یہ حمد ہے اور رسول کریم کا ذکر فرمائے تو یہ نعمت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ کو ہی کہا گیا تو یہ حمد ہے کہ اور سرکار کو من فرمایا گیا تو یہ نعمت ہے۔

لوگوں کے کام اللہ تعالیٰ کے سامنے ہونے کا ذکر کہہ کر حمد ہے اور جب ان کاموں کی تکمیل اور گواہی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذوق ہونے کا ذکر ہو تو یہ نعمت ہے۔

قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر حمد اور نعمت کیجا ہیں مثلاً
○ ذُكِرْتُمْ دَعْوًا مَّا آتَاكُمْ اللَّهُ
○ دَعَاؤُكُمْ دَعْوًا مَّا حَبَّبْنَا اللَّهُ
○ سَيُوقُ رَبُّنَا اللَّهُ مِنْ فَخْرِهِ وَ
○ رُسُلُهُ۔
اور کیا اچھا ہوا، اگر وہ اُس پر رضی ہوتے جو اللہ اور رسول نے نہیں دیا اور کہنے کہ ہمیں اللہ کافی ہے غنیمت اللہ اور اس کا رسول ہمیں اپنے فضل سے عطا کرے گا۔

○ اِسْمَاعِيلُ يَشْكُرُ اللَّهَ وَرُسُلُهُ۔
صرف اللہ اور اس کا رسول تمہارا مددگار ہے۔

لکھا اک حرف حمد اور اُس پر ہم منتخب لکھا
محمد نام رکھا حمد سے خالق نے حضرت کا
(صاحبِ ربوے)

نعت حبیب کہے کہ حمد خدا بھی ہے
توصیفِ مصطفیٰ کی حمد کی شفا بھی ہے

(انتہائی مدح)

جب سینے تلاطم میں گھرنے لگیں ہوائیں انکھوں میں غم کے پتھر نے لگیں
گو تجھی ہے تیرا دیاں جا بجا حمد ربِ علا، نعتِ خیر الوری
برشکالِ کرم، مروجِ بحرِ خفا، جز قلب و نظر نسخہ کیسیا
شانی ہر مرض، تیرے رب و بلا حمد ربِ علا، نعتِ خیر الوری
(راج عرفان)

شاعری سے ہے اگر فیض کی امید غریب
نعت احمد کی لکھو اور خدا کی تعریف

(عربی سے بہار پور کے)

صفات و ذاتِ حق تو ماورای عقلِ انسا سے

مگر اس کا نشان اُس سخن کے مظہر سے ملتا ہے

(زکے کیجئے)

اللہ کا سنا سے کا واحد کفیل ہے

ذاتِ رسول کیا ہے سبب ہے سبیل ہے

کس کی مجال ہے کہ جو انکار کر سکے

دعویٰ ہے رب کی ذات محمد دلیل ہے

(مجاہدِ رحمانی)

سب کچھ نہیں نبی سے جانا ہم نے
سیکھا نہیں نازِ عقل اٹھانا ہم نے
اک مختبرِ صادق پر ہے اپنا ایماں
اللہ کو بے دلیل مانا ہم نے

(رافعتی مراد آبادی کے)

کون کس لیتا اسمِ محمد کرے

حمد کی حمد سے نعت کی نعت ہے

(بہارِ ساری کے)

جو ہے موصوفِ رب و دو جہاں، توصیفِ اُس کی ہر بیاں کس سے
علائے مرتبت سمجھا کہاں ہے کوئی اس ذاتِ معصی کی
رکنِ محمدِ عظمیٰ خالص ضروری ہے

ہے حدِ قاصدِ کفرِ فطری و اصل کہ قوس کے قوس ہے مقابل

سکیم عاجز ہے فہم کامل، کہاں بشر ہے کہاں خدا ہے

(سکیم احمد)

وصفِ انبیاء ہے خود آئینہ گر کی توصیف

حمد لکھنا ہو تو احمد کا سراپا لکھوں

(امید فاضل کے)

وضعت اللہ اسم النبي ﷺ

اذ قال في الخمس المواقف اشهد

(حضرت شافعیؒ بنے ثابت)

(اللہ تعالیٰ نے نبی کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا، جب مؤذن پانچ مرتبہ

اشہد ۔۔۔ کہتا ہے)

حمد خالق و مانکِ حقیقی جل شانہ لکھتے ہوئے بات کس طرح اُس کے محبوبِ حقیقی صلی اللہ علیہ وسلم

تک جا پہنچتی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

دلائل نعمتی یا اللہ
شفاعتہ الکتبریٰ فذاک المستغ
ومسن علیہ مادعاک موبخ
وفاجاک اخبارک پیابک رکن

(حضرت علیؓ اپنے اہل بیت علیہ السلام)

(اے خداوند عالم! مجھے اس کی شفاعت سے محروم نہ رکھ جو شفاعت کرنے والا ہے۔
جب کوئی مومن مجھے دعا دے یا کوئی اہل خیر میرے دروازے پر حالت رکوع میں مجھ
سے نیات کا طالب ہو، تو انہیں (شفاعت کرنے والے) پروردگار سے۔)

بہن آئیں معبودی شہد راتو بس تو دی
بہر چیزے کہ خوشنودی، درانم دارا اللہ

(حضرت خواجہ قلیب الدین عتیدار کا کلام)

(فیصل اس کے کہ ترمود ہے اور تونے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی ہے، جس چیز سے
تو خوش ہے، مجھے اسی میں رکھ۔)

اے خدا، جسم میں جب تک کہ مری جان رہے
ترے صدقے، ترے محبوب کے قرآن رہے

(امیر مینائیؒ)

دعاؤں میں اثر دے یا الہی
مراویں پوری کر دے یا الہی
جین شوق سجدے چاہتی ہے
بہی کا نگہ در دے یا الہی

(منور بدایونیؒ)

تجھے تسکین دل پایا، تجھے آرام عباں پایا
شہاں بھی ہے تو کیا، تجھ کو جہاں ٹھونڈا رواں پایا
نہیں معلوم کیا ہر حشر جو کما، پرانتہا ہے
کہاں نام محمدؐ مرتے دم در دریاں پایا

(محمد علیؑ جوہرؒ)

دل کو جو تجھ سے واسطہ، لب پہ جو نام مصطفیٰؐ
وقت جب آئے اے خدا، خاکِ حواس کا

(حضرت موبائیؒ)

ترے باب بخشش کہ ہیں بے شمار جسم
دیت ہوں واسطہ تجھے شاہ جہاز کا

(صنہ رضا برویؒ)

خوار ہیں، بدکار ہیں، ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوب کی امت میں ہیں
(انعام حشر کا شعر ہے)

اے خالق یکتا بے حجاب، امت میں کیا کس کی پیدا
ہم اور یہ تیرا فضل و کرم سبحان اللہ سبحان اللہ

(سیت نوکےؒ)

یارب، مری دعا کہ متاع اثر دے
روزِ بشارتِ شاعتِ خیرِ البشر دے
کردار بخش وہ کہ ندامت نہ ہو مجھے
جب روزِ حشر میرا دم سے نظر دے

(راغب عرناقیؒ)

ایمان اور یقین کی دولت نصیب ہو
یا رب! ہمیں نبی کی محبت نصیب ہو
دوزخ صاحبِ بشر کے میدان میں ہمیں
سرورِ انبیاء کی شفاعت نصیب ہو
(صاحبِ کائنات ص ۵۲)

اپنا محبوب دے کے دنیا کو
تو نے طرفہ کرم کیا یا رب
(سنید عالم ص ۵۳)
مجھے نہ دیکھ کر مہی پر رکھ نظر اپنی
گناہگاروں سے میرے پالنے والے
گراہوں میں تو محمد کا نام ہے سب پر
سنبھال، دونوں جہاں کے سنبھالنے والے
(قرآن مجید ص ۵۴)
کرم تیرا کہ ہم کو خیرِ امت تو نے فرمایا
عطا تیری، دیا ہم کو رسولِ مجتبیٰ تو نے
مناجعتِ احمد قر کو بخش کر یا رب
دُعادل کو عطا حسن قبولیت کیا تو نے
(قریز دانہ ص ۵۵)

حمد کے ہیں ہزار ہا عنوان
تیرے لطف و کرم پر نازاں ہوں
عشقِ غیرِ بشر سے کرم دے
حافظِ بکھر سے کیا ہو بیباں
تیرے محبوب کا شش خواں ہوں
دامنِ دل کو فر سے بھر دے
(حافظِ دھیانوی ص ۵۶)

کاش حاصل ہو ترے ففضل و کرم سے مجھ کو
تیرے محبوب کی الفت، تر اعرافاں یا رب!
پیشِ برحق میں جب نامہ اعمال مرا
ناقد میں ہو ترے محبوب کا دامن یا رب
(جامعہ دار ہدی ص ۵۱)

اگر شاعر صاحبِ ایمان ہے تو وہ حمد کہتے ہوئے خدا تعالیٰ کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ
و سلم کی تعریف کرتے لگتا ہے، اسی طرح نعت کہتے ہوئے بات حضورِ محبوب کبریا علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے ممدوح و مدح (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیان کرتے ہیں کہ یہ کلمہ اسلام کی دنیا و کلمہ توحید
ہے اور کلمہ توحید (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) رسالت کے اعلان کے ساتھ ہی مکمل ہوتا
ہے اس کے بغیر شیخ محمد باقری تعالیٰ میں نعت سرور کو حق کی چند صورتیں اور پردی گئیں،
نعت رسولِ مکتوب میں حمد خالق کی ضرورت بھی دیکھئے۔

ذائقۃ اللہ فی
و نحبہ و رحمۃ من انظر

(حضرت کعب بنہ داکث ص ۵۲)
(اللہ نے ان کے صدقہ اور ان کی بدولت ہمیں ان کی روشنی میں لاکر نجات دی
اور آگ کے عذاب سے بچالیا۔)
أحیا بہ اللہ قلوبا کما
أحیا سوات الارض صوب الغمام
(ابوالعلا میر ص ۵۳)
(اللہ نے آپ کے ذریعے انسانوں کے مردہ قلوب کو اس طرح زندہ کر دیا جس طرح تیز
بارش کے بعد خشک زمین زندہ ہر جاتی ہے۔)
علاء و تاجا و الخ مقام
کوہیم خمس فیہ بالاصطفاء

وَلَمْ يَجْعَلْ لِكُلِّ شَيْءٍ مِثْلًا
لَمْ يَجْعَلْ لِكُلِّ شَيْءٍ مِثْلًا

(حافظ ابن حجر عسقلانی شہناج بخاری ص ۱۶)

(اے خداوند ہونے، قریب پہنچنے اور ایسے تمام کردار تک پہنچنے جنہیں اللہ نے انہیں
مخصوصیت سے چن لیا۔ آپ کے سوا کسی نے بھی اپنے پروردگار کو کوئی کلمہ خدا نہیں دیکھا۔
اس میں بھی ایک عیب ہے جو شک و شبہ سے باز رہے گا)

لَمْ يَجْعَلْ لِكُلِّ شَيْءٍ مِثْلًا

لَمْ يَجْعَلْ لِكُلِّ شَيْءٍ مِثْلًا

(عہدہ فضیلت حق خیر آبادی ص ۶۳)

(اللہ نے ان کو محبوب منتخب کیا اور اپنی رحمت بنا کر ارشاد اور درستی کے لیے بھیجا۔)

رَبِّ اَعْلٰی كِي تَعْلَمَ بِهٖ اَمْسٰی

رَبِّ اَعْلٰی كِي تَعْلَمَ بِهٖ اَمْسٰی

مصدر مظهریت پر اظہار درود

مظهر مصدریت پر لاکھوں سلام

معنی کد، سرائی، مقصد ما خلقا

ز گسب ایش قدرت پر لاکھوں سلام

(المصنف احمد رضا سے بریلوی ص ۱۳)

جَانِ مَسْطَفٰی قَمِّ هُوَ

مُتَّعٍ بِهٖ اَلْاَكْبَرُ خَدَآئِ قَمِّ هُوَ

جلوے سے متہارے ہے عیاں شانِ خدا

ہنرِ ذراتِ کبریا فی قَمِّ هُوَ

(صحتِ رضا سے بریلوی ص ۶۵)

دو کماں سے بھی متاکم خرق ان میں اور اللہ میں
مکفی شب معراج ایسی قدر و شانِ مصلحتی

(رفعتی سے مکتومی ص ۶۶)

خدا کو مانا ہے دیکھ کر تجھ کو، اُس کی شانِ جمیل تو ہے

خدا کی ہستی پر میرے نزدیک ہے روشن دلیل تو ہے

خدا کی ضرورت کوئی نہیں، اور خدا کی صورت کوئی نہ ہے

تو وہ عریفِ لغوی قصیدِ تیری صورت میں جلوہ گر ہے

(راجہ رحیم آبادی ص ۶۶)

نہارے جلوہ رخ میں جھلک ہے نورِ خالق کی

میرے اس گول پر صادق حدیثِ شریفِ کائنات ہے

(نظمی سے بریلوی ص ۶۶)

صفات حق بریں جس کی صفات سے روشن

وہ جس کی ذات سے ظاہر خدا کی یکتائی

(میر تقی علی کالپی امرہوی ص ۶۶)

نبوت ختم ہے اُس پر، یہ اپنا دین دایاں ہے

وہ ہے مثلِ آپ ہی اپنا، یہ مرکزِ دین و جان ہے

خمسد ساگرِ دنیا میں کوئی اور انسان ہے

تو میں کہہ دوں گا ہمتا ہے خدا ہونا بھی آسان ہے

گراں ہاں جبرِ شانِ رحیمی ہو نہیں سکا

تو کوئی رحمتِ للعالمین بھی ہو نہیں سکا

(نیا ز فقیر سے ص ۶۶)

ترے سجدے سے جھکی سارے زمینوں کی جبین

سب نے اللہ کو مانا تری دیکھا دیکھی

(قریبی سے ص ۶۶)

ایک ایسے معارف حقیقت ہیں حضور جس میں متاع ازل مکس خود اپنا دیکھے

(الکبر منیائے ۲)

نہیں کیا خدا نے کمال رکھا ہے کران کے حق میں اپنا جمال رکھا ہے

(سید محمد راجہ صاحب مدینہ سہ دروے ۳)

نعت کا مجموعہ ازل اتم الکتاب قرآن مجید ہے اس لیے نعت گروں کے لیے بھی کے اسلوب اور انداز کے تتبع کی کوشش ضروری ہے قرآن نے بہت سے مقامات پر حمد اور نعت کے گہرے تعلق کو واضح کیا ہے چنانچہ سرکار کے مدح سرانوں نے بھی حمد کہتے ہوئے اللہ کے محبوب کا ذکر کیا ہے اور نعت میں حمد خالق بیان کی ہے۔

حواشی

- ۱۔ دیوان حسام بن ثابت، مبلغ انجمن پنجاب، لاہور، ۱۸۷۸ء - ص ۲۲۔
- ۲۔ ماہنامہ اظہار کراچی - اکتوبر نومبر ۸۶ء - ص ۱۰۰۔
- ۳۔ "اور ہم نے نہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا" (الانبیاء - ۱۰۷)۔
- ۴۔ "اور ملائکہ پر رُفوف اور رحیم ہیں" (التوبہ - ۹: ۱۲۸)۔
- ۵۔ "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كُنْ لِلْعَالَمِينَ خَيْرًا" (التوبہ - ۹: ۱۲۸)۔ انکے (بعثت کرنے والوں کے) بہنوئیوں پر اللہ کا نیک ہے (الفتح - ۱۰۸)۔
- خوشادہ لوگ، ایسا نیک جن کے ائمہ پر کیا خدا سے خود ملا جس کو خطاب اللہ کے پیکار (غیر مدظرفہ نقوشہ رسول غیر جلد دوم ص ۶۸۵)۔
- ۶۔ "اور وہ قربات اپنی خواہش سے کرتے ہیں، وہ اس کے علاوہ کچھ نہیں جو انہیں وحی کی جاتی ہے" (الحج - ۵۳: ۲۱۳)۔
- محمد کا فرمان فرمان حق ہے یہ فرمان رہا ہے خدا کے محمد (عبدالرحمن عاجز ناشر کوٹلوی ماہنامہ محدث لاہور، رسول مقبول نذر جمعہ دوم ص ۴۲۵)۔
- ۷۔ "لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ"۔

یہ نیک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا (آل عمران - ۳۰: ۱۶۴)۔

۱۔ "قُلْ إِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ" اے محبوب! فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت کرے گا (آل عمران - ۳۱: ۳۱)۔

۲۔ "وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ اللَّهُ وَسَوْفَ اللَّهُ فَاعِلٌ" اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں (النساء - ۳۰: ۶۳)۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَفْقَهُونَ

مدینے کو دارالامان دیکھتے ہیں

(قیم بستی تعلیقات مدینہ مکتبہ الطیفیہ، بلاؤں شریف بھارت - ۱۹۶۰ء ص ۱۰)۔

- ۱۰۔ التوبہ - ۱۱۷: ۱۵۷، المشر - ۵۹: ۱۰۲۔
- ۱۱۔ التوبہ - ۱۱۷: ۱۵۷، سورہ توبہ کی ۱۱۷ ویں آیت میں اللہ کا اور ۱۲۸ ویں آیت میں رسول اللہ کو "رُفوف رحیم" فرمایا گیا ہے۔
- ۱۲۔ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا غَدَاكَ بِكَ الْكَذِبِ" اے آدمی! تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کریم رب سے (الانعام - ۸۲: ۶۰)۔
- ۱۳۔ "إِنَّ اللَّهَ كَقَوْلِ كَذِبٍ" (الحاقة - ۶۹: ۲۰)۔
- ۱۴۔ "قُلْ اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ" (طہ - ۲۰: ۱۱۴)۔
- ۱۵۔ "وَيَعْلَمُ مَا فِي سُلُوكِ الْخَلْقِ" (آل عمران - ۳۰: ۹۶)۔
- ۱۶۔ "وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَى مَا تَعْمَلُونَ" (آل عمران - ۳۰: ۹۸)۔
- ۱۷۔ "وَلَسْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَلَكِنَّا نُبَشِّرُكَ بِالشَّهَادَةِ" (النساء - ۴۱: ۴۱)۔
- ۱۸۔ "وَلَيَكُونَنَّ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" (البقرہ - ۲۰: ۳۳)۔

كَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا
(النساء - ۴۱)

- ۱۸۔ التوبہ - ۵۱: ۹
- ۱۹۔ المائدہ - ۵۵: ۵
- ۲۰۔ التوبہ - ۶۴: ۹
- ۱۱۔ الاحزاب - ۳۳: ۳۴
- ۲۲۔ التوبہ - ۹۳: ۹
- ۲۳۔ الاحزاب - ۳۳: ۵۷
- ۲۴۔ المجادلہ - ۵۸: ۵۱
- ۲۵۔ الحشر - ۵۱: ۵۱ (سورۃ الانفال - ۱۳۱) — میں آخری حصہ یوں ہے -
وَمَنْ يَتَّبِعِ رِسَالَاتِ رَسُولِي فَإِنَّ إِلَهَهُ تَعَالَى يُجْزِيهِ الْوَعْدَ الْوَعْدَ
- ۲۶۔ التوبہ - ۹: ۲۹
- ۲۷۔ ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد، ربیع الاول ۱۳۹۹ھ / فروری ۱۹۷۹ء (مضمون: عربی نعت کا ارتقا از حکیم محمد مجیدی) ص ۲۰
- ۲۸۔ راجہ رشید محمود، درخشاں کاک، ذکر کربلا، پاپلر پبلشرز، لاہور اشاعت اول ۱۹۷۷ء، ص ۲۲
- ۲۹۔ مجلہ نقوش لاہور، رسول نمبر، جلد دوم، ص ۶۳۲
- ۳۰۔ عدنان بخشش، بحث دوم، بسم اللہ کہیں، لاہور، ص ۳۹
- ۳۱۔ احمد علی سیف کلاوڑی (مرتب) بوستانِ نعت - ۱۳۳۹ھ، ص ۲۰۶
- ۳۲۔ نقوش، رسول نمبر، جلد دوم، ص ۶۳۵
- ۳۳۔ نعت محل - ص ۵۳
- ۳۴۔ حدیث جہاں - ص ۱۸
- ۳۵۔ خزینہ رحمت یعنی خطبات غریب - ص ۷۴
- ۳۶۔ محمد اقبال جاوید (مرتب) مخزنِ نعت - ص ۲۳۱

- ۳۷۔ ماہنامہ اظہار کراچی، اکتوبر نومبر ۸۶ء، ص ۹۷
- ۳۸۔ مجلہ خاتم الانبیاء - ص ۸۹
- ۳۹۔ انجم - ص ۲۱ (شمالی خواجہ کوثرین، مرتبہ درود اسعدی، ص ۵۳)
- ۴۰۔ ماہنامہ اظہار کراچی، اکتوبر نومبر ۸۶ء، ص ۱۰۰
- ۴۱۔ اظہار کراچی، ماہنامہ، سیرت نمبر، فروری ۱۹۷۹ء، ص ۳۶
- ۴۲۔ اظہار کراچی، سیرت نمبر، جنوری فروری ۱۹۸۰ء، ص ۱۱۲
- ۴۳۔ نقوش لاہور، رسول نمبر، جلد دوم، ص ۲۵۵
- ۴۴۔ زوار حسن نقشبندی، مجددی، مولانا سید گلبرگ مناجات، ص ۵
- ۴۵۔ ایضاً - ص ۲۱
- ۴۶۔ ضیاء محمد ضیاء و طاہر شادانی (مرتبین) حمد و مناجات - ص ۲۸۱
- ۴۷۔ منورہ الیونی، منورہ نقبین، ص ۹۳، ۹۴
- ۴۸۔ حمد و مناجات - ص ۹۵
- ۴۹۔ ایضاً - ص ۱۰۳
- ۵۰۔ حسن رضا بلوی، مولانا ذوقِ نعت معروف بہ ملکہ آخرت، ص ۲
- ۵۱۔ حمد و مناجات - ص ۱۱۳
- ۵۲۔ سیف کلاوڑی (مرتب) بوستانِ نعت، ص ۱۹۸
- ۵۳۔ راسخ عرفانی، نسیم منی - ص ۱۹
- ۵۴۔ صابر کاسگبری، تندیل زر - ص ۲۶
- ۵۵۔ عالم گیلانی، سید - ص ۲۰
- ۵۶۔ قرآن مجید، سنت جمیع ضابطہ - ص ۳۹
- ۵۷۔ قرینہ دانی، مہر بخشاں - ص ۳۵، ۳۶
- ۵۸۔ حافظہ حیات، رشید حسینی - ص ۳۶
- ۵۹۔ حمد و مناجات - ص ۸۴

۶۰۔ نقوش لاہور، رسول نمبر، جلد دہم، ص ۲۵۳۔
۶۱۔ ایضاً، ص ۲۴۷۔

۶۲۔ نقوش لاہور، لاہور، فروری ۱۹۷۹ء، ص ۴۷ (مضمون "عربی لغت کا ارتقاء" از حکیم محمد عیسیٰ)

۶۳۔ نقوش لاہور، رسول نمبر، جلد دہم، ص ۲۸۶۔

۶۴۔ احمد رضا بریلوی، المصنفات مولانا، خدائی بخشش حصہ دوم، نذیر سترچل پبلیشرز، لاہور، ص ۲۵۱/۲۵۲

۶۵۔ فوقی لغت معرکوف، بر صلا، آخرت، ص ۹۳۔

۶۶۔ نقوش، رسول نمبر، جلد دہم، ص ۶۸۳۔

۶۷۔ ایضاً، ص ۵۳۶۔

۶۸۔ ایضاً، ص ۷۰۵۔

۶۹۔ اتنی کاغذی امر دہوی، میر، فروغ محافل، ص ۳۶۔

۷۰۔ نقوش، رسول نمبر، جلد دہم، ص ۵۰۴۔

راقم مسطور، راجا رشید محمود نے مرنے کیلئے۔

خالقِ ارض و سما نے ان کو بر رتبہ دیا خود بھی تھا لیکن جسمِ آقا کو بھی فخر دیا
اس کو جو کہنا تھا وہ شہرِ بے سے کہلادیا کون کہہ سکتا ہے، ان کو کیا دیا کشتادیا

ہمسور و ہمتا خدا کا بھی کوئی مسکن نہیں

شانی میسرے مصلیٰ کا بھی کوئی مکان نہیں

(شام دھر لاہور، لغت نمبر، ص ۱۲۱)

۷۱۔ نقوش، رسول نمبر، جلد دہم، ص ۷۲۳۔

۷۲۔ اظہارِ کراچی، سیرت نمبر، جنوری فروری ۱۹۸۰ء، ص ۱۰۹۔

۷۳۔ اظہار، دسمبر ۱۹۸۳ء، ص ۶۲۔

حمود لغت

حمداً اس کی، جو ہے خالقِ دنیا نے شکستہ نر
حمداً اس کی، جس نے کُن سے کیے پیدا و جہاں
حمداً اس کی، جس کے دلِ نحر جس کے نور کی
حمداً اس کی، جس کا کون و مکان میں نہیں شریک
حمداً اس کی، جو ہے خالقِ کونین با یقین
حمداً اس کی، جس کا در ہے فقط قبیلہ دعا
حمداً اس کی، جس کے سامنے سب سجدہ و زیر ہیں
حمداً اس کی، جس کی حمد کی کرنی بھی حد نہیں
حمداً اس کی جو کریم بھی ہے اور قدیر بھی

صدقہ ہے یہ بھی مرشدِ والا مبارک
آسی کا حمد و لغت میں جو رنگ ہے دگر

پروفیسر محمد عیسیٰ، آسے (سیاکوٹ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت

شکر کینہ کر نہ کروں خالقِ یکتا تیسرا
کیا انعام ہے بندوں پر یہ مولا تیسرا
عقل کو کچھ نہیں شک تیری شہنشاہی میں
اسے تری شان، محمد سا ہے بندہ تیسرا
تو بہر لطف و کرم، وہ بھی مرا پارِ رحمت
تو بھی پیسا ہے، محمد بھی ہے پیارا تیسرا
تو نے بختا ہے محمد سا شیعہ امت
ہم گنہگاروں پر احسان ہے خدا یا تیسرا
تیری مخلوق میں ان کی بھی نہیں کوئی نظیر
تو بھی یکتا ہے، محمد بھی ہے یکتا تیسرا
تو کریم، اے سر سے رب اتیرا پیغمبر بھی کریم
ہے کرم امتِ عامی پر دوبالا تیسرا
پائے جنت ترے محبوب کے صدقے میں تیسرا
نہ رہے حشر میں غرورم یہ منگتا تیسرا

بشیر زواری

حمد میں نعت کی صورتیں

بشیر زواری

شاعر رب حمد خالقِ حقیقی جس نے میں ترزا ہے تو اس کے پیشِ نفع خالقِ دانا
کی وہ صفات ہوتی ہیں جن سے وہ اس کا ماحول، ساری دنیا اور ساری دنیا میں مستغنیہ
ہوتی ہیں۔ لیکن شاعر کو یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ اسے عرفانِ الہی کی دولت محبوبِ خدا علی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ملی ہے، اسے صفاتِ الہی سے انھوں نے آشنا کیا ہے،
ذاتِ خداوندی کے بارے میں انھوں نے بتایا ہے۔ اس لیے وہ حمد بکھتے ہوئے
نعت بھی کہہ جاتا ہے۔

اس وہود لا مکاں پر نور اے نادانِ کر
ذات کو کی بکھنے کو ہمیں چاہیے
(تازشہ رضوی)

اک صادقِ دامن نے ہمیں جس کی دی خبر
ہاں ہاں، وہی خدا ہے وہی وہی
جعفر وہ خود ہی دے گا صلہ حمد و نعت کا
دیتا ہے حمد و نعت کی توفیق بھی وہی

(جعفر بونج)

شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے خداوندِ کریم کی بارگاہ میں مناجات پیش کرتے
ہوئے گزارش کی کہ مجھے سرکارِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شفاعت سے غرور نہ رکھنا۔

وَلَا تَحْزَنْ مَعِيَ يَا إِلَهِي وَسَيِّدِي
شَفَاعَتَهُ الْكُبْرَىٰ هَذَا الشُّكْرُ

ان سے میرے محبوب اور میرے آقا اچھے کو ان کی شفاعت کبریٰ سے محروم نہ کر پس وہی میں شفاعت کرنے والے ۲

خداوند تعالیٰ نے قرآن پاک میں جگہ جگہ اپنے ذکر کے ساتھ اپنے پیارے مہذب علی علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے اس لیے شہداء و کرام بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثنا کرتے ہوئے ہر کار کی توصیف کرنے لگ جاتے ہیں۔ حمد کہتے ہوئے نعت بھی کہنے لگتے ہیں۔

ایمان کی کہیں گے، ایمان ہے ہمارا احمد رسول تیرا، مصمت کلام تیرا (واعظ دہلوی ۲)

غرض کیا کیا کرم ہم پر ہے تیرا شیعہ شہر جہینہ ہے تیرا (مرزا محمد رفیع سودا ۲)

دل کو ہونٹھ سے واسطہ: لب پر ہوا ہم مصطفیٰ وقت جب آئے اے خدا خاتمہ حواس کا (حضرت مولانا ۲)

بولیا اپنے دوست کو اس نے دیاں جہاں مقدر پرزدن نہ ہوا جبرئیل کا (بہادر شاہ ظفر ۲)

جس جگہ حضرت جبرئیل کے پر جتے ہیں تیرا محبوب دیاں شان سے جا سکتا ہے (فرصت مجھے ۲)

ہوئی ختم اس کی حجت اس نہیں کے بسنے والوں پر کہ پہنچا یا ہے ان سب تک محمدؐ نے کلام اسکا (افسر علی خاصہ ۲)

حدیث کا مثل موجودات اکیساری ہوں میں نعت کیا نکھوں کہ عاجز ہے بیاں، عاری ہوں میں روز ازل سے گدائے رحمت باری ہوں میں (احمد حسن مسلم ۲)

کرم تیرا کہ ہم کو خیر اُست ثمرے سراپا عطا تیری، دیا ہم کو رسولِ مقبولیؐ کو ثمرے متاعِ الفت احمدؐ کو بخش کر یا رب دعاؤں کو عطا کن قبولیت کیا ثمرے (قرنِ ہدایہ ۲)

جب ساتھ نام رب کے نام رسول کیا شیریں سا ہو گیا ہے راضی مزارِ ارباں کا (راضیہ کرلوی ۲)

نبیؐ پر کتنا کرم ہے تیرا، صیب اپنا بنا لیا ہے حسین ہے ہر نگاہ تیری، عظیم ہے انتخاب تیرا (اشفاق احمد اشتیاق ۲)

حبب شاعر اپنے مالک سے کچھ لٹکتا ہے تو اسے یہ احساس شدید ہوتا ہے کہ وہ اس غنیمتِ ارگاہ میں رسائی کے لیے کوئی واسطہ تلاش کرے اور ظاہر ہے کہ یہ واسطہ سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ہو سکتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں فرمایا کہ ”حبب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب، تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توفیق قبول کرنے والا مہربان پائیں گا“

یعنی جب میں کسی غلطی کی معافی مانگتا ہوں اور خدا سے عفو اور مہربانی کے طالب ہوں تو انہیں آقاؐ کا دوا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ طلب کرتا چاہیے، انہی کی وساطت سے ہم کا پیاب ہو سکتے

ہیں چنانچہ شاعر حبیبِ محمدؐ باری تعالیٰ کرتے ہوئے اپنے رب کریم سے کوئی رعایت چاہتا ہے، دستِ مولا دراز کرتا ہے تو وہ اللہ کو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیتا ہے، بڑا مانگتا ہو، ان کے ظلیل مانگتا ہے۔

بجنت آنکو معبودی، غمِ سعد را تو بستودی بہر چیز سے خوش شگونی، دواغم دار یا اللہ (خواجہ قلیب الدین بختیار کاکی ۲)

راہِ ظلیل اس کے کہ تو معبود ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق کی ہے، جس چیز سے

دلِ قلب کو آئندہ بنا دے روشن ہو جمالِ مصطفیٰ سے
دلِ محوِ جمالِ کبریا ہو لب پر مرے وردِ نعمت کا ہو
آنکھوں کو عطف ہو درفشانی حافظ رہے بحرِ نعمتِ خوانی
(حافظ لدھیانویؒ)

حمد کے ہیں ہزار نام و نواں حافظ بے ہنر سے کیا جو میاں
نیرے نطفِ و کرم پہ نازاں ہوں نیرے محبوب کا فنا خواں ہوں
عشقِ نیرالہ شہرِ عطف کر دے دامنِ دل کو نذر سے بھر دے

(حافظ لدھیانویؒ)

عزیز! جس طرح انا حسنہ علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے پروردگارِ عالم کی
تعریف کرنا چاہتی ہے، اسی طرح خالقِ کائنات کی حمد کہتے ہوئے سرورِ کائنات کی ثناء
درختِ ملکاتِ باطنی ہے، — کہ اس کے یزیداتِ نبوی ہی نہیں۔

حاشی

- ۱۔ درو اسعدی (مرتب) حمد - ص ۱۸۴۔
- ۲۔ ضیاء محمد ضیاء و طاہر شادانی (مرتبین) حمد و مناجات - ص ۸۵۔
- ۳۔ ذوالحسین نقشبندی مجددی (مرتب و مترجم) گلدستہ مناجات - ص ۵۔
- ۴۔ حمد و مناجات - ص ۱۳۱۔
- ۵۔ حمد و مناجات - ص ۱۵۶۔
- ۶۔ حمد و مناجات - ص ۱۰۲۔
- ۷۔ حمد و مناجات - ص ۱۹۵۔

- ۸۔ قرصِ لیلیٰ - حرفِ حرفِ روشنی - ص ۲۰۔
- ۹۔ حمد و مناجات - ص ۱۹۷۔
- ۱۰۔ ح س سلم، ابوالفضل تیار، حمد و نعمت - ص ۸۱۔
- ۱۱۔ قمریہ دانی - مہر درخشاں - ص ۳۵، ۳۶۔
- ۱۲۔ حمد - ص ۸۸۔
- ۱۳۔ حمد - ص ۳۲۔
- ۱۴۔ سورۃ نسا - ص ۶۳۔
- ۱۵۔ گلدستہ مناجات - ص ۲۱۔
- ۱۶۔ گلدستہ مناجات - ص ۲۰۔
- ۱۷۔ حمد و مناجات - ص ۱۱۲۔
- ۱۸۔ حمد و مناجات - ص ۱۱۳۔
- ۱۹۔ حمد و نعمت - ص ۶۵۔
- ۲۰۔ حمد - ص ۸۲۔
- ۲۱۔ حمد و مناجات - ص ۱۷۹۔
- ۲۲۔ حمد و مناجات - ص ۱۳۰۔
- ۲۳۔ حمد و مناجات - ص ۲۵۹۔
- ۲۴۔ منظوم وارثی - الحمد - ص ۳۷۔
- ۲۵۔ حمد و مناجات - ص ۸۳۔
- ۲۶۔ حمد - ص ۲۵۔
- ۲۷۔ حمد و مناجات - ص ۶۱۔
- ۲۸۔ حافظ لدھیانوی - ذوالجلال والاکرام - ص ۵۴۔
- ۲۹۔ ذوالجلال والاکرام - ص ۵۹۔

حَبیبِ نفعِ سدا

وصف کس منہ سے کروں بارِ انبیا
تو بھی بیکتا ہے، محمد بھی ہے بیکتا تیرا

سب امیروں میں، فقیروں میں ہے چرچا تیرا
موجزن دہر میں ہے جسیر عطایا تیرا
خاک سمجھے گا بجھے خاک کا پتلا تیرا
ذرے ذرے کی زباں پر ہے دلینہ تیرا

نہ کھلا ہے نہ کھلے گا یہ معنی تیرا
سب سے پردہ ہے کسی سے نہیں پردہ تیرا
ہم کو جتنا نہ یہ ادراک خدا یا تیرا
درس دیتا نہ اگر حاملِ طہ تیرا

کیسے دیں خیمہ عالم کی طنا میں تو نے
خجھر سے ملنے جو چلا صاحبِ اسرا تیرا
بدر بنتا ہے کبھی بدر سے بنتا ہے بلال
ہے بڑھانے میں، گھٹانے میں اشارہ تیرا

سندِ بلالِ جعفری (مکاتے)

محمد باری تعالیٰ

چار سو جلوہ نما ہے تو ہی
سلسلہ زلیات کا خجھر سے قائم
دل کی دھڑکن ہو کہ آوازہ صُور
دور تک ساتھ گیا ہے میرے
ایک اک شے میں ہے تو ہی موجود
کون ظاہر ہے دونوں میں اگر
کرم و رحم کا منبع تو ہے
اپنے بندوں سے زراہِ احسان
محرم راز محمد تیرا
عزق ہے بحر فنا میں ہر شے
دادی دشتِ دلِ حیران میں
جے سہاروں کا سہارا تو ہے
جے نواؤں کی نوا ہے تو ہی

دل بیمارِ عزیزی کو بیخ ہے
وجہِ ٹپکین ہے، دوا ہے تو ہی

حزینہ کا شیری (لاہور)

سحر

دوسے دوسے میں نور تیرا ہے
 دو جہاں میں ظہور تیرا ہے
 آسمان و زمین تیرے ہیں
 جہے نزدیک و دور تیرا ہے
 تیری خوشبو ہے لالہ و گل میں
 ڈالی ڈالی پہ بُور تیرا ہے
 کونے بگنچی ہے دوستِ اوداک
 عقل تیری بشوہ تیرا ہے
 ہو بگئے اختیار کیا دل پر
 یہ دل نا صبور تیرا ہے
 ہر نفس میں ہے زندگی تجھ سے
 زندگی میں سرور تیرا ہے
 جلوے تیرے، تجلیاں تیری
 موسے تیرا ہے، طور تیرا ہے
 جو نبی کا نہیں، وہ تیرا نہیں
 جو ہے اُن کا، حضور تیرا ہے
 کسل والے کا ہے غلامِ نشار
 ہر غلامِ حضور، تیرا ہے
 اسفر تیرے فرشتوں (لاہور)

حمید

ہر شے کا تو ہے خالق، عالم تمام تیرا
 حاجت روا ہے سب کا، اللہ نام تیرا
 عرشِ بریں پہ تو ہے دل میں قیام تیرا
 وہ بھی مقام تیرا، یہ بھی مقام تیرا
 پتھروں میں تو نہاں ہے، پتھروں سے تو عیاں ہے
 ہے شبتِ ہر درق پر نقشِ دوام تیرا
 سب پہل رہے ہیں تیرے وصفِ ربوبیت
 درائے فیض جاری ہے صبح و شام تیرا
 عصیاں بدوش ہیں ہم بے فعل و بدوش میں ہم
 بندہ نواز تو ہے، غفار نام تیرا
 دن کو دی تیرا شب کو وہی تحسیر
 پیدا ہے لعلِ لعل، رنگِ نظام تیرا
 میرا جیسا ہے وہ، میرا نصیب ہے وہ
 جس ذاتِ بے بدل پر اُترا کلام تیرا
 شاو جہاں ہو کوئی یا غنہ ہے بے فزاہو
 وہ بھی غلام تیرا، یہ بھی غلام تیرا

حکیم القادر محمد (مندی بہادر الدین ضلع گجرات)

اے کرتے دہرے برگ دھڑپیں پر ہزار
 اے کرتے شہودے شمس دہرے تابدار
 اے کرتے ہی شان میں غم سرا ہے جو ہار
 اے کرتے بندوں کے ہیں گراہ کو ہزار
 اے کرتے تمام خلق کا تو ہی فقط ہے غلہ دار
 اے کرتے کرم کے ہیں دونوں جہاں امیدوار
 اے کرتے ہر ایک شخص کو تو ہی نے دی ہے زندگی
 اے کرتے فقط کبھی ہے ارض دسم کا انحصار
 اے کرتے ہی لطف سے زندہ ہے ماری کا تہیت
 اے کرتے ہی سخن سے سارے جہاں پر ہے بکھار
 اے کرتے کوئی قابلِ بندگی نہیں !
 اے کرتے گدا میں سب تخت نشین و تاجدار
 اے کرتے غلام کو کوئی بھی خوف و غم نہیں
 اے کرتے غلام پر شاہوں کے تاج ہیں نشانہ
 اے کرتے کمال ہے فکر و نظر سے بھی بلند
 اے کرتے عروج سے اوج فلک بھی شرمسار
 تیرے سوا اگر کوئی قابلِ غم و قدر ہے
 تو وہ ترا جیسے ہی رشکِ ہلال و بدر ہے
 پر و فیر خالہ نہ تھے (لاہور)

چاند کو زیبائی، سورج کو دمک دیتا ہے کون؟
 آسمان کو سات رنگوں کی دھنک دیتا ہے کون؟
 کس کی جلوہ باریاں پھیری ہوئی ہیں خاک پر؟
 دورے دورے کوستاروں کی چمک دیتا ہے کون؟
 ایک اک ہنسی کے سر پر کون پہنا تا ہے تاج؟
 دامن گلشن کو پھولوں کی مہک دیتا ہے کون؟
 اڑتے پھرتے ہیں فضا میں روشنی کے زمزمے
 گنگا تے طائروں کو یہ چمک دیتا ہے کون؟
 باشتا ہے کون یہ آب و ہوا کی نعمتیں؟
 رزق سب کو از شریا تا سک دیتا ہے کون؟
 احمد مرسل کی ذاتِ پاک کس کا عکس ہے؟
 پیکر بے سایہ کو اپنی جھلک دیتا ہے کون؟
 چاندنی کی رات ہر اہوا جالوں کی سحر
 ہر رخِ ظہرت کو نورِ مشترک دیتا ہے کون؟
 پر و فیر خالہ نہ تھے (نشانہ)

حجابی تفسیر

جو ہے بے مثل وہ ہے ذات تری حمد کہتے ہیں شش جہاں تری
بجھنے کے مربوط کائنات تمام دوسرے لا شریک ذات تری
نور تیسرا محیط کون در مکاں ہر جگہ ہیں تجلیات تری
میرے معبود ہر مشیت ہے سارے تصور است تری
ذکر تیسرا سکون کا سرمایہ یاد بھی حسل مخلوقات تری
تو بلند از قیاس ہے مولا ذہن سے ماورای مقامات تری
یہ سمجھتے ہوئے شناساگو ہیں ماورائے ثنا ہے ذات تری
نہج کو ممکن ہے جو ہے ناممکن کیا کھلے حد ممکنات تری
آئینہ وہ ترے حبیب کا ہے آشکارا ہے جس میں ذات تری
ترے محبوب کے دیلے سے پہنچی ہم تک ہر ایک بات تری

کیا بیاں کر سکے گا یہ خصالہ

عبد خالق کائنات تری

خاندان محمد (تفسیر ہے) (کراچی)

تعارف کتب

نذر خدا
از: مضطر خیر آبادی

شرعی اصطلاح میں تلم و نشر کے اس محرمے کو حمد کہتے ہیں جس میں ذات باری تعالیٰ کی تعریف و توصیف کی گئی ہو اور یہ اصطلاح مولائے کریم نے خدا اپنے لیے مخصوص کی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک شروع ہی لفظ "حمد" سے ہوتا ہے۔ لفظ ہو۔

الحمد لله رب العالمین۔ الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین

حمد صرف اللہ ہی کے لیے ہے ہر عین درجہ لکھی ہے اور مالک یوم آخرت بھی۔

قرآن پاک میں بیشتر مقامات پر لفظ "حمد" آیا ہے اور ان مقامات کے مطالعے واضح ہوتا ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف و توصیف کے لیے لفظ "حمد" کی اصطلاح اپنے لیے مخصوص کر دی ہے۔ دوسرے وہ ذات کریم کن صفات عالیہ سے متصف ہے پھر ہے مولائے کریم نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ میں تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہوں اور تجھ سے درد طلب کرنے کا طریقہ کیا ہے اور جب بھی تجھے پکار دو گے تو میں تمہاری بات سنوں گا اور تمہارے دکھ درد کا مداوا کروں گا۔ چوتھے اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد کے ساتھ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نفعت کو بھی لازم بلزوم کر دیا ہے اور صاف کہہ دیا ہے کہ تجھ سے اسی کی جنت صادق ہے جو میرے حبیب سے بھی نعمت کرے۔

چنانچہ جن صاحبان کمال نے اپنی اپنی زبان میں اپنے خالق و مالک کی حمد و ثناء بیان کی ہے انہوں نے ان تمام امور کو پیش نظر رکھا ہے جو قرآن مجید اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کیے گئے ہیں بعض شعرا نے تو اپنی خدا واد صد جہتوں کی بنا پر اس موضوع پر

سبکدوڑوں نکلیں نکھی میں جو اس وقت مذہب مجرموں کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ ایسے ہی مجرموں میں سے ایک "نذر خدا" تھے اور اس کا تعارف قارئین "نعت" تک پہنچانا اس وقت مقصود ہے۔

نذر خدا ^{۱۸۱۲} ۳۰ سال کے ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ بڑی نفیس کتابت اور لمبا ست کے ساتھ ۱۹۱۲ء مطابق ۱۳۳۰ء میں اگر وہ شائع ہوا ہے اور ہماری معلومات کے مطابق اردو زبان کی حد تک یہ سب سے پہلا حدیث دیوان ہے۔ اس کے مصنف سید محمد افتخار حسین صاحب منظر خیر آبادی اپنے دور کے سب سے بڑے فاضل حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے فراموش اور نواب مرزا داغ دہلوی کے ارشد کاغذ ہیں سے ہیں۔ حضرت منظر ممتاز غزل گراور بلند پادہ محدث ہیں۔ نعت میں بھی ارفع واعلیٰ مقام کے مالک ہیں۔ آپ کی نعمت کا مجموعہ "بیان منظر" کے نام سے چھپ چکا ہے اور ایک غزلیہ دیوان بھی ہے۔

نذر نظر دیوان میں ۴۰ حدیث غزلیہ اور تین مسدس ہیں۔ اس کے بعد مرزا سلطان احمد قادیانی سابق مشیر مال ریاست بہاولپور کی چار صفحات پر مشتمل تقریظ ہے۔ یہ تقریظ اردو زبان کا "شہ پارہ" ہے اور مرزا صاحب کی بہترین تحریروں میں شمار ہونے کے قابل ہے۔ دیوان کے آخر میں منظوم تقریظ اور تاریخیں ہیں اور ان تاریخوں میں سے کئی ایک اردو زبان کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

مصنف چون کہ بلند پادہ فکاہ ہیں اس لیے ان کی حمد بھی روکھی پیکر نہیں بلکہ شگفتگی اور سلاست کی غویاں اس میں جلوہ گر ہیں چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

سہ تری ذاتیں ہے صفت تری، ترا و صف کوئی کرے گایک
جو تلم ملا تو لکھے گایک، جو زبان ملی تو کہے گایک
ترے عشق میں جو نہ مرے وہ جویں مرے بھی تو کیا مرے
تری راہ میں جو نہ مٹ سکا، کسی اور پر وہ مٹے گایک

تو ہی دو جہاں کا خیال ہے، مری آرزو کا خیال کر
تو ہی سب کا رتبہ جلیل ہے، مری آرزو کا خیال کر
مرے سوزِ غم کو بیکار دے تو، مرے دل کی آگ شاد دے تو
ترے لب میں بارخِ خلیل ہے، مری آرزو کا خیال کر
مرانام منظر بینوا، شرانام مالک ^{دوسرا}
یہ کرم کی خاص دلیل ہے، مری آرزو کا خیال کر

خود ہے شان بے شالی میں ایک ہے حسن لا زوالی میں
چاہے صحران کو تو کرے دریا چاہے دریا بھرے پیالی میں
تو نے پیوں میں کی ہے گھاری پھول لاتا ہے ڈالی ڈالی میں

زولیت "و" کی ایک حمد ملاحظہ ہو۔

نظرِ وقایہں بسا ہے تو، مرے بارخِ دل کی ہوا ہے تو
یہ تو میں نہ جانوں کر کیا ہوں میں، یہ تو تو ہی جانے کر کیا ہے تو
یہ ترا ہی جس کمال ہے، یہ تری ہی شانِ جمال ہے
مرے غم کا دہ زوال ہے مرے درجہ دل کی دوا ہے تو
ترا بندہ منظر زار بھی ہے ترے کرم کی امید میں
تو ہی مجھ سے کام بنائے گا کہ کفیلِ روز جزا ہے تو

ایک حمد کے چند بند ملاحظہ ہوں۔

یہاں سے قافلہ عمرِ رواں کا جب روانہ ہو تو کیا ہو مرز میں گلشنِ طیبہ شکستہ ہو
پئے مدفنِ میر شاہِ دیں کا آستانہ ہو پئے حوضِ سخا کا ری تری رحمت بہانہ ہو
الہی اس طرح سے عزمِ عشرتیں آنا ہو زبان پر نامِ تیرا لفظ میں دامنِ محمد کا

گنہگاروں کے سر پر برکت شا میا نہ ہو یہ سارا کارواں تیرے مجھ سے پر روانہ ہو
 پئے زاد سفر تیری عنایت کا خزانہ ہو سیر کاروں کا جلوہ دیکھتا سارا زمانہ ہو
 الہی اس طرح سے عرصہ عشر میں آنا ہو زبان پر نام تیرا، ناکھ میں دامن محمد کا
 لباس مغفرت طرز سے کاری کا بانا ہو امید خضر معیاں تیرے آگے لے کے جانا ہو
 یہ فرقہ بندگی ہر اور تیرا آستانہ ہو ترے کلام کے پردے میں رو کر منہ چھپا ہو
 الہی اس طرح سے عرصہ عشر میں آنا ہو زبان پر نام تیرا، ناکھ میں دامن محمد کا
 صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم

جیسا کہ شروع میں عرض کیا جا چکا ہے کہ نذر خدا کی تقریب جناب مرزا سلطان احمد قادریانی
 صاحب مشہر مال ریاست بہاولپور نے لکھی ہے جو بجائے خود ایک بے مثال تحریر ہے۔
 ذیل میں اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

”حمد وہی مقبول ہے جو دل مضطر سے نکلے، کلام وہی مؤثر اور محرم ہے جو قلب مضطر
 سے صغیر الہبار پر نقش ہو۔ نذر وہی مقدس ہے جو صداقت کے ساتھ جو دل مضطر حضور صمدی پر
 جو اخلاذ دل مضطر سے نکلتے ہیں، وہی دوسرے دلوں پر اثر کرتے ہیں۔ دل مضطر کی دعا میں پیشہ
 اپنی ترمین صداقت کا مادہ رکھتی ہیں۔“

دیہہ دل سے نظر کی ریح جاناں پر آسیر
 چشم مرمی سے صفائے پیر بیضا درگچی

حضرت مضطر کا کلام معجز نظام ایک انسانی کلام ہے۔ دیوان حمدیہ کی نہایت شامت
 کی وجہ سے حضرت مضطر قابل مبارک ہوا ہیں۔ اللہ کریم دونوں جہاں میں اس کا اجر دے اور
 دل مضطر کا مجر و نیاز اور صداقت مقبول اور بار آور اور اس کی دولت ہم ایسے کامبر اور خفا کار
 بھی نعمت عن اللہی سے مستفیض ہوں۔“ (نذر خدا ص ۲۶۶-۲۶۷)

کتاب کے آخری ۳ صفحات دیوان کی تاریخوں پر مشتمل ہیں جو حضرت مضطر کے اجاب
 اور شاگردوں نے کبھی میں اور ان میں سے کئی تاریخیں بلاشبہ اردو زبان کا سرمایہ ہیں چند ایک
 ملاحظہ ہوں۔

(ا) میں نے یہ امید سال طبع دیوان لکھ دیا
 کیسی دل کش بندشیں ہیں کیسی پیاری بول چال
 ۱۳۳۲ھ

سید رشید الزمان امجد قادری روموی
 (نذر خدا ص ۲۸۳)

(ب) ملا سال سجاد کو عیسوی
 یہ نذر رسولی و خدا ہو گئی
 ۱۹۱۲ء

سید اولاد حسین سجاد
 (نذر خدا ص ۲۸۱)

(ج) بہت آمد ز باغِ فکر رنگیں
 گلِ خوش رنگ گلزارِ طرب ریز
 ۱۹۱۲ء

بندت غلامانہ رشید
 (نذر خدا صفحہ ۲۹۸)
 (سید نور محمد قادری)

احمد

از مظفر وارثی

مظفر وارثی کا مجموعہ حمد اللہ ماوراء النہر نے شائع کیا، اس کا پہلا ایڈیشن فروری
 ۱۹۸۷ء میں چھپا۔ کتاب میں ۳۹ حمدیں (جن میں مناجات بھی شامل ہے) اور ۴۴ قطعات
 ہیں۔ اس کے علاوہ خانہ خدا اور قرآن کریم کے بارے میں دو نظمیں بھی شامل ہیں۔ انساب
 یوں ہے ”ان دعاؤں کے نام... جنہیں صرف میں اور میرا خدا جانتا ہے“ کتاب ۱۰۴ صفحات
 پر مشتمل ہے۔

پہلی حمد کے دو اشعار دیکھیے۔

خدا ہے ایک مگر ایک کی بھی حد میں نہیں کافی اُس کی کسی زمرہ عدد میں نہیں
مولاس پر جو مرا اختیار خستم نہ ، سو گروں وہ حمد کہ جس کا شمار ختم نہ ، سو

منوۃ کلام کے طور پر چند اور اشعار ملاحظہ ہوں۔

آمار کمر سے سینے ہیں آگہی کے چاند بصیرتوں کا مرے گرد کچھ بیخ و بے دار
تار بچ بھی میری نہیں پہچانتی مجھ کو کیا میں یہ جھڑا اپنے بردار ہوں مولا
چشمِ مہرِ رحمت اشعور ہو نورِ نور تجھ سے غیر انصاف حکمت مابِ حجتِ مہناتِ میری
کسی کو نہ چھوڑا رنجشے کسی کو نہ لست کے غدا بخشے جو سب کے ناموں پر مہرِ قدرت نگار ہے ہر حالے
کیوں بارگاہِ حق میں نہ ہوں سر بسجود ہم احسان جس قدر بھی میں ہم پر ، اُسی کے میں
منظرِ وارثی اس حقیقت سے آشنا ہیں کہ پستِ خدا کی تعریف سے بات نہیں بنتی۔
شرطِ ایمان ہے کہ اقرارِ رسالت بھی کرو صرف اقرارِ اُلوہیت یہاں بے سود ہے
(راجا رشیید محمود)

سبحہ خدا تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت نہیں کرتے،
مسلمان جہاں خالقِ کائنات جل شانہ کی حمد کرتے ہیں، وہاں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نعت کو نہیں بھولتے۔ چنانچہ منظرِ وارثی حمد کہتے ہوئے نعت میں بھی رطب اللسان کرتے
ہیں۔ مثلاً

ترے حبیب کا بھی اُسر اچھے، اُسی کے واسطے سے قولا مجھے
قریب جس نے تجھ سے کر دیا مجھے، وہ عشقِ مصطفیٰ کہاں سے لاؤں گا

کتاب کے آغاز میں تحقیق کے عنوان سے اُستادِ الہامیہ ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم
کی تقریر ہے جس میں انہوں نے فرمایا: ”جہاں تک مجھے معلوم ہے، آج تک فارسی یا اردو
کے کسی شاعر نے خالص حمد کے موضوع پر منظومات کا کوئی مجموعہ نہیں پیش کیا، ظاہر ہے،

ڈاکٹر صاحب مرحوم کی نظر سے مستقل خیر آبادی کا مجموعہ حمد نہیں گزرا تھا۔ اب اندیشہ نعت کو
عشقِ اقبالیات سید نور محمد قادری (ریک ۱۵ شمالی ضلع لوگرات) کے ذخیرہ کتب سے ”ذخیرۃ“
کا نسخہ دستیاب ہوا ہے جس کا تعارف آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اپنی
تمام تر خوبیوں کے باوجود ”الحمد“ پرانا مجموعہ حمد نہیں ہے۔ (ادارہ)

ذوالجلال والاکرام از حافظ لدھیانوی

۱۲۸ صفحات کی یہ کتاب مشہور نعت گو حافظ لدھیانوی کا مجموعہ حمد ہے جسے بیتِ اکابر
فیصل آباد نے شائع کیا ہے۔ کتاب مئی ۱۹۸۶ء میں اشاعت پذیر ہوئی کتاب میں ۳ دعا ہیں،
تین حمد پر نکلیں، ۹ حمد پر مشورہاں اور ۲۶ حمد پر غزلیں ہیں غلیپ پر وہ فیضِ حقیقت نامب نے لکھا
ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ”انہوں نے (حافظ لدھیانوی نے) اپنی حمد پر شاعری میں ربِ کائنات
کی قدرتوں کی بہارِ مناظرِ عظمت کے علاوہ، باطن کی کیفیات کے حوالے سے بھی دکھائی ہے۔“
ذوالجلال والاکرام کی کتابت مشہور خطاط محمد یوسف نجی نے کی ہے۔

منوۃ کلام کے طور پر پانچ حمد پر غزلوں کے مطلعے دیکھیے:

ہے لب پر مرے حمد خداوندِ تعالیٰ طلعات سے جس نے رخِ نور شہید نکالا
جب کوئی اشکِ ندامت نکلا لہجہ حمد کی مسرت نکلا
ہے غنودہ گزر کی آخری حد آستانِ تیرا ہے رازِ سب کا تو، محتاج ہے سارا جہاں تیرا
رنگِ تیرے ہیں سب اُجالوں میں تو ہی تو ہے مرے حوالوں میں
زباں کو رو بروئے کعبہ مصروفِ دعا رکھے گلِ حمد و ثنا سے دل کا دیرانہ سجا رکھے
حافظ لدھیانوی ثنائے خواجہ، رشید حسوری، کیفِ مسلسل اور نعتیہ قطعات نام کے چار
مجموعہ نامے نعت، غناء، مثنوی گان کے نام سے ایک مجموعہ غزل، جہاں مرین اور منزلِ سعادت

کے نام سے عبادت مقدس کے دو سزناموں، متاعِ گم گشتہ کے نام سے بعض مروجہ شعرا کے شخصی خاکوں اور متاعِ بے بہا کے نام سے بزرگوں کے شخصی خاکوں کے بعد یہ مجموعہ حمد نامے لائے ہیں اور خدا تعالیٰ کی تعریف و ثنا کرتے ہوئے اس کے بموجب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عروج و توصیف کو نہیں بھولے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

دلِ محو جمالِ کبریا ہر لب پر مرے دردِ نعت کا ہو
بترے نطف و کرم چہ نازاں ہوں تیرے محبوب کا ثنا خواں ہوں
حافظ ہے جس سے سارے زمانے میں شرمِ نعتِ رسول پاک ہے یا تیری حمد ہے
کتاب کا انساب "توحید و رسالت پر ایمان رکھنے والوں کے نام ہے۔"

(ادارہ)

حمد مناجات مرتبہ ضیاء محمد ضیاء و حلاوت شادانی

ملک کے دو معروف اہل علم حضرات کا مرتب کردہ قدیم و جدید شعرا کا یہ حمد یہ کلام علی گنج
لاہور نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا اس سے پہلے انہی دونوں بزرگوں نے "گلشنِ نعت" کے نام
سے ایک معیاری انتخابِ نعت بھی چھاپا تھا۔

"حمد و مناجات" کے آغاز میں سیاحتِ اکبر آبادی اور فائز ہر بانوی کا منظوم ترجمہ سورۃ فاتحہ
دیالگیا ہے۔ "نوائے اردو" کے عنوان سے اردو کے قدیم و جدید شعرا کی حمدیں ہیں جو صفحہ
۲۲ سے ۲۰۶ تک پھیلی ہوئی ہیں۔ پھر "نوائے پارس" کے عنوان سے فارسی شعرا کا حمد یہ کلام
دیالگیا ہے جو کتاب کے آخری صفحے (۳۵۲) تک ہے۔

شعرا کی ترتیبِ حروف تہجی کے اعتبار سے ہے۔ دوسرے بہت سے شعرا کے ساتھ
بن نعت گو شعرا کی حمدیں بھی شامل کتاب ہیں، ان میں آفر صہبائی، علامہ اقبال، اکبر دارانی،
حاجی آباد اللہ مہاجرینی، امیر مینائی، انور جمال، انور صابری، انور جبریل چوہدری، خالد ترمی، بہتر آباد
لکھنوی، بیان و رزوانی میرٹھی، حفیظ شاہ، غلام محمد ترمغی، جعفر بلوچ، سائق علی بھٹکی، حافظ

لدھیانوی، حسن رضا بریلوی، حفیظ جالندھری، عبد العزیز خالد، طفیل وارث، اسحاق دانش، ورد
کا کوروی، خواجہ دل محمد، راز کشمیری، راسخ عرفانی، سائر صدیقی، سرور بکنوری، بشکیل بدایونی،
انصاری، منیر القادری، ظفر علی خاں، عابد نظامی، عارف عبد المتین، عاصی کرتابی، علیم ناصری،
قرصیدی، قمر بزدانی، کریم حیدری، گوہر ملیانی، مہر القادری، راجا رشید محمود، مظفر دارانی،
حافظ مظہر الدین، منظور احمد منظور، نسیم بستی، نقیر لدھیانوی، بلال جعفری اور تیردانی جاندھری
کے نام خاص ہیں۔

"حمد و مناجات" اپنے موضوع پر فارسی اور اردو شاعری کا معیاری انتخاب ہے۔

(ادارہ)

حمد مرتبہ درد اسعدی

درد اسعدی "شعائے خواجه کوثر" کے نام سے ایک انتخابِ نعت بھی اہل محبت
کو دے چکے ہیں۔ ریح الاول ۱۴۰۶ء میں انہوں نے حمدوں کا یہ انتخاب بزمِ اسعد پاکستان
حیدر آباد کی طرف سے شائع کیا۔ کتاب دو سو صفحات کی ہے اور ۳۳۰ شعرا کے حمد یہ کلام
کی حامل ہے۔ شروع میں پروفیسر سید قوی احمد کا پیش نظر اور پھر سارگری کا قلم "ریحِ اشاعت"
کتاب میں درج ذیل معروف نعت گو شعرا کا کلام شامل ہے، اعجاز عرفانی، اقبال غفر،
امید فاضلی، امجد انیس، بدر سارگری، حمید صابری، صیف اسعدی، ذوق مظفر لکھری، رحمن کیانی،
سہیل اختر، شاہد الدری، صابر باری، صبا شہزادی، عشرت بدایونی، محمود نقشبندی، نقیر لدھیانوی،
بعض شعرا نے حمد کہتے ہوئے نعتِ رسولِ مہنول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہتمام بھی کیا ہے مثلاً
جاگ تھے گا معتد، یہ دعا کا اختصار۔ اس کے بموجب کے نزدیک ہر رسائی تجری
(آخر انصاری اکبر آبادی مرحوم)

بیرا بنندہ خاص بن کے تیرا بیامبر آیا
(سید صادق حسین صادق)

مرے کریم مری یہ دعا بھی ہو مقبول
رُزق پاک کے در کی مجھے گدائی دے
(اتحجم نقوی)

دردِ اسعدی (مرتب کتاب) اسعد شاہجہاں پوری کے تلمیذ خاص، میں اور بزمِ اسعد
پاکستان کے ناظم اعلیٰ بھی۔ اسعد شاہجہاں پوری کے صاحبزادے صلیف اسعدی معروف
نعت گو ہیں۔ ان کا مجموعہ نعت "ذکرِ خیر" نام ہے، ہر کس و ناکس سے خراجِ تحسین حاصل کر چکا
ہے۔ صلیف اسعدی کی حمد کے دو شعر نیچے۔

تو مری ذات کو صفات بنا میں انہیں تابِ خود نمائی دوں
ہر نونِ مٹ سے نام لوں تیسرا فرش سے عرش تک سناؤ دوں

نغمۂ توحید مرتبہ محمد عبد الغفار ظفر صاحبی

ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ میں ۲۸۰ صفحات کا یہ انتخاب حمد مکتبہ قادریہ لاہور نے شائع کیا۔
مرتب نے مواد جمع کرنے میں خاصی کوشش کی ہے لیکن کتاب میں حسن ترتیب اور حسنِ کتابت
کافیہ ان نظر آتا ہے۔

کتاب میں حمد باری تعالیٰ کے حوالے سے فارسی، اردو اور پنجابی کلام شامل ہے لیکن جگہ
جگہ نعت و مناقب اور نظمیں بھی ہیں۔ کتاب تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ جز اول میں حمد، جز دوم
میں مناجات اور جز سوم میں نعت۔ جز اول میں دو عربی، ۳۳ فارسی، ۲۲ اردو، اور
۹ پنجابی حمدیں ہیں۔ مناقبات کے جز میں دو عربی منظومات، ایک عربی قصیدہ نعت کے کچھ اشعار
۲۴ فارسی منظومات، سات اردو شعرے، ۳۰ اردو منظومات، اور تین پنجابی منظومات ہیں۔
جز سوم میں قصیدہ برود شریف (علامہ جوہر میری) کے چند اشعار، مولانا جاتی کی ایک فارسی نعت
کے علاوہ ۲۴ اردو اور ایک پنجابی نعت ہے۔ سبزی صفحت میں تین مناسبت، ایک نظم اور
ایک مناجات ہے۔

کتاب میں جن مشہور نعت گو شعرا و کلام کی حمدیں شامل ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ شیخ
فرید الدین عطار، عرفی، حامی، سعدی، نظامی، مولانا دیار علی شاہ الوری، مولانا کفایت علی کانی،
حسن رضا بریلوی، حامد رضا بریلوی، مصطفیٰ رضا خاں لوری، علامہ اقبال، اکبر وارثی، ضیاء اللہ،
حافظ منظر الدین، بہتر آزاد کھنوی، سائقہ لدھیانوی، قمر بیگم بیگم، باہر القادری، راجا
رشدید محمود، محمد علی ظہوری، غلغلت احمد رضا خاں بریلوی، درد کا کوردی، منور بدایونی، ناظم
بدایونی، احسان دانش۔

گلدستہ مناجات مرتبہ ذوالحسین نقشبندی

مولانا سید ذوالحسین عہدہ السنک اور عہدہ الفقہ کے مصنف ہیں۔ انہوں نے تین صفحات
کی اس کتاب میں حضرت ابو جبریلؑ، حضرت علی الرضیؑ، اور ایک نامعلوم شاعر کی عربی مناجاتوں
اور حضرت حبیبہؓ، حضرت غوث اعظم، سعدی شیرازی، نظامی گنجوی، مولانا عبد الرحمن جاتی،
حضرت فرید الدین عطار، حضرت شاہ بلعلی قلندر پانی پتی، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی فارسی مناجاتوں کا اردو ترجمہ بھی دیا ہے۔
آخر میں چھ اردو مناجاتیں بھی شامل ہیں جن میں سے ایک فقیر دہلوی اور ایک کفایت علی کانی
شہید کی ہے۔ ناشر کا نام نہیں لکھا ہے۔

خداوندِ دو عالم از شیر محمد ترمذی

پاکٹ سائز کے ۱۱ صفحات کے اس کتابچے میں حمد و مناجات کی ایک نظم ہے جو آخر
اشعار کے سات بندوں پر مشتمل ہے۔ پہلے تین بند خالص حمد ہیں، بعد کے چار بند دل میں
حمد کے ساتھ مناجات بھی شامل ہے۔ آخر میں ایک طویل نعت "شائیں مصطفیٰ" کے دو بند بھی شامل

ہیں۔ یہ کتابچہ شاعر کے صاحبزادے سید فرید احمد محبوب ترقی نے سین ڈر پرنٹرز پشاور سے چھپوایا۔

پانچویں بند کے دو اشعار دیکھیے۔

مجھے اعتراض گنہ ہے شہا نہیں منہ دکھانے کے قابل رہا
مگر تیری رحمت کی ہے آرزو کہ خود تو تے فرما بلا تفتظوا

(ادارہ)

حمد و نعت - از ابوالامتیاز ع۔ س مسلم

ابوالامتیاز ع۔ س مسلم کی اس کتاب کی طاعت و شاعت کی ذمہ داری معروف، شرمیل اور اکیڑھی، لاہور نے سنبھالی۔ ۲۶ صفحہ کی اس کتاب کے آغاز میں ۱۰ صفحات پر حمد و شاعرات کی ۴ منظومات اور ۶ قلیعات ہیں۔

نمونہ کلام دیکھیے۔

ابھی نہیں کوئی تجھ سا شفیق ہے لاریب تو رب بیت عیش

اسے ہلک جگ کے کھولے، تجھ سے مر اسواں

تو ظاہر، تو باطن، تجھ پر روشن میرا حال

ابھی ترے در پہ آئے سواں دکھا اپنی رحمت کی شان جمالی

شاعر نے بیشتر مقامات پر حمد و شاعرات کے حوالے سے بات کرتے ہوئے اپنے آقا و موالا سلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کی ہے اور حمد میں نعت کو یاد رکھا ہے۔

(ادارہ)

حمد و نعت از سرور بجنوری

سرور بجنوری مرحوم فیادی طور پر بچوں کے شاعر تھے، انہوں نے حمد و نعت کا زیر نظر مجموعہ بھی بچوں کے لیے لکھا۔ کتاب نعت اکادمی، فیصل آباد نے رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ میں شائع کی۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے اردو نعت کے موضوع پر پی ایچ ڈی کے لیے کام شروع کیا تو فیصل آباد میں فروغ نعت کا بھنڈا بھی گاڑ دیا۔ نعت اکادمی بھی انہی نے قائم کر رکھی ہے اور اپنے غلط احباب کی ہر اسی میں نعت کے فروغ کے لیے اپنی صلاحیتیں استعمال کر رہے ہیں۔

”حمد و نعت“ میں ۳۱ حمدیں ۸ دعائیں اور ۱۲ نعتیں ہیں۔ شروع میں سرور بجنوری اور ان کے کلام کے بارے میں احسان دانش، حفیظ جانتہ جری اور نظیر بودعیانوی کی تعریفیں شامل کتاب میں۔ مرنے کے طور پر دو حمدوں کے مطلعے دیکھیے۔

ہر سمت نظر آتے ہیں بس تیرے نظارے گلشن میں اگر گل ہیں تو گردوں پر سارے

سب سے بڑھ کر ہے مہربان خدا میرا تیرا ہے پاسبان خدا

(ادارہ)

حمد و نعت از حکیم محمد عبداللہ

آٹھ صفحات کے اس کتابچے میں حکیم محمد عبداللہ کی ایک حمد اور ایک نعت صدیقی ٹرسٹ کراچی نے گشت ۱۹۸۱ء میں شائع کی۔ حمد کی خصوصیت یہ تھی کہ شاعر نے یہ حمد اپنی وفات سے ایک روز قبل لکھی تھی۔ حمد کے آخر میں شاعرات کے انداز میں یوں نعت لکھی ہے۔

مرا اس طرح سے حساب ہو مرے لب پر نعتِ جناب ہو
مرے سیدے مانند کتاب ہو ز عذاب ہو، ز عتاب ہو

رہے زود برد مرا زبرد

اللہ جلتے جلالہ (ادارہ)

تنویر بخاری کی "ربنا"

اُردو شاعری میں حمد اور نعت پر بہت زیادہ کام ہوا۔ اسی طرح پنجابی شاعری میں بھی اس صنف پر کافی مواد ملتا ہے۔ پنجابی شاعری کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو صوفی شاعرانہ رب اور صبر رسول کے نام سے ہی اپنے کلام کی ابتدا کی۔ کافوں، اشعار، مناجات میں معرفت کے راز ہی کھلتے نظر آتے ہیں۔ شاہ حسین، بکھے شاہ، خواجہ غلام فرید، میان محمد بخش، بابا فرید بکھر گئے اور وارث شاہ کے کلام میں جگر جگر عشق الہی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لگاؤ کے نونے ملتے ہیں۔

اُردو کی طرح پنجابی کے جدید شاعرانہ بھی اس صنف پر کافی زور دے رہے ہیں۔ تائب راجا رشیہ محمود، سلیم کاشمر، عارف عبد المتین اور عادل حدیقی کے نام اس سلسلے میں قابل ذکر ہیں۔ شاعری کے اس وسیع حندر کی لہروں میں ایک اہم تنویر بخاری بھی ہے جس نے "ربنا" لکھ کر پنجابی شاعری میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ تیس صفحات پر مشتمل پاک وطن کی سلامتی کے لیے دعائیں کی گئی ہیں۔ "ربنا" میں شاعر نے نہایت جذباتی ہو کر نہ صرف اپنے لیے بلکہ پوری قوم کے لیے بہتری اور خیر خواہی کی دعائیں مانگی ہیں۔ "ربنا" کے شروع میں شاعر خدا کو مخاطب کرتا ہے، اُس کی رحمتوں اور فضل و کرم کا طالب ہے، نہ صرف اپنے لیے بلکہ پوری قوم کے لیے۔

رب کا ہر رنگ نیا رہا ہے، اُس کے رنگوں جیسا اور کوئی رنگ نہیں۔ اور تنویر بخاری خود کو اس رنگ میں رنگ لینا چاہتا ہے۔ وہ اپنی قوم کو جہالت کے اندھیرے سے نکالنے کا جتن کرتا ہے، علم حاصل کرنے پر زور دیتا ہے۔ لیکن علم اور سیاست کو گڈامڈ ہوتے دیکھنا اُسے پسند نہیں۔

وہ پاکستانی جوانوں کو اس منزل پر دیکھنے کا خواہش مند ہے جہاں پہنچ کر انلاک کی رفعتیں پر سچ نظر آتی ہیں۔ وہ صاف سمجھتا ہے کہ جہالت کا قاتل ہے۔ زندگی کے دکھ درد کو روک بنانے کی بجائے آپس میں بانٹ لینے کا قاتل ہے۔ اسکا نظریہ ہے کہ سکھ تو روز ملتے ہیں۔ لیکن دکھ جو چھاری زندگی کا حصہ ہیں اور ان سے فراز نہیں۔ انہیں مشترک دکھ سمجھ کر آپس میں بانٹ لینا چاہیے۔

جہاں وطن کی سلامتی اور بہتری کا ذکر آتا ہے، تنویر بخاری کی آنکھ اُس شیشے کی طرح ہو جاتی ہے جہاں دوست اور دشمن کی تصویر نظر آتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہمیں امن اور سکون سے رہنا چاہیے لیکن ضروری ہے کہ مسلمانوں میں جہاد کی روح بیدار رہے۔ "ربنا" کی سب دعائوں میں پاک وطن کی خوشحالی مانگی گئی ہے۔ کھیت کی ہربالی، سے لے کر وطن کی سرحدوں کی حفاظت تک کے لیے ہر دعا نہایت عاجزی اور انکساری سے کی گئی ہے اور ہر مصرع دل کی گہرائیوں سے نکلا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ تنویر بخاری اپنی رُوح کو ادبی خوشبو میں پیٹ لینا چاہتا ہے۔ اور وہ ہے رب کے قرب کی خوشبو۔ اور جب یہ خوشبو انسان کو نصیب ہوجاتی ہے، اسے اشرف المخلوقات کا مقام مل جاتا ہے۔ "ربنا" ایک خوب صورت کتاب ہے جسے بار بار پڑھنے کو چاہی جاتا ہے۔

(نامک صدف)

حکایتِ صالح

جو تقدیر میں نہیں جس کی نہیں کوئی خبر
اس کی تصویر بناؤں میں قلم سے کیونکر
وہ خیالوں میں اتر جائے تو واسع کیسا
چند لفظوں میں سما جائے تو جامع کیسا
جس کے ایک نام کو سنام سے تعبیر کریں
جس کے ایک حرف کو سو ضلک سے تحریر کریں
وہ بحرِ سبحان بھی، رحمان بھی، برضیان بھی ہے
وہ بحرِ دیان بھی، سخاں بھی، منان بھی ہے
عرشِ والا بھی وہی، رُحبتِ الاُعلیٰ بھی وہی
زود آمد بھی وہی، یحییٰ والا بھی وہی
اُس کی تحریف مُسمد کے سوا کون کرے۔

ادیب رائے پوری (کراچی)

حکایتِ صالح

خدا یا تو ہر دل میں جسد و نما ہے
ترے نور کی دو جہاں میں ضیا ہے
ہر نئے خلق کون و مکان حرفِ کن سے
دو عالم کا خلاقِ ترا سے خدا ہے
جو تیسرے ہوا ہے وہ تیرا ہے یا رب
الہی تو ہی خالقِ مابوا ہے
عبادت کے لائق فقط ذاتِ تیسری
نہیں کوئی معبودِ تیسرے سوا ہے
اَحَدٌ تَوَحَّدهُ تَوَ اَنَالٌ تَوَ اَبَدٌ تَوَ
تو ہی حقیقت و قیوم ہے کبریا ہے
ہے محتاجِ بندوں کو تیسرا سہارا
تو حاجتِ روا ہے تو عقدہ کشا ہے
مدینے میں صابر کا مدفن ہو یا رب
یہی تجھ سے اک اشہری النجا ہے

صابر بریلوی (کراچی)

نعت لائبریری

نعت اور سیرت کے موضوع پر ایک عظیم لائبریری کے قیام کا منصوبہ زیر عمل ہے۔ اس میں نعت اور سیرت رحمت ہر عالم علیہ وآلہ وسلم کی مرزاں کی کتابیں اور رسالے ہوں گے تاکہ اس موضوع پر تحقیق کرنے والوں کو سہولت ہو۔

بنی احباب کے پاس نعت اور سیرت کے موضوع پر کوئی کتاب ہوا اور وہ یہ کتاب یا اسکی فوٹو سیٹ نعت لائبریری کو عطا فرمادیا جائے تو ہمارا نعت میں ان کے نام کے اعلان کے ساتھ شکرگزاری کے شدید احساس سے وہ کتاب رکنا میں لائبریری میں رکھی جائے گی۔ اگر کوئی صاحب سو یا سو سے زیادہ کتابیں لائبریری کو دیں گے تو ہر کتاب پر ان کے نام کے علاوہ ان کا علا کردہ ذخیرہ کتاب ان کے نام سے منسوب کر کے علیحدہ رکنا جائیگا۔

نعت لائبریری کا آغاز ایڈیٹر نعت کی علا کردہ ۴۹ کتابوں سے کیا گیا ہے۔ کتابیں یہ ہیں حمد و مناجات، ہلالِ حرم، معراجِ مصطفیٰ، جانِ رحمت، عبودیت، پیامِ مغفرت، سونے حرم، نورِ ازل، بختِ برحق، دعا، حُسنِ کام، جامِ طہور، ہجرِ گند، چراغِ طور، نشانِ مصطفیٰ، حدائقِ بخشش، نعتِ محلِ رکعت، مسلسل نعتوں کے گلاب، رسولِ کائنات کی نعتیں اور سلام، پیامِ نوح، وسیلہ، نورائے طہوری، جنتِ جمیعِ خصال، شمعِ حبیب، ماہِ ذی القعدة، تعمیرِ کمالِ محبت، سراجِ انیس، نورِ انوار، تقاریر، نورِ داغ، رحمتِ نشان، دیکھتے تیری شان، راقبِ قصوری، دیاں نعتاں، ارغوانِ نعت، شہرِ خدا سے دیاری، ہرانی نسیم، جلد سوم و درخشاں، ذکرِ کربلا، حدیثِ شوق، نعتاں، دہائی، نعتِ خاتم النبیین، مدحِ رسول، اکریمِ رحمت، نعتِ حافظ، اعادیت اور معاشروہ، صحیح بخاری، صحیح مسلم، میرے سرکار۔

تسلیم الدین احمد

انچارج نعت لائبریری

نعت لائبریری

بہت حسین ہے دکش ہے یہ جہاں تیرا
میں کس زبان سے کروں اسے خط بیاں تیرا
ترے کرم نے ہمیں کتنی نعمتیں دی ہیں
ترے کرم سے ہی آباد ہے جہاں تیرا
ترے کرم نے ہمیں منزلیں دکھائی ہیں
کہ ہم نے پایا ہے ذروں میں بھی نشان تیرا
جھکے گدا بھی شہنشاہ بھی ترے در پر
بہت بلند جہاں میں ہے آستان تیرا
جہاں سے میں نے زمانے کی ہر خوشی پائی
میں کیسے چھوڑ دوں یا رب یہ آستان تیرا
بڑا وقار ہے تیری زمین کا یا رب
بہت عظیم ہے یا رب یہ آسمان تیرا
ہر اک بشر کی زبان پر ہے بس ثنا تیری
کہ ذکر سے نہیں خالی ہے یہ جہاں تیرا
ترے حبیب سے اُمت کا ہے ہر دم قائم
بنارِ رسول کی خاطر یہ سب جہاں تیرا

محبتِ خاصِ بگشتہ (کراتے)

حمزہ ربانی تعالیٰ

حمزہ ربانی تعالیٰ ہے سزاوار خدا نے دو جہاں
جس کا ذکر پاک ہے و سچ قرار قلب و جہاں
انضباط کائنات اک حرف کن سے کر دیا
انضباط و علم کا خالق کون ہے اُس کے سوا
اگ کو قدرت عطا کی ہے ، روانی آب کو
پھول کو رنگت تو کز بہت گلشن شاداب کو
اُس کے جلوں کا ہے منظر بہ جہاں کن فکاں
بے نشان خود ہے ، نشان اُس کے میں عالمیں عیاں
ابن آدم کے لیے کر دی مسخر کائنات
سب علوم اُس کو سکھائے از پے عرفان ذات
ہیں نمایاں اُس کی قدرت کے کرشمے دہر میں
زندگی امرت کو دی ہے ، موت ڈالی نہر میں
شکر اُس کی نعمتوں کا کیا ہو بندوں سے ادا
بیکراں رحمت ہے اس کی ، غفلت ہے بے انتہا
اُس کی عظمت کو پہنچ سکتے نہیں فکر و خیال
اُس کا ہے ذکر مقدس ماورائے قیل و قال
جس طرح بے مثل ہے محمود رب ذوالجلال
ہے جیت اُس کا جہاں میں ہے نظیر و میناں

حمد و نعت

(حصہ دوم)

نعت کیا ہے

نعتِ رسول ﷺ

مریضِ عشقِ نبی کی دوا ہے نعتِ رسول
 کلیم کی کہیں اس میں کوئی کلام نہیں
 دکھائی دیتا ہے جس میں جلالِ مصطفویٰ
 شعورِ حمدِ شفا کے نبی سے ملتا ہے
 ندا کو بھائی جو محبوب کی ثنا کے لیے
 یہ جس کے نور سے کون و مکان منور ہیں
 مری زبان کی معراج ان کا ذکرِ جمیل
 میں بھیک نور کی دیتا ہوں چند تاروں کو
 کہو بہاروں سے اکرمیٹ لیں خوشبو
 ہے جبریل سے اونچی جو فکر کی پر از
 علاجِ دردِ پیامِ شفا ہے نعتِ رسول
 کلام، بعدِ کلامِ خدا ہے نعتِ رسول
 کمالِ حسن کا وہ آئینہ ہے نعتِ رسول
 چراغِ منزلِ عشقِ خدا ہے نعتِ رسول
 کلامِ حق کی وہ دلکش آوا ہے نعتِ رسول
 اسی چراغِ حرم کی ضیاء ہے نعتِ رسول
 مرے کلام کا اعزاز یہ ہے نعتِ رسول
 مرے شعور میں جلوہ نما ہے نعتِ رسول
 کہ میرا ناطقہ ممکا رہا ہے نعتِ رسول
 تری یہ طبع رسا کو عطا ہے نعتِ رسول

نصیب ہوتی ہے ذکرِ رسول سے احث
 مری مراد مرا مدعا ہے نعتِ رسول

سید راحت حسین نقوی راحت (لاہور)



منزلِ امیرِ علیؑ رسولِ اللہ ﷺ

نعت

نعت سرکار مرے درد کی پہچان بھی ہے
میری بخشش کا سرخشر یہ سامان بھی ہے
میں نے فرقت میں حضوری کا فرمایا ہے
میرا اظہار مرے درد کا دران بھی ہے
نعت سے مجھ کو سلیقہ ملا گویائی کا
اپنے آئین عقیدت کا یہ اعلان بھی ہے
ان کے ناموس کی عظمت پہ تصدیق ہوں گے
اپنے آقا سے غلاموں کا یہ پیمان بھی ہے
نعت کو شانِ عظمیٰ دگر شفاعت کیسے
ہم پہ سلطانِ درد عالم کا یہ احسان بھی ہے
میں نے پکوں پہ ستارے سے ابھرتے دیکھے
مدحِ سلطانِ جہاں رفعتِ وجدان بھی ہے
نعت و مدحت کی ہے حقداً فقط ذاتِ ہی
عینِ قرآن ہے جو صاحبِ قرآن بھی ہے
شاعر و مدحتِ آفتاب میں یہ ملحوظ ہے
جو بھی کہتے ہو وہ سرکار کے شایان بھی ہے
نعت ہے حکمِ الہی کی سراسر تعمیل
یہ ہے ایمانِ رضا، ثنّتِ حسان بھی ہے

پروفیسر محمد اکرم رضا (گوجرانولہ)

قرآن مجید میں نعت

راہِ اسبند محمودہ

سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ السلام والصلوة کی نعت کے جن پہلوؤں کا
اظہار ہم اُمتیوں سے ہوتا ہے اس کا آغاز کب ہوا؟ سرکارِ مَدحت کس کی ثنّت
ہے۔ خداوندِ قدوس و حکیم نے اپنے محبوبِ پاک صاحبِ لولاک کے بارے میں
اُمّ الکتاب میں کیا کچھ فرمایا ہے۔ اس لفظِ نظر سے سورہ اہل عمران کو دیکھیں تو معلوم
ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کتاب و حکمت سکھانے اور لوگوں کو پاک فرمانے والے
رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کو اہل ایمان پر اپنا احسان گردانتا ہے۔ پھر
ہم اس احسان پر اپنے حسن کا شکر یہ کیوں نہ ادا کریں اور خدا ہی کے حکم سے مطالبی
تحدیثِ نعت کے طور پر اپنے محبوبِ کائنات کے محبوب، خالق کے محبوب صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعریف و ثناء میں تر زبان سے کیسے باز رہیں۔

غالب نے کہا تھا
ہر کس قسم بدانچہ عزیز است، می خورد
سو گند کردار بجانِ محمّد است
میں نے بھی غالب سے اس شہرت میں استفادہ کیا ہے:

قسم اس چیز کی کھاتے ہیں جو ہر شے سے پیاری ہو
تو پھر خالق نہ کھاتا آپ کی جان کی قسم کیونکر!
مگر اللہ حکیم نے صرف سورہ حجر میں ”لعمرك“ کہہ کر محبوب کی جان کی قسم پر
اکتفا نہیں کیا، اُسے حضور کی ہر چیز پیاری ہے۔ چنانچہ اس نے سورہ بلد میں اس
شہر کی بھی قسم کھائی ہے جس میں اس کے محبوب تشریف فرما ہیں۔ پھر اس نے حضور

کے باپ و حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قسم کھانی اور ساتھ ہی حضرت ابراہیم کی اولاد یعنی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قسم کھانی۔ شیخان اللہ کیا انداز ہے۔ ہر پھر گزرتا اس کے محبوب ہی تک آتی ہے۔ سورۃ نساء کو دیکھئے۔ اللہ جل شانہ کھانی قسم کھانی ہو تو بھی ”اپنے محبوب کے رب کی قسم کھاتا ہے۔ کسی نے جنت کے پر انداز دیکھے ہیں!

خداوند کریم سے حضور کو بشر نذر پر اور شاہد بنا کر بھیجنے کا اعلان کیا، تو ساتھ ہی اعلان کیا کہ اگر خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور حضور کی تعظیم و توقیر کی ہدایت کی۔ (سورۃ الفتح) مقصد یہ ہے کہ اگر خدا اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ گے اور حضور کی تعظیم و توقیر سے روگردانی کرو گے تو جہنم میں جاؤ گے۔ اور ساتھ ہی شاہد بنا کر بھیجنے کا اعلان کیا کہ تم ایمان لاتے ہو یا نہیں، ان کی تعظیم و توقیر میں کوئی کمی تو نہیں کرتے حضور اس کے گواہ ہیں۔

خانی و ملک نے سورۃ الحجرات میں حضور کی تعظیم کے ایک پہلو کی نشاندہی یوں کی ہے: **یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ** کہ نہ بڑھو، اپنی اذانیں آئی الکی آواز سے اُٹھ کر نہ چلے دو، ان کی بارگاہ میں چلا کر بات نہ کرو، یعنی اگر کوئی اس کا مرتکب ہوگا تو وہ اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنے کا مجرم ہوگا۔ اللہ اکبر!

سورۃ نور میں بھی یہی کہا گیا کہ جس طرح تم ایک دوسرے کو آپس میں پیکارتے ہو، اس طرح حضور کو پیکارنے کی جرأت نہ کرنا یعنی سرکار تم جیسے نہیں ہیں، ان کا ادب کرو ان کی تعظیم کو شعار کرو کہ رہیں دنیا کی بھلائی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ سورۃ بقرہ میں تہریاں تک ہے کہ کوئی ایسا لفظ جس کو بگاڑ کر اس کے ایسے معنی نکالے جاسکتے ہوں جو حضور کے مرتبے اور شان کے منافی ہوں یا اس سے فروتر ہوں، اس لفظ کو ادا کرنے سے مکافہ روک دیا گیا ہے۔ منافقوں نے حضور کو ”راغبنا یا رسول اللہ“ کہا۔ راغبنا کے معنی منافقت کی نظر میں ”ہمارے چرواہے“ کے تھے۔ اللہ نے حکم دیا کہ کوئی شخص اب حضور علیہ السلام

کو اس لفظ سے مخاطب کرنے کی جسارت نہیں کرے گا۔ ”انظرنا“ کہے گا نظر کر کے دیکھنا کرے گا حضور علیہ السلام کی زندگی میں بھی اور بعد میں بھی کچھ لوگ انہیں ”چرواہا“ کہہ کر اپنی منافقت کی جس کڑسکیں پہنچانے کی کوشش کرتے رہے۔ اللہ کریم نے اس آیت میں ایسے لوگوں کو کافر کہا ہے اور ان کے لیے عذاب الیم کا اعلان کیا ہے۔

سورۃ الاحزاب میں خداوند تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وہ اور اس کے فرشتے رسول کریم علیہ النبیۃ والسلام پر درود بھیجتے ہیں۔ پھر اس نے مومنوں کو حکم دیا کہ وہ بھی حضور پر درود و سلام کے پھول پھجھا کر کریں، اگر کوئی شخص خدا کی اس بات کو نہیں مانتا۔ یہ کہتا ہے کہ خدا کا حضور پر درود بھیجنا کافی ہے، وہی کچھ جتنا رہے، وہ خدا کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ سرکار نے ایک جھگڑے کا فیصلہ حضرت زبیرؓ کے حق میں دیا تو دوسرے فریق کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضور نے قرابت کی درجہ سے حضرت زبیرؓ کی رعایت کی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے رب کی قسم کھا کر کہا کہ آپس کے جھگڑے میں حضور کو حکم نہ ماننے والے اور اپنے دلوں میں حضور کے فیصلے کے بارے میں رکاوٹ پانے والے مسلمان نہیں ہیں۔ اسی سورت میں فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں وہ اپنے آقا کے حضور حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی مانگیں۔ پھر حضور ان کی شفاعت کریں۔ یہ مراحل طے ہو گئے تو اللہ ضرور توبہ قبول فرمائے گا اور مہربانی فرمائے گا۔ یعنی مسلمانوں میں سے جو بھی غلطی کرے، پہلے آقا کی حضور کی منازل طے کرے، پھر اللہ سے معافی مانگے اور سرکار بھی ایسا چاہیں تو خدا اپنے رحیم اور توأب ہونے کی صفات کا مظاہرہ کرے گا۔

آل عمران میں ہے کہ جو شخص اللہ سے محبت کرنے کا وعدہ کرے، وہ پہلے حضور کا فرمانبردار ہو۔ ان کی اتباع کرے۔ اگر ایسا ہوگا تو اس کی محبت کی قبولیت یوں ہو گی کہ خدا اس کو دوست بنائے گا اور اس کے گناہ بخش دے گا۔ ایک دفعہ کہا غیبت کا مافی تقسیم فرما رہے تھے تو ایک شخص نے تقسیم میں عدل و انصاف کی بل بوتائی

کرائی۔ حضور نے فرمایا کہ اگر میں بھی انصاف نہ کروں گا تو پھر دنیا میں منصف کون ہوگا۔
اس پر سورہ توبہ کی آیت نازل ہوئی جس میں کہا گیا کہ خدا اور اس کے رسول کے دینے پر راضی ہونا ہی اچھا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے دینے کو کافی سمجھنا چاہیئے۔
خداوند لا یرال نے سورہ مائدہ اور سورہ نساء میں حضورؐ کو فتح منجھنے کے لئے اللہ علیہ وسلم
کی آمد کو نوید کیا اور فرمایا ہے۔ سورہ انفال میں حضورؐ کا جنگ بدر میں دشمنوں کی طرف
پھینکی ہوئی تلکڑیوں کی مٹھی کو اپنا فعل قرار دیا ہے۔ علامہ اقبالؒ مفہوم "عبودہ"
کی وضاحت ہیں کئی شعر کہنے کے بعد اپنی بے ہضاعتی کا اعلان کرتے ہوئے قرآن کی اکی
سورت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں کہ مفہوم عبودہ کی وضاحت اسی مقام سے ہو
سکتی ہے۔

سے مدعا پیدا نہ کرو و زین دو بیت
تمائز بین از مستم "کامر مہبت"

خدا تعالیٰ خود رؤف و رحیم ہے۔ اس نے سورہ توبہ میں حضورؐ کو بھی "المومنین
رؤف و رحیم" کہا ہے۔ سورہ انفال میں کہہ دیا ہے کہ جب تک حضورؐ مسلمانوں میں موجود
ہیں، خدا انہیں عذاب نہیں دے گا۔ خالق خود رب العالمین ہے، اس نے اپنے
محبوب کو رحمتہ للعالمین کہا ہے (سورہ انبیاء) یعنی جن کو اللہ پالتا ہے، جن کا وہ
پروردگار ہے، رب ہے، ان کے لیے حضور رحمت للعالمین ہیں۔ حضورؐ نے صحابہ کرامؓ
کو غزوہ تبوک کے لیے چلنے کا حکم دیا تو بعض حضرات نے عرض کیا کہ ہم ماں باپ سے
پرچھ لیں۔ اس پر وہ آیت نازل ہوئی جس میں کہا گیا تھا کہ حضورؐ تمہاری جانوں کے
تم سے زیادہ مالک ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ کا پیغام اپنی پھر بھی زیاد
حضرت زینب بنت جحش کے لیے دیا۔ انہوں نے حضرت زیدؓ کے غلام ہونے
کے باعث اور اپنے قریش ہونے کی وجہ سے یہ پیغام قبول نہ کیا تو سورہ احزاب

کی وہ آیت نازل ہوئی جس میں واضح کر دیا گیا کہ تمہاری جانوں یا مال یا کسی اور مسئلے
میں جو کچھ اللہ اور رسول حکم دیں، اس میں دخل دینے کا کسی کو حق نہیں، اس پر
سر جھکنا ہی ایمان کی نشانی ہے یعنی مسلمانوں کی زندگیوں پر ان کے حالات پر غور
نہت رہیں، جو چاہیں فیصلہ دیں۔

حضورؐ پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کو خدا نے عظیم فرمایا ہے، حضورؐ کے
ذکر کو بلند کرنے کا اعلان کیا ہے۔ خدا کے محبوب نے چاہا کہ بیت المقدس کے
بجائے کعبۃ اللہ دوبارہ قبلہ بن جائے اور چونکہ حضورؐ کی چاہست خدا کے حکم کا وہ
اختیار کر لیتی تھی، انہوں نے بار بار آسمان کی طرف سر مبارک اٹھا کر دیکھنا شروع کیا
کہ ابھی تک میری خواہش کو وحی کی شکل کیوں نہیں دی گئی تو اللہ عزوجل نے فرمایا
"ہم آپ کا بار بار آسمان کی طرف مڑ کر نا دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ ابھی منہ مسجد حرام
کی طرف پھیر لیں"

سے خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضا ہے محمدؐ

منافقین اپنی مجلسوں میں محبوب کبریا علیہ التیجۃ والثناء پر طعن کیا کرتے تھے
اور جب مسلمانوں میں آتے تو اس سے انکار کرتے اور قسمیں کھا کھا کر اپنی بریت کا
اظہار کرتے۔ اس پر خدا نے کہا کہ مسلمانوں کے سامنے قسمیں کھا کھا کر انہیں راضی کر
والے منافقین کے لیے بہترین تھا کہ خدا اور رسول خدا (جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم)
کو راضی کرتے۔ کیونکہ ایمان والے تو خدا اور رسول کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ پھر خدا
نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالفوں کے لیے جہنم کی آگ تیار ہے اور یہی
آگ ان کا مقدر ہے (توبہ) یہی حکم اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ نساء میں دیا ہے کہ
حق کا راستہ واضح ہو جانے کے بعد مسلمانوں کی راہ سے اٹھا ہوا کر چلنے والا وہ ہے
جو رسول کا مخالف ہے، ان کے خلاف چلتا ہے، ہار گاہ مصطفیٰؐ سے راندہ ہوا ہے

اور خدا سے دوزخ میں داخل کرے گا۔ خدا نے اپنے محبوب کے مخالفوں کو کہیں
 ہاتھ توڑنے کے کرنے دیئے ہیں (سورہ اہلب) اور کہیں ان کے "بعد ذالک زعم"۔
 ہونے کا اعلان کیا ہے۔ (سورہ القلم)

اللہ کریم ہیں اپنی سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے دینی ہم اس کے محبوب
 کی نعت کہیں، ان کے ذکر پاک سے اپنی محفلوں کو پُر نور بنائیں۔ ان کی تعظیم و توقیر
 کریں، ان کے مخالفوں کے خلاف غیرد آزار دیں۔ کہ یہ خدا کا حکم ہے، یہی اس کا
 عمل ہے اور یہی ایمان کی بنیاد ہے۔

صحابہ کرام اور نعت

یزوفیہ محمد حسین آسٹری

ایمان کی روح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور جذبہ محبت کی
 اہم علامت ذکر محبوب کی کثرت ہے جس کو اپنے محبوب سے جتنا پیار ہوگا وہ اس کے
 بستے ہی گن جائے گا۔ ظاہر ہے پتلی ایمان تزکیہ قلب اور تقویٰ و طہارت میں نعت
 کا کوئی فرد بھی کسی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور
 ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جن بلندیوں کو صحابہ کرام نے چھوا ہے، دوسرا ان کا
 تقویٰ تک نہیں کر سکتا۔ ذرا غور فرمائیے آج جس محبوب کریم علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ
 والسلام کا محض ذکر خیر سن کر بیٹوں میں آتش شوق بھڑک اُٹھتی ہے، کھلی آنکھوں سے
 اس کا دیدار کرنے والے سوز عشق کے کس مقام پر ہوں گے۔ شیعہ رسالت کے
 ان پر والوں نے راہ محبت میں جو مشکلات برداشت کیں، جس انداز میں تن من و جن
 کی بازی لگائی اور محبوب کے نام پر جو رجحان کی گھٹاؤں کا مقابلہ کیا، تاریخ عشق
 کا سب سے زریں باب ہے۔ آج ہم نعت پڑھتے ہیں تو اس کی گونج منبر و محراب
 کے اس پاس تک محدود رہتی ہے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سفر و حضر میں
 تیغوں کے سائے میں، خاک و خون میں لوٹتے ہوئے اور تختہ دار پر بھی سوار ہو کر
 نعت حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ترانے گائے اور کسی قسم کی مصلحت کو
 ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حائل نہیں ہونے دیا۔

نعت کیا ہے؟ نغمہ پر کیفیت روحانی ہے نعت

نعت کیا ہے؟ اہل حق کی زمزمہ خوانی ہے نعت

نعت کیا ہے؟ ایک آہنگ صداقت روح کا

نعت کیا ہے؟ نغمہ سارِ عقیدت روح کا

رئیس اسرارِ ہوی (دکراچی)

نعت خوانوں کی عزت افزائی

حضور مہربان عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کوئی نعت خوانی کرنا تو آپ طرح طرح سے نوازتے، واجب القتل لوگوں کو نعت کے حوالے سے معافی ملی۔ بعض کو خواجہ کوہین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خاص چادر مبارک، جس کے برصاگے میں جنتوں کے خزانے چھپے ہوئے تھے، عطا کر دی۔ وہ بھی ہیں جنہیں دعاؤں سے نوازا اور اس طرح ان کے دین و دنیا کو سنوارا۔

چند نعت گو حضرات

ظاہر اسلام کے وقت عرب کی سرزمین شعر و شاعری کے ہنگاموں سے گونج رہی تھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا رخ توحید و رسالت کی طرف پھیر کر اس کا دامن حمد و نعت سے بھر دیا۔ اس سلسلے میں صحابہ کرام کے علاوہ اہل بیت اطہار کے بہت سے افراد اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی دفعتاً وقتاً اپنے محبت بھرے جذبات کا اظہار شعر و سخن کے پیرائے میں کیا۔ نعت گو صحابہ کرام میں جن حضرات کے نام بہت نمایاں ہیں، وہ ہیں حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، مگر جو شہرت و سعادت سینا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی وہ کسی دوسرے کو بیسر نہیں ہو سکی۔ آپ کو بجا طور پر شاعر دربار رسالت شاعر رسول کہا جاتا ہے۔ سرکارِ بدو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے منبر لگوانے اور نعت پڑھنے کی تلقین فرماتے، چنانچہ بخاری شریف میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْخَرُ بِحَسَانِ ابْنِ ثَابِتٍ جَسَدًا فِي الْحَسْبِ جِدَّ يَنْتَرِ عَدَابَتَهُ فَإِذَا مَآئِفًا خَسِرَتْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ لَأَلْفَ كَيْفَ يَتَذَكَّرُ حَسَانُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَافَحَ أَوْ فَنَّا خَرَعَتْ رُسُلُ اللَّهِ

ترجمہ دُعا المومنین، حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر رکھتے، وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور کی جانب سے مدافعت یا مخالفت کرتے۔ حضور فرماتے بے شک اللہ تعالیٰ حسان کی مدد جبریل سے فرماتا رہتا ہے جب تک وہ رسول اللہ کی طرف سے مدافعت یا مخالفت کرتا رہتا ہے۔

کس قدر اونچا مقام ہے اس شخص کا جس کی نعت خوانی کے لیے خود محبوب خدا حضور شہنشاہ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء یہ اہتمام کرتے ہیں۔ وہ دوست جو نعت کو قطعاً غیر ضروری قرار دیتے ہیں، انہیں حضرت حسانؓ کے اس اعزاز پر غور کرنا چاہیے۔ قرآن حکیم رب العالمین کا کلام ہے اور اس کے ایک ایک حرف پر نیکیوں کے انبار لگ جاتے ہیں لیکن یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قاری کو بھی یہ عزت دی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اجمالاً یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص نعت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں رطب اللسان ہو روح القدس یعنی حضرت جبریل علیہ السلام کا فیضان اس کے شامل حال ہوتا ہے۔

مضامین نعت

اردو، فارسی یا پنجابی نعتوں پر غور کریں تو معلوم ہوگا ان میں ہر ایسا مضمون موجود ہے جس کا تعلق شان رسالت کے ساتھ ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مبارک، حسب و نسب، حسن بے مثال، پاکیزگی، کردار، معجزات و کمالات، تصرفات، اختیارات، وسیع علوم غیبیہ، عالمگیر شہادت، واقعات جہاد، تہذیب نائی، جود و سخا، لطفت و عطا، عفو و حلم، صبر و استقلال، توسل و شفاعت

قرآن پاک کے فضائل، اسلامی انقلاب، دین حق کی خصوصیات و برکات، مناقب صحابہ کرام و اہل بیت اطہار اور گستاخان و منکرانِ شریعت، سرکشی و غیرہ سب پر کچھ اشعارِ نعت میں موجود ہیں۔

اگر ہم صحابہ کرامؓ کے کلامِ نعت کا مطالعہ کریں تو اس میں بھی یہی مضامین نظر آتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور کی نعت دراصل انہی اخلاص کے پیکروں کے انداز فکر کا عکس ہے۔ گنجائش کم ہونے کی بنا پر اس تحریر میں صرف چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

میلادِ مبارک

حاکم دہری میں ہے کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ کچھ آپ کی مدح کروں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہو، اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سالم رکھے۔ انہوں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے:

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتُ فِي الْفَلَاحِ فِي مَسْئَلَةٍ حَبِثَتْ تُخَصِّصُ الْقَوَى
تَوَهَّبْتُ الْبِلَادَ وَلَا تَبْشُرُ أَنتَ وَلَا مَصْفَقٌ وَلَا عِلَقٌ
بَلْ نَطَقْتُ تَوَكُّبَ الْمُسَافِرِينَ وَقَدْ أَلْجَسَ نَسْرًا وَأَهْلَكَ الْفَرَقَ
مُنْقَلٍ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رَجِيمٍ إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقُ
وَرَدَتْ نَارُ الْخَبِيلِ مُمْكِنَتُهُمَا فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَخْبِرُ
حَتَّى اخْتَوَى بَيْتُكَ الْأَمِينُ مِنْ جُنُودٍ، عَلَيْهِمُ نَحْتُمَا الشُّطْرُ
وَأَنْتَ لَمَّا وَرَدْتَ، أَسْأَلُ قِتْلًا أَرْضُ وَصَالَتِ بَعْدَ ذَلِكَ الْقَوَى
فَتَحَنَّنْ فِي ذَا اللَّيْلِ الْوَحْيَاءِ وَفِي النَّوَى مَرَّةً سُبُلَ الشَّرِّ شَادَ وَخَشِرُ

ترجمہ: (۱) آپ (دنیا میں تشریف لانے سے پہلے مخصوص جنتی) سایوں میں تھے اور اس منزلِ مخصوص میں (طوبہ گرا) تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا۔ (حضرت

آدم علیہ السلام کے واقعے کی طرف اشارہ ہے)

(۲) پھر آپ بلا یعنی زمین پر اترے اُس وقت نہ آپ بشر تھے نہ گوشت پوست اور نہ جما ہوا خون۔

(۳) بلکہ وہ آپ معافی جو کشتی پر سوار تھا جبکہ غرقِ طوفان نے بتِ نسر اور اس کے پوجنے والوں کو ڈبو دیا۔

(۴) آپ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے (اور یوں) ایک عالم کے گزرنے پر دوسرا طبقہ ظاہر ہوتا رہا۔

(۵) آپ آتشِ خلیل علیہ السلام میں (بھی) چھپے چھپے داخل ہوئے (چنانچہ) آپ اُن کے صلب میں تھے تو وہ کیونکر جلتے۔

(۶) تا آنکہ آپ کا محافظہ عظیم الشان گھرانہ ہوا جو بلائے مرتبہ خدوت سے متعلق ہے باقی سب طبقات اُس کے تحت ہیں۔

(۷) اور جب آپ پیدا ہوئے آپ کے نور سے زمین جگمگ اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے۔

(۸) تو (اب) ہم اسی ضیاءِ نور میں ہیں اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں۔

حُسنِ بے مثال

نثر و نظم میں اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرکار کے حُسنِ بے مثال پر جو کچھ کہا اس کی صرف دو مثالیں عرض خدمت ہیں:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

لَسْتُ شَمْسٌ يَلُوفُ فِي شَمْسٍ وَشَمْسٌ فَوْقَ مِثْلِ شَمْسٍ
الشَّمْسَاءُ وَشَمْسُ الشَّامِ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرِ شَمْسِ تَطْلُعُ
بَعْدَ الْغِيَاءِ

ترجمہ: ایک جہاں سورج ہے اور ایک دنیا کا سورج ہے۔ ہمارا سورج آسمان

کے سورج سے ارفع و اعلیٰ ہے، لوگوں کا سورج فخر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور مغرب کے بعد غروب ہو جاتا ہے مگر ہمارا سورج عشا کے بعد (بھی) چمکتا رہتا ہے شاعر بارگاہ رسالت حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے

محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں ا

وَ اَحْسَنَ مِنْكَ لَوْ نَرَا قَطْعًا عَيْنِي

وَ اَجْمَلَ مِنْكَ لَوْ تَلَدْنَا نِسَاءً

خُلِقْتَ مُتَبَرِّجًا مِنْ كُلِّ عَذِيبٍ

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ :- یا رسول اللہ آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور (بلکہ) آپ سے زیادہ جلیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں، گو یا آپ کو یوں پیدا کیا گیا، جیسا آپ چاہتے تھے۔

حضور کی بے مثل وفا و عطا و علم

مشہور صحابی حضرت مالک ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،
مَا رَأَيْتُ فِي آيَةٍ وَلَا سَمِعْتُ بِشَاحِدٍ فِي النَّاسِ كَلِمَةً مُخَصَّصَةً
أَوْفَى وَأَعْطَى لِلْحَقِّ بَلِّغَتُهُ مِثْلًا يُعْطَى عَمَّا فِي يَدِهِ

ترجمہ :- میں نے تمام جہان کے لوگوں میں حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ دیکھا نہ سنا۔ سب سے زیادہ وفا کرنے والے اور سب سے زیادہ سائل کو عطا کرنے والے اور جب تو چاہے تجھے کل یعنی مستقبل کی خبر دینے والے۔ حدیث پاک میں ہے کہ قَالَ لَهُ خَيْرٌ وَ كَسَاهُ حُلَّةً یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمات خیر فرمائے اور خود حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

حَلَّهٖ بِهِنَا (الاصابع: ۳)

جناب ابوطالب کے درج ذیل اشعار نعت صحابہ کرام میں زبان زد عام و خاص تھے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اڑھ پندرتھے۔

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْعَمَامُ بِوَجْهِهِ

رَحْمَالُ الْيَتَامَى وَصَمَّةٌ إِلَّا كَامِلٌ

تَلَوُذٌ بِدَاكِمُكَ مِنْ آلِ هَاشِمٍ

فَهُمْ وَبِئْسَ ذَا فَرْقٍ بَعْضُهُمْ فَوْقَ آخَرٍ

ترجمہ :- یہ گور سے رنگ والے وہ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ ان کے چہرہ مبارک کے صدقے سے بادل کا پانی مانگا جاتا ہے، یتیموں کے جائے پناہ، بیواؤں کے بھائی، بنی ہاشم تباہی کے وقت ان کی بارگاہ میں آتے ہیں اور ان کے پاس نعمت و فضل بکثرت پاتے ہیں۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے شدید قحط سال کی فریاد کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کچھ اشعار عرض کئے، آخری شعر یہ تھا:

وَأَكْيَسَ لَنَا إِلَّا إِلَيْكَ فِرَارُنَا

وَأَكْبَرُ فِرَارًا لَخَلْقٍ إِلَّا إِلَى الْمُسْلِمِ

ترجمہ :- اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت کے وقت بھاگ کر جائیں اور مخلوق کو رسولوں کی بارگاہ کے سوا جائے پناہ اور ہے ہی کہاں؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی سے منبر پر جلوہ افروز ہو کر اپنے رب عزوجل سے بارش کی دعا کی۔ ابھی ہاتھ مبارک جھکے نہیں تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں سے اُترا۔ اب بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یا رسول اللہ ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلَيْدَتَا لَعَنَتَا جَارِئِے كَرْدِسْ، ہم پر نہ برس۔ فوراً بادل مدینے پر سے کھل گیا، اُرد گرد گھرا بار بار یہ ملاحظہ فرما کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے کہ

دنیا مبارک ظاہر ہو گئے۔ اور فرمایا، اللہ کے لیے ہے خوبی، ابو طالب زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ کون ہے جو میں ان کے اشعار سناؤں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے یہی دو شعر سنائے حضورؐ نے فرمایا، یاں یہی شعر چاہتا تھا۔

حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں استغاثہ و فریاد

غزوہ خین میں بنی ہوازن قیدی بنائے گئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سدا ان قیدی کی ترجمانی کرتے ہوئے قیدیوں کی آزادی کے لیے یوں فریاد کی:

أَمْسِنُ عَلَى سُلَيْمٍ قَدْ غَاثَهَا قَذَرٌ مُسْتَكْبِتٌ كَسَمْعِهَا فِي دَهْرٍ هَارٍ غَايِرٌ
فَاِنَّكَ الْمَسْرُورُ تَرْتَجُوهُ وَتَدْخِرُوهُ

ترجمہ یا رسول اللہ ہم پر احسان فرمائیے کیونکہ حضور ہی وہ شخصیت ہیں جن سے ہم امیدیں وابستہ کریں اور ذخیرہ بنائیں۔ یا رسول اللہ احسان فرمائیے اس خاندان پر جس کی تقدیر آج سے آئی، جس کی جماعت منتشر ہو گئی اور جس کے زمانے کی حالتیں بدل گئیں۔

غزوہ خیبر میں حضرت عامر بن ابوعبید رضی اللہ عنہ نے ذیل کے اشعار پڑھے:

أَلَيْسَ مَرَكُومٌ لَا أَتَى مَا أَهْتَدِينَا وَلَا نَهْتَدُ فَنَا وَلَا وَهْتَدِينَا
فَاَعْرِضْ فَنَدَاؤُكَ مَا بَقِيَتْ فَاَلْقَيْنُ سَبْكِنَا عَلَيْنَا
وَكُنْتَ الْاَفْخَا اَمَّا اَنْ لَا فِدَا وَ تَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْكُنَا

ترجمہ، خدا گواہ ہے اگر حضور آپ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ زکوٰۃ دیتے اور نہ ناز پڑھتے،

تو حضور ہم آپ پر خدا، جو ہمارے گناہ باقی ہیں انہیں بخش دیجئے اور ہم پر سکینہ نازل فرمائے اور جب دشمن سے ہمارا سامنا ہو ہمیں ثابت قدم رکھیے، ہم حضور کے فضل سے،

بے نیاز ہیں۔ (بخاری شریف)

یاد رہے نام قططانی نے بخاری شریف کی شرح ارشاد الاری میں تصریح فرمائی ہے کہ یہاں خطاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، خداوند کریم سے نہیں کیونکہ

کسی پر خدا ہونے کا معنی یہ ہے کہ اگر اس پر کوئی بلا یا تکلیف آئی ہے تو وہ اپنے اوپر پہنچ جائے اور اس کی محافظت میں اپنی جان کی بازی لگا دی جائے۔ اس صورت میں اللہ عزوجل اس کلام کا مخاطب کیونکر ہو سکتا ہے۔ آئندہ سے مقصود اس کے ہم پرک سے ابتداء کے کلام ہے، اسے پکارنا نہیں۔ ثابت قدم رکھنا اور سکینہ اتارنے سے مراد یہ ہے کہ ان کے لیے دعا فرمائیں۔

توحید و رسالت کی گواہی کا مفہوم اور طلب شفاعت

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو ایک قصیدہ نعت بھی نذر کیا جس میں مندرجہ ذیل اشعار بھی تھے:

فَا شَمِعْتُ اَرْسَ اللّٰهِ لَا زَيْبَ لِيَوْمَ قِيَامٍ
وَاِنَّكَ مَا مَوْجِعُ عَنْ كُلِّ غَايٍ
وَاِنَّكَ اَذْنِي الْكَرْمِ سِدْرِيْنَ شَفَاعَةً
اِلَى اللّٰهِ يَا اَبِي الْاَكْرَمِ مِثْلَ الْفَطَايِ
فَصُورُنَا بِعَيْنَا تَيْسَلُكُ يَنْتَحِيْنَ مُرْسَلٍ
وَاِنْ كَانَ فِيمَا جَاءَ شَيْبُ الدَّوَابِ
فَكُنْ لِيْ شَيْعًا نَّوْمُ لَدَا وَشَفَاعَةً
سَوَاءٌ لِيْ مَعْنَى عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ
ترجمہ، سو میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور بیشک آپ ہر غیب پر امین ہیں۔

اور بیشک سے ہندوگوں اور پاکوں کے طرزِ نذر ارجح ہے، آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب رسولوں سے زیادہ حقدار ہیں کہ کسی کی شفاعت کریں۔

تو اسے بہترین رسول، آپ کے پاس جو احکام آتے ہیں ان کا امر فرمائیں اگرچہ ان میں زلفوں کا بٹھکانا ہی کیوں نہ ہو۔

سو آپ اس دن میرے شفیع بنیں جس دن کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا۔ سواد بن قارب کو عذاب الہی سے بچانے والا آپ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔

روایت میں ہے، فَصَحَّحَكَ الْمَلَكُ مِنْ حَتَّى اَلَلَّكَ عَلَيْهِ وَاسْتَلَمَكَ حَتَّى مَكَثَتْ نَوَاجِدُ الْاَبْنَاءِ بِرَاشِدِ اسرار حضرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

خندہ فرمایا یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ (یعنی شرح بخاری جلد ۱۷)

عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

شاعر و رہبر رسالت حضرت سیدنا حسن بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَفَرَّ عَلَىٰ بِلْسَبْعَةِ خَالِكُمْ مِنْ النَّارِ مَشْهُدٌ يَكُونُ وَشَهِدًا
قَضَىٰ الْوَلِيُّ اسْمُهُ الْفَيْضُ اسْمُهُ إِذْ قَالَ فِي الْفَيْضِ الْمُؤَدِّي الْأَمْرُ
وَيَشْفَىٰ لَهُ مِنْ اسْمِهِ يُعْلَىٰ قَدْ وَالْعَرْشِ تَحْمُودٌ وَهَذَا مُحَمَّدٌ
يَعْلَىٰ أَتَانَا بَعْدَ بَأْسٍ وَقَدْ هَمَّ مِنَ الرُّسُلِ قَبْلَ الْوُثَانِ فِي الْأَرْضِ نَجْدٌ
ترجمہ: یہ وہ ہیں جن پر مہر نبوت لکھی ہے۔ اللہ کی طرف سے یہ شہادت ہے جو چھٹی ہے اور دیکھی جاتی ہے۔

اللہ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے نبی کا نام ملا رکھا ہے جب پانچ وقت مؤذن اُشہد کہتا ہے۔

اللہ نے ان کے اعزاز کے طور پر انہیں اپنے نام میں نکال کر نام دیا ہے چنانچہ عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔

یہ ایسے نبی ہیں جو ہمارے پاس ایک خوف اور رسولوں کے طویل وقفے کے بعد آئے ہیں اور اس وقت حال یہ تھا کہ زمین پر بُت پوجے جا رہے تھے۔

نعت کے بعد حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و انقلاب کی بات کر کے محمد خداوندی کی طرف رُخ کرتے ہیں:

وَأَشَدُّ دَنَا شَأْنًا وَيَشْرَحُ جَنَّةً وَعَلَّمَكَ الْوَيْلَ سَلَامًا فَاِنَّكَ تَحْمَدُ
وَأَمَّا إِلَهُ الْخَلْقِ وَرَبُّ الْوَالِدِينَ بِذَلِكَ مَا عَمَّرْتُكَ فِي النَّاسِ أَشْهَدُ
فَرَأَيْتَ رُبَّ النَّاسِ عَنْ قَوْلٍ مِّنْ دَعَا سِوَاكَ إِلَهًا أَنْتَ الْخَلْقُ وَآمَجِدُ
لَكَ الْخَلْقُ وَالْإِنْعَامُ وَالْأَمْرُ كُلُّهُ فَاِنَّكَ كَسَمْعِي يَا إِلَهَ الْعَبِيدِ
ترجمہ: اور انہوں نے اُگ سے دُرا یا، جنت کی بشارت دی اور میں اسلام سکھایا

ہم اللہ کے شکر گزار ہیں۔

اسے اللہ تو دنیا کا معبود ہے میرا رب اور خالق ہے جب تک میں لوگوں میں زندہ ہوں اس کی شہادت دیتا رہوں گا۔

اے سارے انسانوں کے پروردگار تو ان کے اقوال سے بلند تر اعلیٰ اور برتر ہے جو تیرے سوا کسی اور کو معبود بنائیں۔

تو ہی پیدا کرنے والا، نعمت دینے والا اور حاکم مطلق ہے۔ ہم تجھی سے ہدایت چاہتے ہیں اور تیری ہی پرستش کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت سیدنا محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قوم جنات سے تعلق رکھتے تھے اور صحابی رسول تھے کے قصیدہ طیب سے چند اشعار بطور تبرک و تہنیت درج کئے جاتے ہیں:

فَأَنخَبَ بِبَيْتِ إِلَهِ الْخَلْقِ أَنْتَ بِقَضَائِهِ الْكَتُبُ
لِلْحَبِيبِ هُدًى وَبَشِيرٌ لِّكَ الْوَعْدُ
بِمَحَمَّدٍ الْبَعُوثُ وَفِي الْوَعْدِ الْوَعْدُ
وَالْحَوْضُ لَكَ وَالرُّسُلُ مَعًا قَالِيَتُ وَهَكَذَا الْوَعْدُ
ترجمہ: عظمیٰ ہمارے مسافر، عظمیٰ قافلہ کے اونٹوں کو بخدا سے اور یہ غیر خداوند عالم کی خدمت میں حاضر ہو جس کے فضائل میں بہت سی کتابیں آئی ہیں۔

وہ جو ہدایت کرنے والا نبی ہے جس کا جامہ وجود سر امر تقویٰ کے تاروں سے بننا ہوا ہے، جی تو سارا عرب اس کے دین کا جہاں شمار اور اس کے نام کا وفادار ہے۔

وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو خدا کی طرف سے مبعوث ہیں، خوبوں کے مالک ہیں جن کے مراتب نہایت ہی بلند اور وسیع ہیں۔

حوض کوثر بھی، رکن بھی، کعبہ بھی، مکہ بھی اور مخصوص نورانی پردے بھی انہی کی خاطر ہیں (وہ ان سب مقامات کے مالک ہیں)

پھر آگے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں:

لَتَجُوزُنَا عَلَيَّ فَتَعَطَّيْنِي
بِشَرِّ نَاعٍ لَيْسَ لَهَا ثَلَبٌ
فَاللَّهُ هَذَا الَّذِي لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
فَلَنْ يَعْطِيَكَ الْقَصَبُ

ترجمہ: اسے میرے دانا! میں حاضر خدمت ہوا ہوں کہ تو مجھے اپنی عنایت سے
بنے عیب شریعت عطا کر دے۔
خدا نے تجھے ہدایت دی ہے اور تو سب کا ہادی ہے، تیرے دین کے آگے
تمام بت سرنگوں ہو گئے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جذبہ قربانی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نعت کا ایک اہم مضمون، اظہار جذبہ جہاد شہادت بھی
ہے۔ یعنی وہ اپنے اشعار میں اپنی کل کائنات اپنے آقا و مولا، حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ
علیہ التحیۃ والثناء پر قربان کرنے کے عزم کا اظہار بھی کرتے رہتے تھے۔ آپ نے
مجدد ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کا یہ شعر تو سننا ہوگا
کہ دوں تیرے نام پہ جان فدا نہ لیں ایک جان دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں
ایسے مضامین کی ابتدا بھی دو راویوں سے ہوئی ہے۔ چنانچہ سیدنا حسن بن علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر شہرہ آفاق کی حیثیت رکھتا ہے،
فَإِنْ أَهْلٌ وَ قَدِ ابْدَحْتُ وَ بَوَّحْتُ
بِعِزِّ حُضْرٍ مُّحَمَّدٍ وَ تَكْوَرُ وَ تَأْوَرُ
ترجمہ: سو میرا باپ، ماں اور عورت سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر
پر قربان ہے۔

اس شعر میں گستاخانِ رسول سے خطاب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
سے تمہیں جواب دیتے ہوئے میرا سب کچھ حضور پر قربان ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں جناب ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے تھے

وَ لَسْتُ لِمَنْ عَنَى نَصْرَ عَقْدٍ

وَ لَسْتُ هَلْ عَنْ آبَا بَشَا قَدِ الْخَنَ بُلْ

ترجمہ: اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک دشمنوں کے حوالے نہیں کر سکتے
جب تک ان کے گرد لڑکر مر نہ جائیں اور ہم ان کے لیے اپنے بیٹوں اور بیویوں کو
بھول جاتے ہیں۔

سوچئے وہ منظر کتنا حسین ہوگا جب خندق کھودتے وقت صحابہ کرام یہ شعر
پڑھ رہے تھے۔

كَخُفُّ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّداً

عَلَى الْجِهَادِ وَ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

ترجمہ: ہم وہ ہیں جنہوں نے بیعت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر کہ
جب تک زندہ ہیں جہاد کرتے رہیں گے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا دیتے تھے،

اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلْأَعْيُنِ الْخَافِئَةِ وَالْأَنْصَارِ وَ

الْمُهَاجِرَةِ

ترجمہ: خداوند! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ سو انصار و مہاجرین کی معاف فرما۔

(بخاری شریف)

نعتِ رسولِ کریم

نعتِ رسولِ کریم و جبر سکون و سرور
نعتِ رسولِ کریم آبِ زلالِ حیات
نعتِ رسولِ کریم راحتِ قلبِ جگر
نعتِ رسولِ کریم فکر و نظر کا کمال
نعتِ رسولِ کریم گنجِ خلوص و یقین
نعتِ رسولِ کریم زمرہء جانفروز
نعتِ رسولِ کریم دردِ لبِ جبریل
نعتِ رسولِ کریم حصنِ بقائے دوام
نعتِ رسولِ کریم سلسلہء صبح و شام
نعتِ رسولِ کریم میری متاعِ حیات

نعتِ مری آرزو، نعتِ مری جستجو

نعتِ مری زندگی، نعتِ مری آبرو

خالد علیم (لاہور)

نعت کیا ہے؟

سَيِّدِ زِيَا جُزْءِ حُسَيْنِ شَاه

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت سرِ مائے اہل ایمان ہے اور محبت میں اظہارِ محبت و یادِ محبوب، بیانِ حسن، مبالغہ و صفت، مدح و ثناء، تحسینِ سیرت اور تذکارِ خلیہ فطری امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں جتنی وسعت ہے اُس سے کہیں بڑھ کر ان کے چاہنے والوں کی کثرت ہے اور آپ کے چاہنے والے جس قدر مطلع موجود پر چیلے ہوئے ہیں، اُس سے بہت بڑھ کر کائنات میں اُن کی عقیدتوں اور محبتوں کا نور بکرا ہوا ہے جس قدر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و مودت، عقیدت و تعلق، رابطہ و عشق موجود ہے، اُس سے کہیں زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و حقیقت کی تعریف کی ضرورت ہے۔ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی درج و نعت اپنی جگہ عظمت مآب ہے لیکن یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس کے بغیر انسانیت کی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں اور شاید محبت اور اظہارِ محبت کی انہی معنوی حقیقتوں کی نشان دہی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں فرمائی:

لَا يَكُونُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ

و ولدہ و الشاہن اجمعین۔

و تم میں سے کسی ایک کا بھی ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے

ماں باپ، اپنی اولاد اور سب سے بڑھ کر مجھ سے محبت کرنے والا نہ ہو۔
 عربی زبان میں بیانِ حسن، اظہارِ عقیدت، اعترافِ حق وغیرہ کے لیے جو الفاظ استعمال
 کیے جاتے ہیں وہ گونا گونا گویا تشریف، مدح، ثناء، تحمید، توصیف، شکر اور نعت ہیں اور ان
 میں سے ہر ایک معنوی اعتبار سے ایک دوسرے کا مترادف بھی استعمال ہوتا ہے
 اور نعت کے اعتبار سے متضاد بھی لایا جاتا ہے۔ بذاتِ خود حضور رسالت اکمل صلی اللہ
 علیہ وسلم کی مدح میں یہ تمام مادے مختلف مقامات پر استعمال کئے گئے ہیں لیکن کثرت
 کے ساتھ جو اصطلاح مدح، بغیر علیہ الصلوٰۃ والسلام میں استعمال ہوئی ہے، وہ نعت
 ہے۔ عربی ادب میں اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدحیہ شہادوں
 کے لیے مدح و تشہید ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں لیکن "نعت" سے مراد حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی نثری یا شہری تعریف ہی گئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی نعت میں یہ صحابہ ہی سے مروی ہے کہ،

"يقول ناعتنا لسمار قبله ولا بعده"

نعت کیا ہے؟ اور اس کا لغوی معنی کیا ہے؟ اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے بنفسِ خود کن کن معنوں میں استعمال کیا ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا
 جواب حاصل کرنے کے بعد کسی حد تک نعت گوئی اور نعت فہمی کی ذمہ داری پوری
 کی جاسکتی ہے۔

"تاج العروس" میں علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں کہ "نعت" کا مادہ "ن"،
 ع اور ت ہے۔ یہ لفظ جب باب "فَتَحَّ يَفْتَحُ" سے آئے تو اس کا معنی وصفت
 ہوتا ہے اور باب "لَفَعَلَ يَلْفَعُلُ" سے آئے تو اس کا مطلب کسی کی تعریف
 میں مبالغہ کرنا ہوتا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ نعت کا تعلق بنیادی طور پر میانِ حسن
 سے ہوتا ہے اور اس کا لفظ سے "وصف" اور نعت میں فرق یہ ہوتا ہے کہ وصف میں
 "حسن و قبح" دونوں بیان کیے جاسکتے ہیں جبکہ نعت صرف اور صرف "حسن" ہی کے
 بیان کے لیے آتی ہے۔ "غلب" نے نعت اور وصف میں یہ فرق بھی لکھا ہے کہ

نعت صرف ذمی جسم کی ہو سکتی ہے اور توصیف کے لیے شخصیات ضروری نہیں ہیں
 وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ "اللَّهُ يوصف ولا ينعى" (اللہ کی توصیف
 ہوتی ہے لیکن نعت نہیں)۔ اس لیے کہ نعت میں شخصیات ضروری ہوتے ہیں۔
 انہری نے "نعت" کا معنی التعقيب السباق بھی لکھا ہے۔ اس کا تفسیر نعت
 صرف اُس ذات کی ہو سکے گی جو اللہ کی ذات کے بعد سب سے زیادہ قدیم اور اوصاف
 کمالات میں سب سے آگے ہو اور ظاہر ہے کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔
 "لسان العرب" میں ابن منظور نے "نعت" کا معنی کسی ذات کا اپنی جنس کی
 دیگر انواع سے افضل ہونا لکھا۔ "صحاح" میں جوہری نے لکھا کہ نعت جس وقت
 "كُتِبَ يَكْتُبُ" سے آئے تو معنی اس کا چہرے کا حسین ہونا ہوتا ہے۔ اسی سے
 "نَعِيْتُ" اسم علم بھی استعمال ہوتا ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے
 جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود لفظ "نعت" کو خواص بتانے
 کے معنوں میں استعمال فرمایا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں "نَعَتَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَ عَاتِ الْجَنِّبِ وَرَسُولًا وَقَرِيبًا
 وَزَيْتًا يُلْدَبُ"

تخلیہ اور اوصاف بیان کرنے کے معنوں میں جامع ترمذی میں رسول اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم سے حضرت ابوبکرہ نے روایت نقل کی جس میں لفظ نعت استعمال کیا گیا۔
 خلاصہ روایت یہ ہے کہ راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے
 ماں باپ کا حال و تخلیہ ہم سے بیان کیا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں "نَعَتْنَا
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ"۔ وصف
 بیان کرنے کے لیے لفظ نعت کا استعمال سنن نسائی کی ایک حدیث میں ملاحظہ
 کیا جاسکتا ہے، "وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الشَّهِيدُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَصَفَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بَيْدِي"

مسند امام احمد بن حنبل میں یہ لفظ تقریباً پندرہ مقامات پر استعمال ہوا ہے اور
نعت کے قریباً سارے ہی معنوی مترادفات اور متضادات لائے گئے ہیں۔ اللہ
ایک اور روایت ایسی بھی نقل کی گئی ہے جس میں بیانِ حسن کے ساتھ ساتھ بیانِ قبح
کا مفہوم بھی لفظِ نعت کے اندر سمویا معلوم ہوتا ہے۔ مسند امام کے الفاظ فقہانوں
علی المنعت انکسروہ^۱ ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف
کلمات اور حالِ علیہ کے لیے لفظِ نعت غالباً سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ کریم
وجہ نے استعمال فرمایا۔ اور اسے امام ترمذی نے شافعی میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا:
و یقول ناعتہ لہ واربہ لا بعد کا مثلاً اسی طرح سنن دارمی
نے "کیف تجد نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التورۃ"
کہہ کر لفظِ نعت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ خاص قرار دیا۔ سنن
ابن واؤد میں ابواب السیماات اور الصحیح للبخاری میں ابواب انبیاء
علی الترتیب^۲ اثنا عشر بابا لیس بابا نعت اور لقیات عیسیٰ، موسیٰ لفتحہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں لفظِ نعت بیانِ احوال اور خلیہ و خیرہ کے معنوں
میں استعمال ہوا۔ اسی طرح یہ لفظ امام مسلم نے اپنی جامع میں باب الایمان میں، نعت
الید ورجل مہموہ کی صورت میں نقل کیا۔ بعض صحیفہ کے اقوال سے مترشح
ہوتا ہے کہ نعت کا معنی شان بھی آتا ہے۔ طبرانی کی ایک روایت میں نعت کا معنی
سفارش کرنا بھی لایا گیا ہے۔ عربی کی طرح فارسی زبان میں نعت کا لفظ اپنے عمومی مفہوم
وصف بیانی اور خصوصی معنوں یعنی ثنائی معصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال ہوا
ہے۔ اردو میں اگرچہ معنی وصف گوئی وغیرہ ہوتا ہے لیکن اب یہ لفظ صرف اور صرف
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کے تذکرے کے ساتھ خاص ہو گیا ہے۔
نعت اور آثار و روایات کی مدد سے نعت کے جو معانی و مطالب حاصل ہوئے،
ان کی ترتیب یہ ہے:

۱۔ اوصاف بیان کرنا

۲۔ احوال بیان کرنا

۳۔ خلیہ و خیرہ کرنا

۴۔ تعریف میں مبالغہ کرنا

۵۔ سفارش کرنا

۶۔ نقل کرنا یا نقل اُتارنا

۷۔ جوہر سامنے لانا

۸۔ کسی جس کا اپنی انواع پر فضیلت ثابت کرنا

۹۔ خواص منکشف کرنا

۱۰۔ عمدہ صفات رکھنا

۱۱۔ کسی شے کا قدیم الاصل ہونا

۱۲۔ دور میں آگے بڑھ جانا

۱۳۔ صفت کو موصوف کے ساتھ ملانا

۱۴۔ ایک خاص نشان رکھنا

۱۵۔ اور، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تحمید بجالانا

نعت کے مذکورہ صدر لغوی معانی و مطالب کی روشنی میں اصطلاحی نعت کا موضوع

آسانی سے متعین کیا جاسکتا ہے۔ نعت کا مدار جو نہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

ہے، اس اعتبار سے آپ کی ذات سے لے کر صفات تک، آپ کے افکار سے لے کر

اعمال تک زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جو نعت کا موضوع نہ بن سکتا ہو۔ اخلاق، حیرت،

معجزات، عز و ات، خطبات، عبادات، منکحات، معاملات، معمولات، عادات،

تعلیمات، سب تک نعت کا دامن پھیلا ہوا ہے۔ نعت کا تعلق جو نہ کہ شرا و شر دونوں

سے ہے، اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعقیب و رشتہ بھی از حد وسیع ہے۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حقی معرکہ آرائیاں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سنجیدہ تاریخ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مبین فیصلے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علمی تہذیب، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قرآنی لمحے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی سیاسی سوچ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سپاہیانہ تاریخ، حضرت عبد الرحمن کا تہذیبی بانٹنچن، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی شوق شاعری، حضرت عید اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے کفر سوز رجز، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی خطبہ انداز آن بان، اور اصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہی کی صورت میں ہیں صحابہ کرام کا یہ نعتیہ شوق ہی تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے لمحہ کو انہوں نے شعر وادب میں محفوظ کر لیا اور یہی اُن کا وہ ورثہ ہے جو قوموں کے عروج کا سبب بنا اور بجا طور پر انسانیت نے اُس سے جلا پائی اور قیامت تک یہ سلسلہ انسانیت کی تقدیر بدلتا رہے گا۔

نعت کے ضمن میں اس کا ایک اہم مادہ بحث شریعت مطہرہ کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ احکام شریعت کی روشنی میں اس موضوع پر بھی دو طرح گفتگو کی جاسکتی ہے۔ ایک تو ایمان کے ساتھ اس کے تعلق کی بحث ہے اور دوسرا جذبہ ایشان و اطاعت اور عمل کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا آپ کا ذکر کرنا، آپ پر درود و سلام پڑھنا، آپ کی سیرت کی جستجو کرنا، آپ کے میلانا اپنانا، آپ کی حیات معبد کو سمجھنا، آپ کی دعوت کو برباد نہ کرنے، آپ کے ایک ایک عمل کو محفوظ کرنا اور آپ کے علمی اور دینی سرمایہ کو اگلی نسلوں کی طرف منتقل کرنا اتفاقاً شریعت ہے، اور یہ سب کچھ نعت کا موضوع ہے۔ اس لحاظ سے نعت کہنا، نعت سننا، نعت پسند کرنا شریعت مطہرہ کا اولین مقصود ہے اور قرآن مجید نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اہمٹ اور لازوال نقش ہے۔ شر کے میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق، بلند صفت اور عظیم صحابہؓ نے بلاشبہ یہ منشائے شریعت پورا کیا ہے۔ البتہ شعری نعت کے میدان میں محبتوں، عقیدتوں اور کیفیتوں کی بھرمار ہے۔ انبیاء، استعارات اور تشبیہات کے آئینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب خوب

تصویرت کی کوشش کی گئی ہے لیکن آپ کی سیرت و صورت، حسن و جمال، رنگ وادب، دعوت و تعلیم، صدق و امانت، انداز و صفات، میاست و معاش، مہجرات و آیات، عدالت و نجابت، حرب و ضرب، وفائے و سراپا، امانت و دیانت، جود و سخا، فضل و سخا اور علم و حلم کو تاریخی ضرورتوں کے تحت دامن نعت میں سمونے کی بھرپور کوشش نہیں ضرورت جوں کی توں موجود ہے کہ ”شاہنامہ اسلام“ کی طرز پر نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گرماں بہا دولت شعر و ادب کے دامن میں محفوظ کی جاسکے۔

نعت کا دوسرا تعلق جذبہ ایشان و عمل سے ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اقدس، آپ کے ظاہر و باطن اور آپ کی سنت وادب کو رب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے واجب الاطاعت قرار دیا، گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مسعود کے مختلف پہلو جس وقت کلام میں بھیجیں تو یہ قوی نعت کی صورت بنتی ہے اور جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑنے والے آپ کی سنتوں کو عمل میں محفوظ کر لیں تو یہ عمل نعت کی صورت بنتی ہے اور بلاشبہ انسانوں کی یہ اشد ذمہ داری ہے کہ وہ نعت کی اس قسم کی طرف بھی توجہ دیں اس لیے کہ ان کی اصل ذمہ داری یہی ہے۔ جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کا تعلق ہے تو وہ کوشش کی جاسکتی ہے نعت گوئی کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا اور بلاشبہ یہ کوشش بھی پروانہ نجات ملنے کے مترادف ہے۔

بقول غالب ہر نعت جو کو یہ کہنا ہی پڑتا ہے:

غالب شنائے خواجہ بزرگوار گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

نعت اور تاریخ کے اعتبار سے نعت کا مفہوم اگرچہ بھرپور گراں ہے لیکن عربی، فارسی، ہندی، اردو، پنجابی، پشتو اور بنگالی بے شمار زبانوں کے ادب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا جو کئی صورت میں ہو نعت کہلاتی ہے اور اہل فن کے نزدیک اس نوعیت کی نعت ایک مشکل صنف ہے۔

مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا،

”حقیقتہً نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر شاعر بڑا صاحبِ تہذیب ہو تو اُلوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کی کرتا ہے تو تھقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اس جانب اصلاً کوئی حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔“

اہل ادب کے نزدیک نعت کا مضمون کچھ بھی کیوں نہ ہو اور اس کے لیے محروں کے چٹاؤ میں کوئی بھی طریقہ استعمال کیا جائے۔ اصل ذوق، اہل محبت اور اہل عشق کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پھر اُن کی محبت میں رونا، کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تثنائش کرنا، آپ کی زیارت کے لیے جتنے تپا ہونا، دل کی تاروں پر زبان کی ہم آہنگی کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنا، اُن کے حکم پر تن من دھن دارنا، اُن کے ادب میں حفظِ قول و عمل بجالانا سب نعت ہے اور اس لحاظ سے ہر مسلمان نعت گو ہے، نعت پسند ہے، نعت خواں ہے اور نعت گو ہے۔ کتاب و سنت کا تقاضا یہی ہے کہ دنیا کا ہر انسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں ڈھل جائے۔



نعت کی تعریف

خطبہ محمودہ

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و ثنا کو نعت کہتے ہیں۔ غرض عام میں ایسی ہر منظوم کوشش کو نعت کہا جاتا ہے لیکن اہل علم نے اس میں نظم کی قید نہیں لگائی۔ حضور آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدحت و مناقبت میں کوئی گئی ہر بات اور لکھے گئے ہر بیان وہ نظم میں ہو یا نثر میں نعت ہی سمجھا جاتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید جو شعر کا مجموعہ نہیں ہے۔ نعت کا مجموعہ اول قرار پاتا ہے۔ بہت الاسلام لکھتی ہیں ”مسلمانوں کو حضورؐ سے جو بے پناہ محبت تھی اس نے اہل اسلام کی تمام زبانوں کے ادب میں ایک نئی صفت کا اضافہ کر دیا ہے جسے ”نعت“ کہا جاتا ہے اور جس کا مقصد یہی ہے کہ حضورؐ کے اوصافِ عالیہ بیان کیے جائیں اور اپنی محبت کا اظہار کیا جائے۔“

میر تقی میر کا قصیدہ ”نعت“ کی بنیاد سرکار کی غلامی پر نازا اور مخلصانہ محبت کو قرار دیا۔ ”ہمارے زندہ نبی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک زندہ مجروح ہے کہ ہر ملک، ہر قوم اور ہر زمانے میں اُن کے مدح سرا پیدا ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کی جانب سے آپؐ کی ذاتِ ستودہ صفات کے ساتھ مخلکاتِ محبت ہوتی ہے اور جو آپؐ کی غلامی پر نازاں ہوتے ہیں۔ ازاں میں سے جن کو نظم پر قدرت ہے وہ اپنے دلی جذبات کا اظہار اشعار کے ذریعے کرتے ہیں۔“ ۲

حضور رسولؐ اُن مہذبہ صلوٰۃ و السلام کی منظوم نعت و توصیف و مدحت جتنی شعر کے اردوئے کی ہے، اتنی کسی اور زبان میں نہیں ہوئی ماحررت بخاری نے اس

حقیقت کا اظہار یوں کیا ہے۔ "اُردو میں نعت کا جس قدر عظیم و کثیر ذخیرہ موجود ہے، شرق کی بڑی بڑی زبانیں حتیٰ کہ عربی و فارسی بھی اس خصوص میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔" ۳
نعت کی بنیاد آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و عقیدت ہے۔ اس حقیقت کو مختلف اہل علم و دانش نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ پیر محمد فاروق احمد قادری ابوالحسن کہتے ہیں۔ "حقیقت نعت رسولِ اُمّی اور رسول کے درمیان مختصر ترین راستہ ہے۔" ۴
قاری محمد صالح الدین نعت کی تعریف یوں کرتے ہیں۔ "کتنی پیاری صنف ہے نعت گوئی جو شاعر کے حواس کو محبوب کے جلوں کی آماجگاہ بنا کر اس کے قلب و نگاہ کو تقدس کا درجہ عطا کرتی ہے۔" ۵
جسٹس، پیر محمد کرم شاہ الانہری اس حقیقت کو بالفاظ دیگر پیش کرتے ہیں۔ "جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی میں اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں، وہ حقیقت وہ جمالِ محمدی کے خالق کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔" ۶

ڈاکٹر سید ابوالکرم کشفی نعت کو شاعر کا ایسا جذبہ عشق قرار دیتے ہیں جو سنسنے یا پڑھنے والوں تک کو اپنے احاطے میں لے لیتا ہے، کہتے ہیں۔ "لفظ و بیان کی معراج ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے، خواہ کسی صورت میں ہو نعت، ذکر رسول کی ایسی صورت ہے جو شاعر کے جذبہ عشق کو دوسروں کا جذبہ بنا دیتا (دیتی ہے)۔" ۷
ابوالانور حفیظ جالندھری نے نعت کی عبادت کو اعترافِ عجز کا نام دیا ہے کیونکہ شاعر کے خواجہ تو مرتبہ دانِ خواجہ ہی کر سکتا ہے اور وہ خالقِ کلِ جلال ہے۔ باقی سب اُس کی سُنّت پر عمل کرتے ہیں، اس کے حکم پر بدر بارِ مہر طغوی بہرہ درود و سلام پیش کرتے ہیں لیکن عجزِ فہم اور عجزِ بیان کے اعتراف کے ساتھ ابوالاثر نے کہا۔ "حمد و نعت کا جس قدر اثر چھپا ہے، اعترافِ عجز کے علاوہ اسے کیا نام دیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ البتہ اس اعتراف کا ثواب قیامت تک ترقی کرتا اور سنورتا چلا جائے گا، اور یہ ایک قسم کی عبادت ہے۔" ۸
احسان دانش نے بھی یہی کچھ فرمایا۔ "یہ اہل عشق و شعور جس قدر نعتیں لکھتے ہیں، یہ تمام اظہارِ عجز ہے، اور بس۔ لیکن یہ اظہارِ عجز بھی بڑے کام کی چیز ہے کہ انسان

ایک ایک لفظ پر رحمت و شفاعت کا حق وار ہو جاتا ہے۔" ۹
محمد فیروز شاہ اپنی نعتیہ شاعری کے متعلق لکھتے ہیں۔ "محبوبِ قلب و نظر کے بارے میں سوچتے ہوئے کبھی کبھار اٹھتا ہوں۔ خاک کا عالم پاک کے سروار سے ربط و رابطہ؟ تب میرے گل کی ندامتیں اس کی جھٹوں کے حضور رسوائی بنتی ہیں، تو لفظ۔۔۔۔۔ سچے لفظ عقیق ہوتے ہیں۔" ۱۰
اشفاق سر پوچھے کہ نعت کیا ہے؟۔۔۔۔۔ "نعت کسی صنفِ سخن کا نام نہیں۔ یہ تعلقِ رابطے اور گزارشِ احوال کا ایک ذریعہ ہے۔ ایسا ذریعہ جس سے معمولی غلام اور بردے آقا و جبار کی کائناتِ کرم سے دامن بھرنے کے لیے اپنا رخ متعین کرتے ہیں۔" ۱۱

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے اپنا دامن بھرنے کا ذکر مکرر ہمیں ثوابِ دائمی کو ترغیب کرنا پڑتا ہے۔ حافظ لدھیانوی کہتے ہیں۔ "جب خلوت میں روضہ اقدس سے دوری اور جمہوری اشکوں کا روپ اختیار کر لیتی ہے تو ہر رنگ نعت کے لہجے میں ڈھل جاتا ہے۔" ۱۲
میرزا ادیب اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں۔ "نعت ہر مسلمان کے اہماتِ قلب سے نکلی ہوئی ایک ایسی آواز ہے جو دامن میں عقیدت کی گرمی کے ساتھ اُنسوؤں کی غمی بھی لے آتی ہے۔" ۱۳

افتخارِ عظمیٰ و مرتب، نے اقبال سبیل کے مجموعہ نعت "امضانِ حرم" کے مقدمے میں نعت کے دو عناصر ترکیبی کا ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں۔ "نعت کے لیے صرف عقیدت ہی کافی نہیں بلکہ اسلام پر حیکانہ نظر اور واقعات و روایات کے بارے میں صحیح علم بھی نہایت ضروری ہے۔ یہی دو عناصر ترکیبی ہیں جو فن کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر جب شاعرانہ بیگری میں آتے ہیں تو نعتِ ظہور میں آتی ہے۔" ۱۴
شاہ معین الدین احمد ندوی نے اس بات کو یوں بیان کیا ہے۔ "حُبِ رسول کے ساتھ نبوت کے اصلی کلمات اور کارناموں اسلام کی صحیح روح، اہم رسالت کے واقعات اور آیات و احادیث سے واقفیت ضروری ہے جو کم شعر کو ہوتی ہے، اس کے بغیر صحیح نعت گوئی ممکن نہیں ہے۔" ۱۵

نعت کہنے والا جب تک اپنے مضامین کی بنیاد خدا و رسول خدا و اہل جلال و اہل اللہ علیہ وسلم کے احکام و ارشادات کو نہیں بناتا، بعض صورتوں میں سزاوارِ عقوبت ہو سکتا ہے۔

جب تک قرآن و حدیث کی تعلیمات نعت گو کے پیش نظر نہ ہوں، اس سے غلطی سمجھ سکتی ہے۔ حضور رسول کریم علیہ السلام و آلہ وسلم کے مقام اور مرتبے سے فروتر کوئی بات ہو سکتی ہے اور اس کے اعمال جبط ہو سکتے ہیں۔

علم دین سے واقف ہونا نعت گوئی کے لیے بدلتا اہم ہے لیکن علم کو عقیدت، محبت، جذبے اور خلوص سے برستے بغیر بات نہیں بنتی۔ کرم حیدری کہتے ہیں "وعمدہ نعت کہنے کے لیے علم دین کے ساتھ ساتھ خلوص اور جذبے میں توازن اور اعتدال ضروری ہے" ۱۹۔ کوثر نیازی کہا کرتے ہیں "محض علم کے بل بوتے پر نعت کہو تو وہ جذبے سے خالی ہوگی اور محض جذبے کی بنا پر شعر کہو تو اس پر نعت کا اطلاق نہ ہوگا۔ گویا نعت کیا ہے، کارگر شیشہ گراں ہے۔ ذرا سی ٹھیس لگی اور آجینڈ ٹوٹ گیا۔ آب و آتش کو یکجا کرنا پھر آسان ہے مگر جذبہ و علم کی آمیزش سے تعزلی کے کامل شعور کو برقرار رکھتے ہوئے نعت کہنا کار سے وارو ۱۷۔

اھمذیہ قاضی غزل کے حوالے سے جذبے کو متحرک کرنے اور اس کے بعد کامیاب نعت کہنے کی بات کرتے ہیں "غزل کے شعر کے توسط سے انسان کے نازک ترین، لطیف ترین، لطیف ترین جذبے کو متحرک کرنا اصل بات ہے اور جب کوئی شاعر اس طرح کی غزل کہنے پر قدرت حاصل کر لے تو پھر نعت کہنے میں اسے آسانی بھی ہوتی ہے۔ لطیف بھی آتا ہے، اور وہ کامیاب بھی ہوتا ہے" ۱۸۔ لیکن حافظ لدھیانہ غزل اور نعت میں تفاوت کی بات چھیڑتے ہیں کہ "غزل کی شاعری محبوب کی مبالغہ آفرین قصیدہ نگاری کے سوا کچھ نہیں۔ نعت میں خیال کی پرواز محدود نظر آتی ہے۔ مضمون کی بلندی پست دکھائی دیتی ہے۔ قدرت کلام کا دلنوی باطل ہو جاتا ہے۔ نعت گو کو ہمیشہ یہی احساس رہتا ہے کہ اس ذات اقدس کے حضور کچھ نہ کہہ سکا" ۱۹۔

آخر میں محمد ایوب مصنف "نوائے فردا" کی رائے کو بھی ملاحظہ فرمائیں، وہ کہتے ہیں "غزل اور دیگر اصناف سخن بالعموم عالم محسوسات اور عالم وہم و خیال میں محدود و محصور رہتے ہیں۔ نعت کو بھی ان عوالم سے محروم نہیں۔ لیکن اس کی پرواز ان

عوالم سے برتر مقام، یعنی عالم امر تک ہوتی ہے۔ یہ مقام، مقام عشق و محبت ہے۔ عالم امر سے تراش کر وہ مضامین صحیح معنوں میں مذاق عشق و مستان حسن کی آئینہ داری کرتے ہیں ۲۰۔

حواشی

- ① ہنت الاسلام۔ زندگی بے بندگی، شرمندگی، امر و منہر ص ۱۰ ② فضل جالندھری
- معجزات رسول ص ۱ ③ ادارہ علم و فن پاکستان، پشاور۔ خاصہ خاصان رسول ص ۲۱
- ④ ریاض سہروردی، سید محمد ریاض الدین، دیوان ریاض ص ۸ ⑤ مسرور کچی۔ جمال عرم
- ص ۱۵ ⑥ مسرور کچی۔ مولائے کل ص ۷ ⑦ مسرور کچی چراغ عرا ص ۹ ⑧ مسرور کچی
- حدوث ص ۷ ⑨ مسرور کچی۔ مہا وادوا۔ (قلیب) ⑩ حنیف ظاہر (مدیر) گل چیدہ
- غبار ص ۵۹ ⑪ راجا ریشید گکو۔ درختانک و کرک ص ۱۲۳ ⑫ راج عرفانی۔ نسیم نئی
- (قلیب) ⑬ حافظ لدھیانوی۔ نشیہ ضروری ص ۱۶۰ ⑭ اقبال سیل۔ ارمغان عرم
- ص ۶۲ ⑮ اروخان عرم ص ۷۰ ⑯ کریم حیدری۔ نعم ص ۸ ⑰ اعظم حشری۔ نیر اعظم
- ص ۱۷۱/ مسرور کچی۔ مولائے کل ص ۱۵۱/ ⑱ باقی صدیقی۔ زاد و سفر ص ۸ ⑲
- حافظ لدھیانوی۔ شنائے خواجہ ص ۱۹۱/ ⑳ منظر الدین، حافظ۔ تجلیات ص ۶۔

ہر ماہ لکھے گا جو محمد کا قصیدہ

لاہور سے نکلا ہے اک ایسا بھی جریہ

سید بلا محمد فرید (ملتان)

نعت احمدؑ ہے خدا کی حمد بھی

حمد صانع ہے ثنا مصنوع کی
نعت احمدؑ ہے خدا کی حمد بھی
نعت توصیف رسولؐ ہاشمی
درحقیقت فعل حق کی پیروی
نعت کا حق اور کس سے ہوا
کر چکا نعت نبیؐ رست نبیؐ
بے محبت نعت کہنا ہے محال
یہ رعایت تو نہیں الفاظ کی
ہے محبت کی بنا کشت جمال
حسن و خوبی سے مکمل آگئی
نعت ہے تاثیر ادراک جمال
نعت ہے اشک عقیدت کی جھری
مستحق اس کا نہیں غیر از رسولؐ
نعت ہے مخصوص صفت شاعری
نعت کو کچھ شوق سے نسبت نہیں
بندگی ہے یہ سراسر بندگی
شمس حق ہے نعت کی تنویر ہے
ہے منور نعت گو کی زندگی

سید شمس الحق بخاری (حیدرآباد)

نعت کہنا ہوتا ہے...

نعت کیا ہے، درحقیقت حمد رب ذوالجلال
نعت کیا ہے، نعت عظمت کی حد اتصال
نعت انسانی ذہانت کی درخشندہ مثال
نعت کے اجزائے ترکیبی ہیں حسان و بلال
نعت سے بیدار ہو جاتی ہے روح کائنات
اس کے سائے میں امن پاتی ہے انسان کائنات
نعت تقدیس رسالت، نعت تحریم رسولؐ
نعت اسلامی ثقافت کا نمائندہ اصول
نعت کے ہر لفظ پر ہوتا ہے رحمت کا نزول
نعت کی محفل میں شرکت بھی سعادت کا حصول
نعت کی تاریخ فکری طور پر سب سے قدیم
نعت گوئی کا سفر ہے اک صراط مستقیم
نعت فن شاعری کا اک دمکتا آفتاب
نعت گلزار صد اوقت کا ترنما رہ گلاب
نعت اصناف سخن کا سب سے بہتر انتخاب
نعت الہامی صحیفہ، کائناتی انساب
لیکن اس کے واسطے تائید نہیں چاہیے
یعنی جیسے آپ ہیں توصیف ایسی چاہیے

محببتوں کی زبان

نعت مہر و ماہ و انجم، نعت اک تمبیل نور
نعت سے تابندہ ہو جاتا ہے انساں کا شعور
نعت سے ملتا ہے ذہن و دل کو روحانی سرور
نعت دربار رسالت میں پہنچتی ہے ضرور

نعت کہتا ہو تو ڈھرائیں یہ مصرع بار بار
”خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار“

نعرے کا پیوند (دکرا گئے)



نعت کیا ہے؟ طہارتِ دل و جان
نعت — نسبت کا اک قرینہ ہے
نعت ہے اک سپردگی کا ثقل
محکمتِ شہود کا باعث
نعت کیا ہے؟ محبتوں کی زبان
نعت — شیرینی زبان و بیان
نعت — وجہِ ظہور ہر امکان
غایتِ حق شہادتِ انساں
نعت — عطرِ معانِ ایندوی اذہاں
نعت — عطوفت کا ایک بسترِ نہاں
نعت — بلندے میں بلند بانگِ اذہاں
نعت — نا شکیبائیوں میں راحتِ جہاں
نعت — اس سے روشن ہے رسیٹ کا گول
نعت — حرفِ ہر لفظ روشنی کا نشان
نعت — دل پر سماعتوں کی پھول
نعت — از دیادِ عقیدت و ایقان

ہے نویدِ شعور و فکر و نظر

بجوتِ روح، زبیت کا ارباب

پروفیسر غلام رسول عظیم (گوجرانوالہ)

خدا کی سنت

نعت کیا ہے؟ نبی کی مدحت ہے
نعت کیا ہے؟ در شفا عت ہے
نعت کیا ہے؟ ثواب پھلوا ری
نعت کیا ہے؟ متین و پاک غزل
نعت کیا ہے؟ تجر شاعر
نعت کیا ہے؟ ترانہ درویش
نعت کیا ہے؟ ریاضت حسان
نعت کیا ہے؟ فقیر کا مشروب
نعت کیا ہے؟ خرد کا سرمایہ
نعت کیا ہے؟ فقیہ کا نقشہ
نعت کیا ہے؟ ستائش مولا
نعت کیا ہے؟ خدا کی سنت ہے

محمد شیر افضل جعفری (جھنگ)

نعت رسول

نعتِ جاں نثار ہے نعتِ رسول
درد کی روشنی عطا کر دی
قلب بے تاب کو سکون بخشا
درد مندوں کی آبرو اس سے
گلشنِ جاں میں ہے ہمک اس کی
قرب کی لذتیں ہیں دوری میں
اس سے تازہ ہے وارداتِ دل
ہے خیالوں میں ایک ہی صورت
قبر میں جس سے روشنی ہوگی
وصف کیسے بیان ہوں اس کے
اس سے پانی ہے روح نے معراج
استانِ عارفوں کی منزل ہے

ان کے دربارِ قدس میں حافظ
صورتِ النجا ہے نعتِ رسول

حافظ لدھیانوی (فیصل آباد)

نعت کیا ہے؟

نعت کیا ہے، مدحت غیر البشر، ناخیر الوری
نعت کیا ہے، دونوں عالم میں تحم کی ثنا
نعت کیا ہے، روح و جاں میں گرمی صل علی
نعت کیا ہے، دل کے آئینے میں عکس مصطفیٰ

کیا کوں رعنائیوں کا کون سا انداز ہے
نغمہ عشق رسول پاک کا آغاز ہے

نعت کیا ہے سرمدی جذبات کی ترسیل ہے
نعت کیا ہے لالہ کے نور کی ترتیل ہے
نعت کیا ہے قصر حسن و عشق کی تکیل ہے
نعت کیا ہے حکم ربی کی فقط تعمیل ہے

رحمت و بخشش کی ارزانی ہے نعت مصطفیٰ
دیدہ و دل کی ثنا خوانی ہے نعت مصطفیٰ

نعت کیا ہے عشق کے ساگر میں عرفانی کا نام
نعت کیا ہے میرے ہر جذبے کی سیرانی کا نام
نعت کیا ہے بھر میں سانسوں کی بیانی کا نام
نعت کیا ہے گنبد خضرا کی ست دانی کا نام

نعت ہے بے آب صحراؤں میں پانی کی سیل
نعت ہے اسم محمد ہی کا اک نقش جمیل

نعت کیا ہے قرۃ نخوت کی ویرانی کا نام
نعت کیا ہے نعت بیضا کی سلطانی کا نام
نعت کیا ہے دست بستہ آن کی درباری کا نام
نعت کیا ہے روضہ اقدس پر حیرانی کا نام

نعت ابواب محبت کا جلی عنوان ہے
ہم غلامانِ پیغمبر کی یہی پہچان ہے

نعت کیا ہے لب بلب طیبہ کے میخانے کا نام
نعت کیا ہے آنسوؤں کے رقص میں آنے کا نام
نعت کیا ہے لوح جاں پر پھول بکھرنے کا نام
نعت کیا ہے آن کی چوکھٹ پر چل جانے کا نام

نعت کہنے کے لیے دل پاک ہونا چاہیے
غرق الفت دیدہ ثنا کا ہونا چاہیے

نعت کیا ہے وصف ختم المرسلین کا تذکرہ
نعت کیا ہے عظمت نور میں کا تذکرہ
نعت کیا ہے نکستوں کی منبر میں کا تذکرہ
نعت کیا ہے سب جہینوں سے جس کا تذکرہ

دل کے بخر کھیت میں کرنیں اگا دیتی ہے نعت
نقش باطل کے جہینوں سے مٹا دیتی ہے نعت

نعت کیا ہے؟

نعت کیا ہے؟ واوئی شعر و سخن کا انقار
نعت کیا ہے؟ خوشبوؤں کا معن گلشن میں فشار
نعت کیا ہے؟ رات کے پچھے پہر کا انکسار
نعت کیا ہے؟ اک عطا کئے رحمت بدور و کار

دل کی ہر دھڑکن کہے یا مصطفیٰ تو نعت ہو
حکم دے میرے قلم کو جب خدا تو نعت ہو
(نامکمل)

ریاض حسین چودھری (میانکوٹ)



نعت کیا ہے؟ ہر دور عالم کی سیرت گامیاں
نعت کیا ہے؟ مصلح انساں کے اوصاف جمیل
نعت کیا ہے؟ کیفیتِ حبِ سرور دنیا و دیں
نعت کیا ہے؟ ہر نسل و منزل میں فرق و امتیاز
نعت کیا ہے؟ ذکر کردار محمد مصطفیٰ
نعت کیا ہے؟ گلشنِ افکار ختم المرسلین
نعت کیا ہے؟ شمعِ بھان لہری سہری کی ہے
نعت کیا ہے؟ داستانِ قاریج بدرو حنین
نعت کیا ہے؟ اتباعِ حضرتِ حسان ہے

نعت کیا ہے؟ آپ کے لطیف و مجتبیٰ گامیاں
نعت کیا ہے؟ مومنانہ گلہری روشن و لیل
نعت کیا ہے؟ لازوال اک نعتِ حسنِ یقین
نعت کیا ہے؟ جاوہ و منزل میں فرق و امتیاز
نعت کیا ہے؟ حسنِ گفتار محمد مصطفیٰ
نعت کیا ہے؟ رازِ مستی میں سرایعِ اسالکین
نعت کیا ہے؟ چاندنی اُس ناظرِ اقصیٰ کی ہے
نعت کیا ہے؟ نمکِ نعتِ امامِ قبلتین
نعت کیا ہے؟ ہر جہ کیفِ سورۃ رحمان ہے

جو اصولِ شرع کا پابند رہ سکتا نہیں

وہ محمد مصطفیٰ کی نعت کہہ سکتا نہیں

راغب مراد آبادی (کراچی)

حسنِ کامل کی توصیف

نعت کیا ہے حسن کے سردار جذبے کا جمال
چشمِ عشق و اشک سے دیکھے ہوئے منظر کی آل
نعت کیا ہے سقوت پروردگار دو جہاں
خالق و مخلوق کے مابین ربطِ لازوال
نعت کیا ہے اک تلاوت کر بلائے عصر میں
ہر بزمِ بزمی دور پر غالب رہا جس کا جلال
نعت صادق چاہتوں کے باغ کا بھلا گلاب
حضرت حیات بن شہادت کا گلزارِ خیال
نعت نسبت کے سہانے نور کی صبحِ منظر
شب کے تنہا مومسوں میں گونجتی بانگِ بلال
نعت دل کی بستیوں میں عہدِ خوشحالی کا راز
اک عقیدت مند سرشاری کا شہر بے مثال
چارۂ بے چارگان ہے زخم کا مرہم ہے نعت
اپنے آقا سے عقیدت کا ہے عکسِ خوش خصال
سرزمینِ قلب میں سرسبز یوں کی فصلِ نعت
سبز گنبد کے سدا شاداب موسم سے وصال
حسنِ کامل کی ازل سے تاباں توصیفِ نعت
جس کے وردِ پاک سے فیروز کھتے ہیں لہلال

محکمہ فیروز شاہ (میانوالی)

حقیقتِ نعت

نعت کیا ہے پیشِ دل کا دُورِ اظہار
نعت کیا ہے ہنجرِ شوق کی تسکین کا چین
نعت کیا ہے چینِ دل کے لیے اذنِ حیات
نعت کیا ہے لبِ خاموش کا اعلانِ وجود
نعت کیا ہے دمِ عیسیٰ کا بدل بہرِ خیال
نعت ہے توبہِ آدم کے لیے راہِ قبول
نعت ہے اصلِ اساسِ یدرِ بیضائے کلیم
نعت ہے آتشِ غرور کی سوزِ سبب
نعت ہے جذبۂ انصاف کا سیلے میں فروغ
نعت ہے سایہ رحمت میں غیا پاشیِ نور
نام سے جن کے ہوا ذاتِ احد کا چرچا
جن کے ہاتھوں نے کیا پاک بتوں سے کعبہ
نعت ہے اُن کی ثنا خوانی کی ہر اُت کا نشا
نعت کیا ہے دل بے تاب کو سامانِ قیام
جس سے ملتی ہے ہر اک گلشنِ ایمان کو بہار
جس سے ہوتی ہے ہر اک چشمِ بھیرتِ پیدار
جس کا ہر لفظ ہے ایمان کے چہرے کا نگار
جس سے جاگ اُٹھتے ہیں آئینہ دل میں افکار
نعت ہے نوح کی کشتی کے لیے اذنِ قرار
جس سے ہو جاتے ہیں دل سحرِ جہاں سے بیزار
جو ہر اک شعلہٗ باطل کو بنا دے گلزار
جس کے آہنگِ دلاور سے انسان کا وقار
جس کے صدقے میں ہوا کون مکانِ اظہار
دیکھ کر جن کو کیا سب نے خدا کا اقرار
نقشِ پا جن کے ہوئے دہریں توحیدِ آثار
مدح خواں جن کا ہے قرآن میں ربِّ محمد

منزلت اُن کی ہے کیا پیشِ خدا کیا کیے
جبکہ چہرِ بل کا ہے اُن کے غلاموں میں شمار
قابِ توہین تو ہے منزلِ اِقل اُن کی
ان کا انجام سفرِ سرحدِ اِدراک سے پار
چشمِ خورشید ہے دا اُن کی نگہ کے باعث
خاکِ پا اُن کی ہوئی سہمہ چشمِ ابرار
اہلِ ایمان کا ہے بس اُن کے کرم پر تکیہ
آبرو مند جاں میں ہیں اُنہی کے انصار
تختِ لولاک کی زینت ہے انہی کے کاسم
ان کے باعث ہی سجادِ حمتِ حق کا دربار
دوست اُن کے ہیں قرارِ دلِ جانِ اجا
اُن کے دشمن سے ہیں سب اہلِ موتِ یزار
ذکر اُن کا ہے قرارِ دلِ مومن لیکن
نام لیتے ہوئے گھبراتے ہیں اُن کا شمار
منکرِ نعت ہے اک نعشِ بلا گور و کفن
منکرِ نعت سے کس واسطے کیجے تکرار
نعتِ کتنا ہے خداوندِ دو عالم کی عطا
نعتِ سنا ہے غلامانِ نبی کا معیار
نعتِ گردِ دل میں نہ ہو خودِ خدا بے معنی
نعت ہے بیعتِ احمد میں احد کا اقرار
نعت ہے فکرِ بشر کے لیے معراجِ شہود
نعت ہے ذکرِ محمدؐ میں فرشتوں کا شمار
نعت ہے آئندہ عرضِ ہمنام کا جوہر
جس سے ہوتی ہے نظرِ نورِ بقیت سے دوچار
نعت ہے آئندہ جاں کو جلا شام و سحر
دور ہو جاتا ہے جس سے غمِ دنیا کا غبار

حاصلِ تجربہ دہریہی ہے سجاد
جو نثارِ احمدِ مرسل پہ جہاں اس پہ نثار

سید سجاد رضوی (لاہور)

نعت کیا ہے نعت کا مفہوم کیا

نعت، توصیفِ حبیبِ کبریا
نعت، عکسِ سیرتِ میرِ اُمم
نعت، توقیرِ کلامِ اہلِ فن
نعت، دورانِ مریضِ حرص و آرز
نعت، کردارِ رسالت کی مہک
نعت، ایقان و محبت کی دلیل
نعت، شمعِ خلوتِ زہد و ورع
نعت، الفاظِ حبیب کا امتزاج
نعت، مدحِ رہبرِ راہِ ہدا
نعت، عنوانِ شانِ مصطفیٰ
نعت، ذکرِ شافعِ روزِ جزا
نعت، دردِ زندگانی کی دوا
نعت، خوشبوئے خصالِ محبت
نعت، احساساتِ مومن کی صدا
نعت، نورِ مشعلِ عنبرِ صرا
نعت، معراجِ قلمِ صلِ علی
نعت کیا ہے نعت کا مفہوم کیا

مہرِ سرِ ناقص ہوں راسخ کیا کہوں
نعت کیا ہے نعت کا مفہوم کیا

راسخ عرفانی سے درگاہِ انوار

نعت

کیا بتائیں نثار، کیا ہے نعت
شاہ کوئٹہ کی ثنا ہے نعت

ذکر اوصاف مصطفیٰ ہے نعت
مدح محبوب کبریا ہے نعت

اُن کے حسن و جمال کی منظر
اُن کی سیرت کا اثر ہے نعت

نعت معراج عشق احمد ہے
سر بلندی کا راستہ ہے نعت

روحی، جانی، رضا ہو یا حسان
قلب عشاق کی صدا ہے نعت

وہ محمد ہیں، احمد و محمود
اُن کے ناموں کا تذکرہ ہے نعت

اُن کی توصیف ہو تو کیسے ہو
ابتدا نعت، انتہا ہے نعت

نعت گوئی بھی عین عبادت ہے
اہل دانش کا مدعا ہے نعت

شاعر بزم مصطفیٰ ہوں نثار
اُن سے نسبت کا سلسلہ ہے نعت

اصغر نثار قریشی (دلاہور)

نعت میں اخلاص رسالت کے تقاضے

زاہد محمد سیاحی

مدح انسانی فطرت کی تاثر پذیری کا شعری اظہار ہے۔ فطرتِ سلیم حقوق آستانہ
ہوتی ہے۔ انسان میں یہ جذبہ ولایت ہے کہ وہ حسین کا بندہ بے دام ہوئے میں
فخر محسوس کرتا ہے عبادت اسی جذبہ انقیاد کا مظہر ہے۔ ارشاد ہوا۔ یٰٰقِیْنُ الْاِنْسَانُ
اَعْبَدْنِیْ اَنْ یَّکُوْنَ اَلَّذِیْ یَّحْکُمُکُمْ۔ یعنی اے لوگو! اپنے رب کی عبادت
کو جس نے نہیں تخلیق کیا ہے۔ تخلیق ایک عظیم نعمت ہے، وجود بخشی ایک
احسان ہے جو دیگر نعمات و احسانات سے بڑھ کر ہے۔ اس لیے اس پر پاس گوئی
بھی پھر پورا اور مکمل ہونی چاہیے۔ عبادت زبان ہی سے نہیں ہر ہر عضو بدن سے
مدح پروردگار ہے۔ نیک طینت محسن کے احسان کو نہیں بھولتے بلکہ ہمیشہ
ممنونیت کے احساس کے ساتھ مدح سرا رہتے ہیں۔ مدح کیا ہے؟ اس کی سب
عمدہ وضاحت صاحب الوسیط نے کی، کہتے ہیں:

”اَلْمَدْحُ هُوَ الثَّنَاءُ عَلٰی ذِمَّتِ شَیْءٍ بِمَا اَسْتَحْسِنُ مِنْهُ
اَلْاَعْلَیُّ وَبِالتَّفْسِیْطِ کَسَّ جَاحِدًا الْعَقْلُ وَ اَلْعَدْلُ وَ اَلْحَقُّ
وَ الشَّجَاعَةُ“۔

”مدح صاحب شان ذات کے ذاتی اوصاف مثلاً عقل، عدل، حقیقت
اور شجاعت میں برتری و عظمت کے حوالے سے پسندیدہ خصائص کی تعریف و
توصیف ہے۔“

علیٰ الخدی ناصت کے خیال کے مطابق مدح و تحسین و تعجیل
 الْمَعْدُوحِ بِالْقَوْلِ الْجَعِيلِ تَصْصِيًّا كَمَا شِيعَ مَسْمُوعًا يَجْعَلُ
 تَشْخِصًا مَشْتَقًّا وَخَصَالَتِمْ نَفْسِيَّةً فِي وَضُوحٍ لَا يَشْتَقُّ مِنْهُ الْإِيمَانُ
 قَوْلًا مُبْتَدِئًا مَدْحٍ مَمْدُوحٍ كَيْفَ كَيْفٍ تَصَوُّرٍ بِهٖ وَخُبْرَةٍ الْفَظِّ
 جَوَّادٍ مَدْحٍ مَدْحٍ كَيْفَ مَدْحٍ مَدْحٍ مَدْحٍ مَدْحٍ مَدْحٍ مَدْحٍ
 اہام و القباس کی کوئی صورت نہ رہے یہ مدح نگاری کا وہ مقام ہے جو قابل قدر
 بھی ہے اور انسانی فطرت کا اقتضائ بھی لیکن بسا اوقات اس کا حق ادا نہیں ہوتا۔
 انسان جب احسن تقویٰ کے بلند تر مقام سے اسفل السفلین کے انحطاط کی طرف
 اترنے لگتا ہے تو اس کا لوح و ذہن بدلتا ہے اور زاویہ نگاہ بھی جس سے حقائق کا
 چہرہ دھندلا جاتا ہے اور اس کی نظر گرد و پیش کے حقیقی اور حجابی مغالطوں کی
 اسیر ہو جاتی ہے۔ غلام مدح میں سوچ کی ناپختگی اور خیال کی نادرستی راہ پانے
 لگتی ہے۔ وقتی مصائب اور مادی حوائج مدح میں ابتذال کا تعین پیدا کر دیتے
 ہیں۔ مدح نگاری کا دوبار اور جنس فروخت ہوتی ہے اور ہر کہ و مدح سے وزن و توانی
 کی کچھ حسد بد ہو مدح نگاری کو حصول رزق کا ذریعہ بنالیتا ہے۔ کم ظرف دلچ
 اور غیر مستحق ممدوح ہوتے ہیں۔ یہ مدح کا ازل ترین مقام ہے۔ ایسے مداحین کے
 منہ میں خاک ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
 مَا مَرَرْنَا بِمَنْشَرٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا كَحَقِّ
 فِي أَفْئَادِهِ الْمَسَدُ أَحْيَيْنَ السُّؤَابَ“ یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جہنم کے منہ میں مٹی بھرنے کا حکم دیا۔ اس شدید اور انتہاء کا مقصد مدح
 میں معتدل روش اور حقائق کی آشنائی کی عادت کو رائج کرنا تھا۔ اس لیے کہ مدح
 انسانی فطرت کا تقاضا ہے اسے بہر حال جاری رہنا چاہیے۔ بلکہ بعض روایات میں
 اس کی ترغیب کا اشارہ بھی موجود ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے
 ”مَنْ لَمْ يَشْكُرْ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ“ جو لوگوں کا شکر نہ

اور نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر نہیں کرتا۔ بندوں کے حسن سلوک کے جواب میں شکر گزاری
 کی عادت انسان کو اپنے خالق کے سامنے سرخوش ہونے کی ترغیب دے گی یہی
 شکر گزاری شکر کے قالب میں ڈھلے تو مدح بنتی ہے اور ایسی مدح ہی حمد کی تہید
 ہوتی ہے۔ جب عمومی مدح نگاری میں اس قدر حد بندی ہے اور احتیاط کا حکم ہے
 تو مدح سرور کا کونسا مقام جو مدح کا برتر مقام ہے میں کیسی احتیاط درکار ہوگی مدح خواہ
 گردوں پناہ میں صداقت شعاری ضروری ہی نہیں فرض ہے۔ یہ تذکرہ کائنات کے
 سب سے بڑے صادق کا ہے جو صداقت کا پیغام بر بھی ہے اور صداقت شعاری
 کا اعلیٰ ترین اسوہ بھی۔ اس لیے مزاجین کے لیے قدم قدم پر احتیاط لازم ہے کہ یہاں
 صرف ایک صنف سخن کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنے کا ہی سہہ نہیں اپنے ایمان کی
 سالمیت کا بھی سہاں ہے، ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پایاں
 عظمت اور مقام نبوت کی بے حد و حساب رفعت پر دائر خیال کے لیے ہمیں
 مگر ہر جنبش پر محاسبہ درکار ہے۔ ذات گرامی کا ہر صفت موصوف ہونا سوت
 بھی ہم پر چھایا ہے اور اسے کی مشکلات کی خبر بھی دیتا ہے اور افراط و تفریط کی
 حد بندی نے اسے کوئی مراعات نہ دیا ہے جہاں بڑے بڑوں کے قدم لرزے ہیں۔
 مدح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعجاز سخن کے حوالے سے مدح کا حصہ
 ہے مگر اپنی مخصوص ہیئت اور عناصر ترکیبی کے لحاظ سے ایک بلند تر صنف سخن ہے۔
 یہ خالص جذبوں اور معطر خیالات کا وہ حسین مرقع ہے جو سرا سر محترم و مقدس ہے۔
 یہ مدح نگار کے ضمیر کی آواز ہے، یہ عام مدح کی طرح نہ آسان ہے اور نہ ہر کسی کے
 بس کی بات، تاریخ گواہ ہے کہ وہ شعراء جو ہر کس و نا کس کی مدح میں مبالغے اور غلو
 کی تمام حدود پار کر رہے تھے اور جنہیں رافی کا پناہ بنانے کا فن آتا تھا، مدح رسالت مآب
 صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے نہ ولیدہ بیان ثابت ہوئے کہ ایک شعر بھی نہ کہہ سکے
 سفل جذبات اور مادی خواہشات کے اسیر اس روحانی سر بلندی کے قابل نہ تھے
 تھے حقیقت یہ ہے کہ مدح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوب عام مدح سے قطعاً

مختلف ہے۔ اس لیے اسے عام مدحیہ شاعری کا جو خیال کرنا اور اسی کے پیمانوں سے ماپنا اس فن شریف سے انصاف نہ ہوگا، یہی تقاضا اسے مدح سے برتر مقام دیتا ہے اور مدح کے عمومی نام سے مختلف اصطلاح کے استعمال کی دعوت دیتا ہے، وہ اصطلاح جو بلند تر بھی ہے اور اس صنف خاص کے لیے موزوں تر بھی، اس لیے ذات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جو مدح نگاری ہوئی اسے "نعت" کا امتیازی نام دیا گیا ہے۔

بہتر ہوگا کہ نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند نمایاں امتیازات کا مختصر جائزہ لے لیا جائے تاکہ اس کے منفرد مقام کو سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

۱۔ ذات ممدوح کے یکتا اور بے مثال ہونے کا اعتراف۔

نعت گو کثیر ہیں مگر مقصود نظر ایک ذات ہے اس لیے مضامین نعت کی یکسانی کا احتمال ہے اور یہی نعت گو کا امتحان ہے کہ وہ اُس ذات کے تذکرے میں جس کا ذکر ہو نہیں ہوتا رہا ہے، ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا، کون سا گوشہ منتخب کرے کہ مداحین کی جماعت کا ایک فرد ہوتے ہوئے بھی اپنی انفرادیت قائم کر سکے۔ کام ہے کہ یہ انفرادیت اُس کی ذات کے ذات ممدوح کے ساتھ کسی مخصوص حوالے ہی سے پیدا ہو سکتی ہے۔ سورج ایک ہے اور اُس کی روشنی بھی ایک الگائی ہے مگر دیکھنے والی آنکھ کی صلاحیت اور نظر کا زاویہ اُسے مختلف رنگوں میں دیکھتا ہے۔ مدح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ داخلی غریزہ تر ہے اور اسی پر شعری عظمت اور بیان کی شوکت کا انحصار ہے۔ شاعر کا دل گداز نہ ہو، ذات ممدوح دل میں صد نشینی نہ ہو اور اس کے جلوے دنیا کے قلب میں عکس ریز نہ ہوں تو نعتیہ اشعار عسریٰ مضمینی جمع نظر یں بن کر رہ جاتے ہیں جو نعت دل کی آواز نہ ہو اور دل پر اثر انداز نہ ہو، وہ ایک تکلف ہے، ایک روایت ہے اور بس۔

۲۔ ذات ممدوح کے ہم صفت موصوف ہونے کا یقین۔

ممدوح اگرچہ ایک ہے مگر اُس ایک ذات کے اوصاف اس قدر لامحدود

اور لاتنا ہی ہیں کہ بہت کچھ کہنے کے باوجود بہت کچھ کہنے کی گنجائش رہتی ہے، وہ ذات اقدس افضلیت اور اعلیٰیت کے اس بلند مقام پر فائز ہے کہ جس کے ذمے کوئی اور وجہ شرف نہیں ہے کیونکہ ہر ممکن شرف اُن میں ہے اور ہر تصور حسن اُنہیں عطا ہوا ہے۔ آپ کی ذات میں فی الواقع وہ کچھ ہے جو ان فی فکر کا حاصل ہے اس لیے یہاں شاعر کے تخلیقات کے بلند پروازی سے زیادہ حقائق کے ادراک کا مسئلہ ہے۔ تخلیل کی کارفرمائی بجا مگر اُس بارگاہ عالی میں صفات شکاری ایک قرینہ چاہتی ہے جس کے لیے تحقیق درکار ہے۔ مداحین پر لازم ہے کہ وہ نگارشات کی بنیاد حقائق پر رکھیں اور جہی ممکن ہے کہ وہ نگارشات کی بنیاد حقائق پر رکھیں اور سیرت کے مطالعہ پر توجہ دیں گے۔ علامہ یوسف الشبانی (م ۱۳۴۵ھ) مطالعہ سیرت کی ضرورت کے بیان میں لکھتے ہیں:

"فيلزم من يريد مدح حدی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقف علی اخبار و سیرہ و معجزاتہ و فضائلہ الواردة فی الكتاب و السنة..... حتی یحکی ما یتطبیق منہا فی شعرہ بعبارات فصیحہ و اسالیب بلیغہ"

"جو کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرنا چاہے اُس پر لازم ہے کہ وہ آپ کے حالات، واقعات سیرت، معجزات اور اُن فضائل کو جائزے جو کتاب سنت میں موجود ہیں۔ تاکہ حسب استطاعت اپنے اشعار میں فصیح عبارات اور بدیع اسلوب میں روایت کر سکے؟

پھر کہتے ہیں:

"فالشاعر المعاصر من مدحه علیہ الصلوٰۃ والسلام هو الذی یحفظ فضائلہ و شمائلہ و دلائلہ و سائن کمالہ اللہ علیہ الحقیقیۃ و یحسن التعبییر عنہا بکلامہ"

پس ماہر شاعر، مداحین میں سے وہ ہے جسے آپ کے فضائل، شمائل، دلائل اور کمالات محمدیہ کے تمام حقیقی اوصاف یاد ہوں اور وہ اپنے کلام میں ان کی عمدہ تعبیر

پیش کر سکے۔

۳۔ مدح میں اعتراف مجبور۔

مدح کا ثبات کے فضائل و خصائص اس قدر ہیں کہ لغت گو کو ایک وسیع میدان بخند آتا ہے جہاں وہ اپنے خیالات اور تصورات کو بہرہ و جوش و طبع کر سکے۔ جانور خواہشات اور مشرور داعیات کا کوئی پلوتشہ اظہار نہیں رہتا بلکہ قدم قدم پر اپنی تنگ دامن کی احساس ہوتا ہے۔ ابن فارض (م ۳۶۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،
 أَرَى كُلَّ مَسْلُوحٍ فِي الْحَيَاةِ مُقْتَصِرٌ وَإِنْ بَالَيْغِ الصَّلَافِ عَلَيْهِ قِيْلُ أَكْثَرُ
 غلام کی آواز بگڑا سی (م ۱۲۰۰ھ) کا فیصلہ یہ ہے:

أوصافك الغرارة ههنا كواكب إحصاءها أعلى لسان الصنشد
 اسی لیے قافلہ سالار میدانِ نعت علامہ ابو صیری (م ۶۹۶ھ) علیہ الرحمۃ اعترافِ غر کا برملا اظہار کرتے ہیں:

فَإِنَّ قَهْرَ قَسْوَةِ سَقْوَةِ الْمَدْحِ كَيْسٌ كَثَرٌ فَيُغْرِبُ عَيْنَهُ نَاطِقٌ بِفَسْوَةٍ
 شاعر کے لیے جذبات کے اظہار کا راستہ کھلا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ ہر شرافت اور ہر عظمت آپ کی ذات سے منسوب کرتا رہے اور اس ثنا خوانی میں کسی کو تاہی یا توں ہمتی کا شکار نہ ہو۔

فَالنَّسَبُ إِلَيَّ مَا شِئْتُ مِنْ شَيْءٍ وَالنَّسَبُ إِلَيَّ قَدْ وَدَّ مَا شِئْتُ مِنْ عَظَمٍ
 اسی وسعتِ مدح سراپائی کی جانب علامہ المقرئ (م ۱۰۴۱ھ) نے اشارہ کیا تھا:

فَكَأَنَّ مَدْحَ النَّبِيِّ يَكُونُ بَحْرًا لَا سَاحِلَ لَهُ
 کہ مدح رسالتِ پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا بحر ہے کہ اس سے جس کا کوئی ساحل نہیں ہے۔ اس لیے کرائی مدح کا سبب یہ ہے کہ یہ سنیتِ الہیہ ہے۔ مخلوق کی مدح کتنی بھی کثیر ہو خالق کی مدح سے کم تر اور انتہائی حد تک فرو تر ہے۔ لسانُ الدین اخطیب (م ۷۶۶ھ) اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

أَيُّ رُومٍ مَخْلُوقٍ قَدَّمَ بَعْدَ مَا أُنْشِئَ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَكَ الْخَلْقَ

فتح محمد الغنی النابلسی (م ۱۱۴۳ھ) نے اپنے دیوان "مدحہ القبول" ف مدحہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں کہا ہے کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مدح و ثنا جو آپ کے مقام و مرتبہ کے مطابق ہوگی مخلوق سے کبھی بھی ممکن نہیں ہے، اگرچہ فصاحت اور بلاغت کے تحت نئے اقسام ایجاد کیے جائیں۔ ۱۵

۴۔ مبالغہ آرائی اور نعت۔

شاعر کو بعض امور میں نثر نگار سے زیادہ آزادی حاصل ہوتی ہے، اسے علمائے شعر و ضرورت شعری کہتے ہیں، لفظی ضرورت میں تقدیم و تاخیر حذف و اضافہ ترکیب و تنجیم اور اسی قسم کی دیگر ضرورتیں شامل ہیں معنوی ضرورت میں شاعر کو تشبیہ و استعارہ کی جدت طرازی اور مبالغہ آفرینی کا حق حاصل ہے۔ شرط صرف سلیقے کی ہے کہ وہ تشبیہ و استعارہ استعمال کرے یا مبالغہ آرائی سے کام لے مگر کلام غیر مانوس اور مضوم دور از کار نہ ہو جائے۔ مبالغہ کو شاعرانہ کذب بھی کہا جاتا ہے جو عام محاورے میں کذب کے مضوم سے یکسر مختلف ہے۔ امیر حسن بھٹو (م ۷۳۶ھ) نے خواجہ نظام الدین اولیاء (م ۲۵۵ھ) سے شاعری میں مبالغہ آرائی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ایک مشہور کتاب کے حوالے سے جواب دیا "جھوٹ بولنا گناہ ہے لیکن وہ جھوٹ جو شعر میں بولا جاسکے اس میں گناہ نہیں" ۱۶ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بلکہ گفتگو میں زور پیدا کرنے اور مضوم کو واضح کرنے کے لیے چند استعاروں اور کچھ مبالغہ آرائی کا سہارا ہے

اس کا استعمال دلی نشیں جو تو یہ قاری کو مسحور کرتا ہے اور حسنِ شعر میں اضافہ کرتا ہے اور اگر استعمال ناقص ہو تو کچھ مبالغہ پر کیا موقوف ہے، تشبیہ و استعارہ بھی غرضِ دینوں کی طرح بدلتے گتے ہیں۔ مدح سراپائی اُن ضابطوں کی پابند رہے جو ذاتِ مدح کے حوالے سے عاید کئے گئے ہیں تو مبالغہ آرائی بھی مستحسنِ شعر سے لگی اور مدح بھی بے پایاں ہوگی۔ شریعتِ مطہرہ کے احکامات مدح سراپائی کو وسیع جولان گاہ دینا کرتے ہیں جس میں تکنیکی

کو عزت پر والہ کی پوری آزادی حاصل ہوتی ہے مگر جب ثابت مطالعہ اور ذات محدود کے اوصاف سے بے خبری، غریب خوردگی کا سبب بنتی ہے تو قدم صراطِ مستقیم سے ہٹنے لگتا ہے اور مبالغہ شخصیت کا ایب مرتفع پیش کرتا ہے جس میں توصیف کے بجائے تنقیص کا پہلو نمایاں ہوتا ہے یہ تجاویز عن الحد ہے، اس تجاویز کے دو بڑے مظہر ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ عقیدت و محبت حدودِ بشریت میں نہیں رہتے اور محدود بشر کے بجائے فوق البشر کے روپ میں نمودار ہوتا ہے، ذات رسالت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں انہی صفات تلاش کی جاتی ہیں، مبالغہ آرائی اگر بشری صفات میں احسن البشر اور افضل البشر ہونے کو واضح کرے تو مستحسن ہے اور اگر مبالغہ آرائی آپ کو الٰہ بنا دے تو مردود اور لائقِ اعتنا ہے۔ الوہیت صیح علیہ السلام کا نظریہ اسی اندھی عقیدت کا کرشمہ ہے جس پر اکرام صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے پناہ محبت اور گردیدگی کا مشاہدہ فرماتے تو اس خیال سے کہ کہیں مستقبل میں زمانی بُعد، شان رسالت میں غلو کا باعث نہ بن جائے ارشاد فرماتے:

لَا تَطْرُقُونِي كَمَا أَطْرُقَ النَّصَارَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فَاذْكُرُونِي أَنَا عَبْدُهُ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِلَّهِ الْمُلْكُ ۝۱۴

مجھے یوں نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھا دیا ہے شک میں تو اللہ کا بندہ ہوں بلکہ کوہِ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ۹۔

علامہ ابن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ) حدیث کی وضاحت میں فرماتے ہیں ”انھا نہما صلی اللہ علیہ وسلم عن محبۃ المحدث فی المحدث ۱۸۴۔“ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدح میں تجاویز عن الحد سے روکا ہے۔“

(ب) دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان ناموافق مسابقت کی کیفیت پیدا کی جائے۔ یہ درست ہے کہ آپ کو تمام کائنات کا راہبر و راہنما بنایا گیا ۱۹۔ آپ کو انبیاء کے اکرام کے نام بخشنے کا شرف حاصل ہوا ۲۰۔

آپ کی آمد پر تمام ادیان مفسوخ قرار پائے ۲۱۔ اور آپ کو ان خصائصِ خمسہ سے نوازا گیا جو کسی اور نبی کو عطا نہ ہوئے تھے ۲۲۔ مگر اس شرف و عظمت کے باوجود آپ نے یہ گوارا دیا کہ آپ کی مدح کسی نبی کی تنقیص کا باعث نہ بنے، چنانچہ متعدد مواقع پر تعاقب اور تعاقب سے منع فرمایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برگزیدگی پر ایک یہودی اور مسلمان میں کشمکش ہوئی تو آپ ناراض ہوئے حتیٰ کہ غصہ آپ کے چہرے سے چھوٹا تھا، فرمایا، ”لَا تَقْصِدُوا بِنِعْمَتِ آدَمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ تَجَاوِزَاتِ سَعَةِ بَيْتِهِ“ جو بھی مدح ہوگی مقبول ٹھہرے گی۔ نعت کو اکثر اس فرق کو محفوظ رکھتے ہیں، اگرچہ یہ احتیاط انتہائی مشکل اور بھرازا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”حقیقتاً نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں، اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے، اگر شاعر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں ایک جانب کوئی حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے ۲۳۔

۵۔ ادب و احترام۔

موضوعِ عظیم بھی ہے اور نازک بھی۔ عظیم اس لیے کہ سب سے بڑے رسول کی مدح ہے۔ اس سے نعت کہنے والے کے سماجی رویے اور معاشرتی لحاظ نظر کی وضاحت ہوتی ہے اور نازک یوں کہ یہاں جنبش لب یا الغرض قدم پر دنیا و مافیہ کی تباہی کا خطرہ ہے۔ نعت گو پر لازم ہے کہ وہ جذبات کے سیل رواں میں خفاقی کو مسخ نہ کرے، دربار رسالت کی عظمت کا تصور ذہن نشین رہے اور شعوری طور پر یہ احساس رہے کہ وہ اس دربار میں قصیدہ خواں ہے جہاں ”جنبش لب خارج از آہنگ خطا ہے“ جو عرش سے نازک تر ہے اور جس کے آداب قرآنی تعلیمات کا حصہ ہیں اس سلسلے میں چند تعلیمات یہ ہیں:

(د) دربار نبوی میں آواز پست رہے، صوتی آہنگ عاجزانہ ہو۔

”وَلَوْ كُنْ فَعَمَّا أَهْضَمًا لَكُنْ فَتَى مَسْقُوتٍ لَّكُنْ فَتَى ۲۵“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔
(ب) طرز خطاب میں انکسار اور تواضع ہو۔

”وَلَوْ كُنْ فَعَمَّا أَهْضَمًا لَكُنْ فَتَى مَسْقُوتٍ لَّكُنْ فَتَى ۲۶“
اُور انہیں بلند آہنگ سے نہ پکارو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو
(ج) پکار بے باکانہ ہو کہ یہ سو وادب ہے اور لائقِ اجتناب ہے۔

”إِنَّ الْبُذِينَ يَتَادِقُونَ نَفْسَهُمْ وَكَانُوا الْحُجْرَاتِ“ یعنی
”جے تک جو آپ کو کمروں سے در سے پکارتے ہیں ان کے بارے میں
”وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ“ ۲۷ ”ان میں سے اکثر بے عقل ہیں“ کا
فیصلہ دیا جا چکا ہے۔

(د) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکلنے کی کوشش متھیں، قابلِ قدر
رویہ ان کا تتبع کرنے کا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْصِدُوا آيَةَ النَّبِيِّ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُنْكَرِ
وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُنْكَرِ ۲۸

”اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے
نہ نکلو“

(ه) اہم ذات سے ندا غیر محمود ہے، خود پروردگارِ عالم نے یوں نہیں پکارا
ہے اس لیے اسما و صفات سے خطاب کرنا چاہیے جن کی کثیر تعداد قرآن
احادیث میں موجود ہے۔

(و) صفاتِ الہیہ سے متصف نہ کیا جائے کہ یہ مدح نہیں سو وادب ہے
علامہ بزمیری کہتے ہیں،

دَعَا مَا ادَّعَاهُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّهِمْ
وَأَحْكَمُوا بِمَا شِئْتُمْ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتِكَمُوا ۲۹

(من) مقصود وہ ذاتِ گرامی ہے جسے ”وَلَوْ كُنْ فَعَمَّا أَهْضَمًا لَكُنْ فَتَى ۲۵“

اور ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا، کی سر بلندی اور ”وَلَوْ كُنْ فَعَمَّا أَهْضَمًا لَكُنْ فَتَى ۲۵“
فَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۳۱ (اور آپ پر اللہ کا فضل عظیم
ہے) کی فضیلت حاصل ہے اس لیے اس رفعت و عظمت کا پاس
رہنا چاہیے۔

(ح) ذاتِ اقدس کے متعلقین کی عزت و حرمت کا احساس دامن گیر رہنا ضروری

ہے۔ اُن کے حضور کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے جس سے طالی خاطر ہو،
مدح میں عایانہ رویہ ہرگز مناسب نہیں بلکہ گفتگو آپ کے مقامِ بلند کے
مطابق رہے۔ ان متعلقین میں صحابہ کرام، اہل بیتِ اطہار اور ائمہ اربعہ

شامل ہیں اس سلسلے میں ”رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ“ ۳۲
”اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اُس سے“ ”فَلِلَّهِ الشُّكْرُ عَلَيْكُمْ“

”اُجسلاً اِلَّا الْمَقْدُودَةَ فِي الْفَرْجِ“ ۳۳ (کہہ دیجئے میں تم سے
اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ اہل قرابت سے محبت

کرو) ”يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ كَسْتُمْ كَأَحَدٍ بِحَبْلِ الْوَرْدِ“ ۳۴
”اے نبی کی ازواج تم کسی دوسری عورت کی طرح نہ ہو“ کے فرائض میں نظر

رہنے چاہئیں۔ یہ اور اسی قبیل کے دیگر ارشاداتِ مداحین کی حدود کا
تعیین کرتے ہیں تاکہ وہ افراط و تفریط سے بچ سکیں، انہی حدود و قیود

کی وجہ سے مدح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نازک ترین صنفِ سخن قرار
پاتی ہے عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درست ادراک ہر کسی کے بس

میں نہیں، اس کے لیے قلبی تعلق، روحانی رابطہ اور شریعتِ مطہرہ کی محبت
درکار ہے۔ اظہارِ عقیدت کے لیے قوتِ اظہار کی صلاحیت کا ہونا بنیادی

شرط ہے اسے ملکہ شعر کہا جاتا ہے مگر اس کے ساتھ خیالات کا تزکیہ، اعمال کا
تقویٰ اور خیالات و میلانات کا توازن بھی ضروری ہے اور مدح کوئی یا لغت

میں یہی مشکل ترین مرحلہ ہے۔

۶۔ نعت کا مقام و مرتبہ

نعت کی پذیرائی زیادہ تر دینی حلقوں میں ہوتی اس لیے عام ادبی حلقے اسے دینی ادب کا حصہ سمجھ کر عملاً و صوفیاء کے لیے خاص قرار دیتے رہے۔ ادب کے ناقصین کے ہاں کسی ادبی تخلیق میں دینی عنصر کا وجود اسے دوسرے درجے کا ادب بنا دیتا ہے اس لیے ادبی حلقوں میں اسے نظر انداز کیا گیا۔ دوسری جانب دینی حلقے تھے، وہاں بھی اسے مناسب مقام نہ ملا۔ ان کے ہاں نعتیہ شاعری صرف وقتی آسودگی اور قلبی شہری کے لیے لحاظی قرار کا باعث رہی۔ نعتیہ شاعری کے فنی جائزے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ خوش عقیدگی اور خوفِ خدا خلق بھی ہے کہ ایسے مقدس کمالات کو کیسے نقد و نظر کے تختے پر چن دیا جائے۔ اس وجہ سے اختیار ادب کا باقاعدہ اور سنجیدہ فنی حاکم نہ ہوا، جو اسے بھی قائم ہوئی وہ مضبوطی پر مبنی رہی۔

نعت کی شعری حیثیت کو خود نعت گو حضرات کے طرز عمل سے بھی نقصان پہنچا۔ شعری صلاحیت رکھنے والے کمزور لوگ تھے جو دینی حلقوں میں قابل احترام شخصیتوں کے مالک تھے، وہ لوگ دربار نبویؐ کی نزاکتوں کو سمجھتے تھے اور شاعری کے رموز و غوامض کو بھی مگر وہ نعت کو اپنے ضمیر کی آواز اور اپنی عقیدت کا اظہار جان کر اس کی نمائش مستحسن نہ سمجھتے تھے۔ وہ ڈرتے تھے کہ یہ جذبات پر کار کی نزد میں نہ آجائے۔ اس کے برعکس وہ اصحابِ حق جنہیں شعرا و جذبات شعرا و دسترس حاصل نہ تھے، یا اگر جذبہ تھا بھی تو اس کے شعری اظہار کی صلاحیت نہ تھی۔ یہ قسمتی سے یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ ارادت کا اظہار شعر کے بغیر نہیں ہو سکتا، اس طرح ہر وہ شخص جو وزن و قافیہ کی عیاض سے شہید بھی نہ تھا تھا شعر کہنے لگا۔ عوام نے محبت سے انہیں شہداء اور یوں یہ شعور کی کوشش جو زیادہ تر تصنع کے ذیل میں آتی تھی مقبول ہوتی گئی۔ ایسے محنت کش لوگ اپنی محنت کو ضائع بھی نہیں ہونے دیتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا

کہ ایسا کلام محض ہوتا گیا، درجہ دوم یا اس سے کم تر شعرا کی علماء کی طرف سے تائید نے انہیں اور حوصلہ عطا کر دیا۔ نعتیہ شاعری کے ذخیرہ کا احصا کیا جائے تو ایسی شاعری کا بہت سا حصہ موجود ملے گا۔ نعت کہنا ایک توفیق ہے، نیک عمل ہے مگر اس الغرض نعت میں شعری لوازم کا خیال اور ذاتِ ممدوح کے مرتبہ و مقام کا اور ان نعت کو ادبِ عالمیہ میں برتر مقام عطا کرنا ہے۔ نعت ایمان کی جان اور عقیدت کا حوالہ ہے اس لیے ذاتِ رسالت، مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا احساس رہنا چاہیے اور منصب رسالت کی بلند یوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ احترام رسالت کے تقاضے نعت کو محبتوں کا گلدستہ اور نجات کا وسیلہ بنا دیتے ہیں۔ یہ عرش سے نازک مقام ہے اس لیے ادب کا قرینہ چاہیے۔ ایسا قرینہ قبولیت کی علامت بن جانا ہے اور کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ یا امام ابو صیری علیہ الرحمۃ کی حاشیہ برداری کا اہل بن جانا ہے۔ یہ شاعری کی معراج ہے جس کے لیے دل کا گزار، نظر کی طہارت اور لب و لہجہ کی نرمی و درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور صبر کا حاصل اللہ علیہ وسلم کی نظرِ رحمت سے ہی یہ بلند مقام حاصل ہوتا ہے۔ البتہ اللہ کہ یہ دور نعت کا دور ہے، انسان جوں جوں بین الاقوامی معاشرت کی طرف بڑھ رہا ہے ادب بھی آفاقیت آشنا ہوتا جا رہا ہے۔ دنیا کے فن کی ہم نظری کا سب سے بڑا مظہر نعت ہے اس لیے کہ یہ آفاقی ادب ہے۔ یہ وہ مقام اتصال ہے جہاں اجماعیت کا احساس مرث جاتا ہے اور توحید انسانی کی خواہش پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ اللہ کہ سے انسان اس سنگِ وحدت کو مقام ملے اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتوں کا حق دار بن جائے۔ آمین۔

حواشی:

- (۱) البقرة: ۲۱۱ (۲) الوسيط في الادب العربي وتاريخه ص: ۳۸۱ (۳) الحديث
- بالخلق في شعر شوقي ص: ۵۱ (۴) التين ص: ۴۱ (۵) التين ص: ۴۱ (۶) جامع الترمذي باب الزهد
- باب كراهية المحدث ص: ۵۵ (۷) جامع الترمذي باب ما جاء في الشكر لمن
- أحسن إليك ص: ۲۵ (۸) المعجم في النباهات المجلد الاول ص: ۸ (۹) المعجم
- النباهات المجلد الثاني ص: ۳۲ (۱۰) ديوان تاليف غلام علي آزاد ص: ۶ (۱۱) قصيد
- برده (۱۲) حوالہ مذکورہ (۱۳) نفح المطيب الجزء العاشر ص: ۲۵۹ (۱۴) نفح المطيب
- الجزء السابع ص: ۹۳ (۱۵) المعجم في النباهات المجلد الاول ص: ۶۱ (۱۶)
- خواصد الفوائد اردو ص: ۳۶۲ (۱۷) صحيح البخاري كتاب الايمان باب قول
- الله تعالى واذكروا الكتب مريم المجلد الاول عن عمر بن الخطاب (۱۸)
- فتح الباري في شرح البخاري الجزء السابع ص: ۲۰ (۱۹) تاسيد قلم آدم:
- طبقات ابن سعد الجزء الاول ص: ۲۰ (۲۰) سنن نسائي كتاب المصلاة باب
- فرض المصلاة عن الحسن بن مالك ص: ۸ (۲۱) ليظهور على الحديث كله:
- سورق المتقمة: ۳۳ (۲۲) صحيح البخاري كتاب المصلاة باب قول النبي
- جعلت الارض مسجداً وظهوراً المجلد الاول عن جابر بن عبد الله
- (۲۳) صحيح البخاري باب قول الله تعالى: ان يؤمن من المرسلين المجلد
- الاول عن ابی هريرة (۲۴) المصنف طحطا ص: ۴ (۲۵) الحجرات ۲۱-
- (۲۶) حوالہ مذکورہ (۲۷) الحجرات ۴ (۲۸) الحجرات ۱ (۲۹) قصيدة برده (۳۰)
- الاشواق ص: ۳ (۳۱) النساء ۱۱۳ (۳۲) المائدة ۵: ۱۱۹ (۳۳) الشعراء ۲۳:
- (۳۴) الاحزاب ۳۲۱

اشوب عصر اور نعت

توقیر عابدی

اردو ادب میں شاعری اپنی اثر پذیری اور جذبات کی ترجمانی کی وجہ سے ہمیشہ پرکشش رہی ہے۔ دارورکن کے قصے ہوں یا عشق و محبت کی حکایتیں، شعر نے اپنی جلوہ گری کے جوہر دکھائے ہیں کہیں گلوں کی رہنمائی سے دل مضطرب و تسکین و راحت و طمانی کے لیے کہیں عشق کی آگ بھڑکا کر قلب و نظر میں اضطراب پیدا کیا ہے۔ پیشاوری کی بونھوں ہے جو کبھی نغمہ بن کر ساز دل پر مضرب بنی اور کبھی نوحہ بن کر آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات بنی۔ حالات بصر نے شعر کو مختلف موضوعات سے نوازا اور شعرا نے کرام نے عصری آگہی کے تقاضے اپنے جذبات کی آواز اور تخیل کی پرواز سے پورے کیے کسی دور میں ایک صنف اگر شاداب و دلنوازی دیتی ہے تو دوسرے ہی مرتلے میں دوسری صنف مناسب نظر آتی ہے مگر ان سب ادوار میں جو صنف اپنے موضوع کے لحاظ سے بتدریج ترقی کی منزل میں طے کرتی رہی وہ نعت کی صنف ہے جس نے تقدمات میں سے لے کر فنا خیز تک اور دور جدید تک ایسے گہانے مدح و تہنیت دیے ہیں کہ ہر گے راز نگ و جوہر و دیگر است کے مصداق اس کی عظمت کو چار چاند لگائے ہیں۔

اُردو شاعری میں نعت گوئی کی تاریخ کا جائزہ لیں تو کوئی دور ہی سے نعت کی صنف ادب میں در آئی ہے تقریباً تمام شعرا کے کرام نے تبرکاً دست وصول کر کے اپنے دواوین کو زینت بخشی ہے پھر معراج نامے اور میلاد شریف کی محافل میں نظم و نثر کے نعت کو پرکشش بنایا۔ نعت گوئی کا یہ سلسلہ تقریباً محسن کا کوڑی تک چلتا ہے۔ ان

ادوار کا احاطہ کیا جائے تو ایسے شعرا کے کرام سامنے آتے ہیں جنہوں نے نعت کی صنف کو وسعت دی۔ ولی دکنی، نواز شعلی شیدا، کرامت علی شیدی، مومن خان مومن، غلام امام شہید، شاہ عظیم آبادی، امیر مینائی، امیر اعظم علی شائق، جواہر اللعلائی محسن کاوردی اور بیدم وارثی ایسے شعرا تھے کرام ہیں جنہوں نے خصوصاً نعت گوئی کی طرف توجہ دی۔ جمال محمد ان شعرا کے کرام کا محبوب و مرغوب موضوع رہا ہے۔ حضور اگر تم سے محبت کے اظہار اور مزین منورہ کی چاہت و جستجو اور در رسول پر جان دینے کی تمنا نعت کی سرزمین کو سرسبز و مستاد آب کرنے والے موضوعات ہیں۔ جدید نعت گوئی کے دور سے قبل سرائی نگاری کا یہ دور ضمن و جمال رسول کا منظر ہے۔

جدید دور تقریباً جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے شروع کیا جاسکتا ہے۔ اور حقیقتاً اسی دور نے نعت کی صنف کو آشوب عصر سے آگاہ کیا۔ زمانے کے نامساعد حالات نے شعرا کے کرام کو بھی متاثر کیا۔ خصوصاً مسلمانوں کی غلامی کی کیفیت اور مشرقی اقدار کی ناقدری نے جذبات و احساسات کے آبگینوں کو ٹھیس لگائی، اسلامی تعلیمات اور شعائر کی توڑ پھوڑ نے شعرا کو در رسول اگر تم کی سیرت اقدس کی طرف راغب کیا۔ روایا کے اختتام کے ساتھ اس عہد کے جدید تقاضوں کے مطابق پادشاهی برحق کے اسوہ حسنہ کو خیالات کا موضوع بنانے کا رجحان بڑھا اور یہ کیوں نہ ہو کہ انجمناب کی شخصیت تو تمام دنیا کے لیے شیعہ ہدایت ہے جو صرف روح کو بالیدگی عطا نہیں کرتی بلکہ میدان عمل میں توانائی بخشتی ہے۔ اس دور سے نعتیہ شاعری کو ایک نئی قوت اور نئی جہت پیشتر آئی ہے جس نے شاعری کو ایک نیا جذبہ عطا کیا۔ وہ انفرادی کرب جو بعض شعرا کے کلام میں رچا ہوا تھا اب اجتماعی رُوب دھار رہا تھا۔ برصغیر میں اسلامی اقدار پر غریب کاوی لگ رہی تھی اور مسلمان مغربی چمکا چوندا کا اسیر ہو رہا تھا۔ مغلیہ دور کے زوال کے ساتھ مغربی تہذیب کا آسیب پڑھتا چلا آرہا تھا اور مسلمان قوم اپنے اسلاف کی روایات سے دور ہو رہی تھی۔ اس کیفیت میں نعتیہ صنف میں سیرت نگاری اور استفادہ نگاری کی طرف شعرا کے کرام کا رُخ تلمذ گامزن ہوا۔ اردو ادب میں پہلی آواز جو سوز و گداز

سے بھر پور گونجتی ہے، وہ حالی کی انقلاب انگیز آواز ہے۔ حالی نے آشوب عصر کا مشاہدہ اپنی عمیق نظر سے کیا تھا۔ مسلمانوں کی زباںوں حالی اور جنگ آزادی میں ناکامی کے جگرگداز واقعات نے حالی کے جذبات کو شعلہ و مستعلی بنا دیا تھا۔ حالی نے اپنی پروردگار آواز میں مسلمان قوم کو بھولی ہوئی منزل کا بتایا اور انہیں یاد دلایا کہ کس طرح اسلام کی دولت سرور کو نین نے اپنے حوصلے اور سر و جان سپاری سے عرب و عجم میں پہنچائی۔ اس دور کی تہذیب اور اخلاق کا نقشہ چھپ کر عصر حاضر کے درد و کرب کا مداد ابھریں کیا ہے۔

وہ بھول میں رحمت لقب پانے والا مرا میں غریبوں کی بر لانی والا
مصیبت میں غمخیز کے کام آنے والا وہ اپنے پرانے کاظم کھلنے والا
فیضوں کا لہجہ، نفعیوں کا ماڈی غلاموں کا دانی، قبیوں کا مولا
مسلمانوں کی بے بسی اور بے کسی کی حالت حالی کے حساس دل پر اثر کرتی دکھائی دیتی ہے نعت کی صنف میں اس درد و کرب کی جھلک دکھائی دیتی ہے اور شاعر بلبلا اٹھتا ہے۔ حالی کے اس شعر کو اس دور کا نوحہ بلکہ شہر آشوب کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
اُمت پر تری آگے عجب وقت پڑا ہے
حالی نے اُمت کے علم کی دولت عطا کر کے نعت کی زمین کو زرخیز بنایا ہے اور اس پر در و کیفیت کو نعت نگاری کا پُر تاثیر موضوع بنا دیا ہے۔

برصغیر میں انگریز کی غلامی کے ساتھ مسلمانوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے پھر دیے۔ مسلم ممالک بھی مغربی بیخار کی زد میں آئے اور اس طرح دنیا بھر میں مسلمانوں کی زباںوں حساس طبائع کو خون کے آنسو رلانے لگی۔ اردو ادب میں ایسی بہت سی آوازیں گونجیں لیکن نعت کی صنف کے پُر اثر اشعار جن شعرا کے کرام نے کہے ان میں احمد رضا خان بریلوی، علامہ اقبال اور نظیر علی خاں کے اسما کے گرامی ماہ درخشاں کی طرح

ہم نے کتنے ہی جان جو کھوں سے جو یا تھا وطن مرے آقا
بے خبر اس کی سالمیت سے آج میں مطلقاً مرے آقا
راجا شید محمد

۴۰ کتنے زویدہ مسائل تھے جدید اور قدیم جس کو سلجھانہ سکا کوئی مفکر، نہ حکیم
اللہ اللہ نبی عربی کی تعلیم کھل گئے عقدہ دشوار بغیر تقسیم
ہر ترقی میں جھک غفلت اسلام کی ہے

آج دنیا کو ضرورت اسی پیغام کی ہے ۲
ماہر قادری

آج کے اس پُر آشوب دور میں ظلم و ستم کی آندھیاں چلتی ہیں۔ دورِ جدید میں مادہ پرستی
کی دوڑ نے انسانیت کی قدریں بلبلاہٹ کر دی ہیں، امارت اور دولت معیارِ شرافت
نہیں رہے۔ اسلامی اقدار سے روگردانی آدمیت کو لالہ لہان کر رہی ہے۔ اس ستم و تعدی
کے دور میں نعت گو شعرا سرورِ کائنات کے اُسوۂ حسنہ سے محبت، اُلفت، صبر، قناعت
کی اقدار اپنے جذبات میں سمو کر نعت کو سرسبز و شاداب بنا رہے ہیں۔

۴۱ جہاں کے رہنے کو چھوڑ دو گے، فضا ہی بدلی ہوئی طے کی
ہر طرف اس جاں میں آخر، ہیبتِ تابہتی طے کی ۵

راجا شید محمد

۴۲ چاہیں تو کدھر کہ چار جانب فتنوں کے کچھے ہیں جالِ آقا

اعصابِ جواب دے چلے ہیں ہر شکل ہے اک سوالِ آقا

حالاتِ سبھی ہیں بدلے بدلے ہر سانس ہوا و بالِ آقا ۶

حفظِ نائب

۴۳ جانِ انساں میں گھومتے ہیں کدورتوں کے مہیب سائے

رہ ہدایت سے ہٹ کے اُمت عجیب باتوں میں جا پھنسی ہے

گوہرِ سیانی

نعت اس لحاظ سے بھی بے حد زرخیز ہو گئی ہے کہ آشوبِ زمانہ کا وہ مونس ہے جس

اقدار خصوصاً اسلامی اقدار جدید مادیت کے چیرا سبداو سے لو میں نہا رہی ہیں اور
جدید علوم کی ترقی نے انسان کو خود غرض، اقرار پرورد اور مادہ پرست بنا دیا ہے۔

وہ روحانیت کا جذبہ مقفود ہو گیا ہے جو رحم و کرم کی شفقت اور محبت سکھاتا تھا۔ انسان
نے طرح طرح کے خداؤں کو جنم دیا ہے فکر کی ولایت میں انقلاب آیا ہے اور عقل
کی تیز ہوا میں چل نکلی ہیں۔ خلا کی تلخ اور تاریکوں پر کندیں ڈالنے کی خواہش نے
انسان کو بھی مشین بنا دیا ہے۔ اس طرح انسان اللہ سے کھو کھلا ہوتا چلا جا رہا ہے۔

نعت نے ان مٹتی اقدار کو روک رکتے ہوئے قیمت اقدار کو مموایا ہے۔ نعت کی صفت
اس موضوع کے لحاظ سے اپنی مقصدی نوعیت کی وجہ سے نہایت پُر اثر ہو گئی ہے۔
اور اس بھر جدید میں انسان سکون کی تلاش میں محبت و شفقت کی تربیت میں مددگار
کے در پر آ گیا ہے۔

۴۴ عشقِ محبوبِ خدا ہے روحِ انساں کا طیب

حسنِ اخلاقِ نبی ہے قلبِ آدم کا علاج

کچھ اخوت ہم مسلمانوں میں اب باقی نہیں

کچھ سرکار اس تقریبِ باہم کا علاج ۱

۴۵ اس کی غفلت کے سامنے لڑاں کفر و باطل کا لشکرِ جزائر

اس کے اقلیمِ خلق میں مقفود اختیارِ اقارب و اغیار

کر دیا اُن کو متحد اس نے تھے جو آپس میں برسرِ میکاڑ

خالقِ علم

۴۶ میرتِ سرورِ کائنات نے دلوں کو اس پُر آشوب دور میں حرارت و ہمت سے

نوازا ہے۔ آپ کی زندگی کے وہ لمحے جن میں مشکلات و مصائب کے پہاڑ ٹوٹے،

آج بھی میٹ نہ نور ہیں مسلمانوں پر جو بھیلیاں افغانستان اور فلسطین وغیرہ ممالک

میں گر رہی ہیں، انہیں قوتِ برداشت کی دولت اُسوۂ حسنہ نے عطا کی ہے۔ صبر و

استقلال اور عزم و ہمت کے یہ رنگینے نعت گو شعرا نے اپنے نعتیہ کلام میں

کھڑوں پر آگ ہے آقا اُمت ظلم سے
زخمی زخمی پورب پیچم خوشبو، رنگ، صبا

گوتمہ مسیانی

نعت جو اپنے موضوع کے لحاظ سے رحمت رسول کے لیے وقت ہے، آج رسول کی سیرت طیبہ سے ان لحاظ کو منتخب کر کے پیش کر رہی ہے جو عصر حاضر کی بایوسیوں کا مداوا ہیں اور انسانیت کی خلاص و کامرانی کے لیے نشانِ منزل ہیں۔ اسی طرح نعت کے جدید اسلوب میں آپ کے کردار کی مختلف جہتیں نکھر کر سامنے آتی ہیں جو انسانی زندگی کی رہنمائی کرتی ہیں۔ اس آشوبِ عصر میں نعت کی صفت نے عظمت انسان کے لیے مختلف قد میں چمکی ہیں اور ان اقدار سے اس دور کے ظلم و ستم اور نفرت و خفارت کے بُست پاش پاش کئے ہیں اور ان نیرت کے زخموں کو مندمل کر لے کے لیے شفا خانہ طیبہ سے مرہم حاصل کی ہے یہی آج کی بایوسیوں کا علاج ہے کہ اسودہ حسد پر گامزن ہو کر انسانیت کی خلاص و بہبود کا فریضہ انجام دیا جائے۔ اور نعت گو شعرا پر یہ سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

حواشی:

- ① ستارہ لاہور ② صل علی محمد ③ ورفناک ذکرک ④ عصر حاضر کے نعت گو ⑤ ورفناک ذکرک ⑥ صلوا علیہ وآلہ ⑦ حدیث مشکوٰۃ ⑧ شام و بحر لاہور نعت طبر نقشب ثانی

نعت میں شامل فضائل کا

ذکر الہ صلی اللہ علیہ وسلم

عربی، فارسی، اردو اور کئی مشرقی زبانوں کو بالمقصود یہ فریقت حاصل ہے کہ ان میں عشقِ نبوت کی حامل شاعری کو دو حصوں میں نہایت واضح طور پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ عشقِ حقیقی اور عشقِ مجازی۔

عشقِ حقیقی پر مشتمل شاعری کے مختلف عنوانات ہیں، حمد، نعت، سلام اور منقبت وغیرہ۔ ان سب کو عشقِ حقیقی کے زمرے میں اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ مربوط فرمایا ہے، وہاں آپ کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ شامل فرمایا ہے۔

قرآن حکیم کے بے شمار معانی پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب کا بیان ہے۔ صرف یہی بنیاد اتنی وقیع، ہر گیر اور ارفع ہے کہ مزید کسی شہادت کی ضرورت نہیں لیکن اس کی تفسیر و تشریح کے لیے احادیث مبارکہ کے بہت سے حوالے بھی موجود ہیں!

نعت کی وسعت، ہر گیری اور مقبولیت کا اندازہ صرف اس ایک نکتے سے دیکھا جاسکتا ہے کہ یہ صنف پورے سو سال پر محیط ہے۔ اسی حوالے سے ایک اور بات بھی سامنے آتی ہے کہ کسی بھی ایک موضوع کو تیرہ سو سال تک کلامِ دو بیان میں جاری رکھنا اور وہ بھی نہایت احسن و مکمل طریقہ سے، انتہائی اور متنوع خیالات و افانوف کے ساتھ پیش کرنا، کسی عجمی کا کرشمہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ اعجاز ہے عالم امکان کے سب سے بڑے، برگزیدہ و محترم انسان سے محبت، محبت اور عشق کا اور عشق بھی وہ بڑا نامی کے لغز سے بشتا نہیں۔

کلیتہً عشق پر مبنی اس صنف کا جائزہ لیا جائے تو بیشتر موضوعات ملتے ہیں کہ

۱۔ سرکارِ دو جہاں کی بعثت سے قبل کے عالم تیرہ کو بھی موضوع بنایا گیا ہے اور بعثت کے وقت چوتھی تہذیبیں و مذہبیں انہیں اشلأ بتوں کا سرخوں ہونا، تعمیر و کمری کے کٹرے گر جائے، آتش کوہِ نارس کا بجھ جانا، اور رستوں کے ٹرول عام کو بھی نعمت کا شاعر موضوع سخن بناتا ہے۔ اور اعلانِ نبوت کے بعد حرمِ انقلابِ عظیم پیدا ہوا، اس کے مختلف نتائج اگر عالمِ انسانیّت عیسر تبدیل ہو گیا، غیر فلاحِ انسانیّت کے نہایت واضح آثار نمودار ہوئے جو بقائے انسانیّت کے ضار بن گئے، پر مبنی موضوعات بھی نعمت کی دسترس میں رہے ہیں۔

دوسری طرف سیرتِ طیبہ کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک گوشہ موضوعِ نعمت بننا ہے۔ مشاغل و فضائل سیرتِ طیبہ ہی کے ذیل میں آتے ہیں مثلاً نبویؐ اس اکیلت سے بحث کرتی ہیں جو آپ کے معمولات، عادات، روزِ ترو لباس، وضع، قطع اٹھنے بیٹھنے، خویش و اختیار سے تعلقات وغیرہ پر مشتمل ہے۔ ذاتِ والا کا ہر لمحہ اور ہر عمل نبوت کی عنایت و پکیزگی کا مظہر ہے۔ کمالِ خلق جس میں جمال کی ساری صورتیں پائی جاتی ہیں، آپ کو بخشا گیا، پھر وہ کمالِ احسان جو دلوں کو مودہ لیتا ہے، آپ میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ آپ خندہ جبین، نرم خو، مہربان طبع تھے، سخت مزاج اور تنگ دل نہ تھے؟

شبلی بکھتے ہیں "اگر مذہب صرف خدا کے اعتراف کا نام ہے تو بحث یہیں تک رک جاتی ہے لیکن جب اقرارِ نبوت بھی جو مذہب ہے تو یہ بحث پیش آتی ہے کہ جو شخص حاملِ وحی اور غیر الٰہی تھا، اس کے حالات، اخلاق اور عادات کیسے تھے؟"

قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کو اسودۃ حسنہ فرمایا گیا ہے۔ لہذا مسلمانوں نے سرکارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و مشاغل کو بہ تفصیل محفوظ کر لیا ہے۔ شبلی اکتے ملکہ کے اس کارنامے کو وجہِ افتخار قرار دیتے ہیں "مسلماؤں کے اس فکر کا قیامت تک کوئی حریت نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے اپنے پیغمبر کے حالات اور واقعات کا ایک ایک حرف

اس استقصا کے ساتھ محفوظ رکھا کہ کسی شخص کے حالات آج تک اس جامعیت اور امتیاز کے ساتھ قلمبند نہیں ہو سکے اور نہ آئندہ توقع کی جاسکتی ہے۔ اس سے زیادہ کیا عجیب بات ہو سکتی ہے کہ حضرت کے افعال اور اقوال کی تحقیق کی غرض سے آپ کے دیکھنے والوں اور ملنے والوں میں تقریباً تیرہ ہزار اشخاصوں کے نام اور حالات قلمبند کیے گئے۔ اور اس وقت کیے گئے جب تصنیف و تالیف کا آغاز تھا۔"

فضائل کے باب میں تو اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن کریم (دین و ایمان کی بنیاد) بار بار آپ کے فضل و شرف کا ذکر فرماتا ہے، آپ کے فکر، کردار، کرنے کی خوش خبری سناتا ہے۔ آپ کے اتباع کو سیدھی راہ قرار دیتا ہے۔ آپ کی بعثت کو احسانِ عظیم سے تعبیر فرماتا ہے حکیم یحییٰ خان شفا لکھتے ہیں "یہ کہنا خلافِ حقیقت نہیں ہوگا کہ حضرت رسولِ خداؐ نہ کہ کافر، لکن س، سارے عالم بشری کیلئے مامور ہوئے تھے، اس لیے آپ کی عقیدت و محبت اور تعظیم و توقیر تمام بنی نوع انسان پر واجب ہے اور آپ کے مناقب، محاسن، مآثر، خواطر، اوصاف، احوال، خصائص اور محجزات ہر چیز کا ذکر و بیان سارے انسانوں کی روحانی تسکین و اطمینان کا باعث بھی ہوگا۔"

قرآن حکیم میں دکم ازکم، ایک سو گیارہ مقامات پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت و تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ یہ منصب جمیل بجا ئے خود فضل و شرف کا حامل ہے، یاد ہی برحق کی فضیلت سے نوازا احسان، کے معنی رہا! وہ بھی اس طرح کہ بابِ نبوت آپ پر ختم کر دیا گیا اور دین کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا۔

احادیثِ مبارکہ سے بھی قناعت ہے کہ آپ نے بار بار اس فضل و شرف کا ذکر فرمایا اگرچہ نہایت جملہ اور اجمال ہی کے ساتھ۔

فرمایا رسول خداؐ نے کہ جب قیامت کا دین ہوگا تو میں انبیاء کا امام اور ان کا خلیفہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا لیکن اس پر مجھے غر نہیں ہے۔"

صحیحین میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں
ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں دی گئیں۔ مجھے رُعب اور دھاک کے ذریعہ
سے نفع و نصرت دی گئی، میرے لیے تمام زمین سجدہ گاہ بنائی گئی، غنیمت کا مال میرے
لیے حلال کیا گیا اور مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کے لیے حلال نہ تھا۔ مجھے شفاعت کا مرتبہ عطا ہوا۔
مجھ سے پہلے انبیاء خاص اپنی اپنی قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور میں تمام دنیا کے
لیے مبعوث ہوا۔ ۱۷

فرمایا رسول خداؐ نے: "قیامت میں، میں پیغمبروں کا خاندان، امام اور ان کی شفاعت کا
پیشرو ہوں گا اور اس پر فخر نہیں، پھر فرمایا میں قیامت کے دن تمام بنی آدم کا دربار ہوں گا
اور اس پر فخر نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لوٹے ہوئے ہوں گا اور اس پر فخر نہیں اور قیامت کے
دن آدم علیہ السلام وغیرہ تمام پیغمبر میرے علم کے نیچے ہوں گے اور اس پر فخر نہیں۔ ۱۸
کائنات میں جس ذات کی سب سے زیادہ تعریف و توصیف ہوئی وہ آپ ہیں۔
درو و سلام خود خدا نے فرمایا، یہ اعزاز حضور کے سوا کسی میسر آیا! دنیا اور عقیقی دونوں جہان میں
جس بستی پر سب سے زیادہ انعام و اکرام کی بارش ہوئی، وہ صرف آپ ہیں۔ آپ کو خاتم الانبیاء
افضل الانبیاء، خیر البشر، سرور کونین، محبوب خدا، ہادی برحق، رحمت لعالین جیسے عطا بات
سے نوازا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی کا ہمیشہ خیال رکھا۔ ابنِ اسحاق سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ راضی کرے گا۔ دنیا میں کامیابی سے
اور آخرت میں ثواب سے۔

قربت و محبت کا جو انعام آپ کو عطا ہوا وہ بھی مشا و مغرور ہے کہ آپ کے فائز
کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فائز قرار دیا۔ محبوب خدا بننے کے لیے آپ کی اطاعت کو مشروط کر دیا
آپ کو معراج کی فضیلت سے نوازا گیا۔

رسول کی حیثیت سے تبلیغ و اشاعت تو عید میں جس قدر کامیابی آپ کو حاصل ہوئی،
وہ بھی منفرد ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس قدر میری نسبت کی سچائی کا اعتراف
کیا گیا، کسی اور پیغمبر کی سچائی کا نہیں کیا گیا۔ سیرت ابنی کے مصنف کہتے ہیں: دنیا میں لاکھوں
پیغمبر آئے مگر آج دنیا میں ان کی تقسیم و ہدایت کی ایک یادگار باقی نہیں۔۔۔ حضرت نوح علیہ السلام
سے دیگر حضرت عیسیٰؑ تک ایک ایک پیغمبر کا کارنامہ دیکھ جاؤ، حضرت موسیٰؑ کے سوا ایک بھی ایسا نہ
ملے گا جس کے فتنے والے سزا بھی ہوں، حضرت موسیٰؑ کی کوششوں کی جولان نگاہ صرف نبی کریمؐ
کے چند ہزار نفوس تھے جو قدم قدم پر راہ حق سے ہٹ بٹ جاتے ہیں۔ ۱۹

حیاتِ ابدیہ کی یہ کلی و بڑی عبادت و محنت، بزرگی و بزرگی انسانی ذہن کے لیے
ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ نعتیہ شاعری اسی چیلنج کا جواب ہے۔ نعت گو قرآن و حدیث
سے روشنی حاصل کر کے فضائل و شمائل کو سب موضوعِ سخن بنانا ہے قرآن شریعت کی عروس
عنوانِ قائم کرتا ہے اور پھر اپنی تمام تر ذہنی و دہی صلاحیتوں کو ایمان و الیقان کی کسوٹی پر پرکھنے
کا عمل شروع کرتا ہے۔ جہاں کہیں نصرت میں افراد و تقریر کا عالم پیدا ہوا، اس کے اسباب
میں ہے ایک قرآن و حدیث سے شاعر کا کاغذ، واقف نہ ہونا ہے۔ چونکہ ہمارے
معاشرے نے زندگی کی ترتیب اس طور پر کر رکھی ہے کہ قرآن و حدیث کے علم کے لیے
وقت ہی نہیں رکھا گیا۔ پھر نظامِ زندگی میں اسلامی احکام کو بنیاد نہیں بنایا گیا۔ مگر نظامِ ہائے
زندگی ہم پر مقدمہ حاوی ہیں کہ اصل و نقل میں فرق بہت کم رہ گیا ہے۔ اس لیے یہ علم جو ہمارے
پورے نظامِ حیات کا محرک ہونا چاہیے تھا، محدود رہا۔

ان تمام عوامل کے نتیجے میں یہ انداز مگر پیدا ہوا کہ نعت، کو روایت کے طور پر ہر شاعر
نے تبرکاً اختیار کیا۔ چاہے اس کا ردِ حمان طبع اس کی اجازت نہ دیتا ہو۔ جبکہ نعت متقی ہے
ایک پر خلوص و باخبر ولی کی جو مقام رسالت تک رسائی کے قابل ہو، ایک پاکیزہ و محنت مآب
جذبے کی جو حضرت حسان بن ثابتؓ سے انسابِ فیض کر سکے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نعت کی بنیاد ناموس رسول کی حفاظت، تعلیمات رسول کی تبلیغ اور اپنے مخصوص وخصیصہ کے اظہار پر رکھی تھی۔ آپ نے اپنی نعت میں مگر بن رسالت کے جواب میں فضائل نبوی بیان کر کے قرآن کے اس حکم کی تعمیل کی کہ

”جہلائے دالہ میرے، مگر نگے اور اندھیروں میں ہیں؟“ (۲۶، ۲۷)

- (۱) تھے عسکد کی جھوکی، قریش نے اسکا جواب دیا اسکا اجر اپنے اللہ سے لوٹا۔
- (۲) تھے اس ذات کی جھوکی، جس سے تباہی برابر ہی نہیں ہے، تم اشرار اس اور وہ خیر خواتین ہے، کیوں نہ تم اس پر قرآن ہو جاؤ۔
- (۳) سب کو میرا آپ میری مال اور میری عزت ہر چیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے تحفظ کے لیے ڈھال ہے۔
- عبداللہ بن رواحہؓ، کعب بن زہیرؓ حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام نے بھی اصل حقائق پر اپنی نعت کی بنیاد رکھی۔

اسی طرح تابعین میں قسروق وغیرہ نے بھی نعتیہ کلام میں حقائق بیان کیے ہیں۔ حکیم محمد یحییٰ خاں شفا عرونی نعت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

”آپ اپنے درباری شعراء حسان بن ثابتؓ، عبداللہ بن رواحہؓ، اور کعب بن زہیرؓ کو فحش گوئی، ابتذال، غلو، اعتزاق اور اسی نوع کے شعری مصائب سے بچنے کی تاکید و ہدایت فرماتے رہتے تھے۔“ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی نعت سے اس کی شہادت ملتی ہے۔

(۱) میری روح اس ذات پاک پر قربان جس کے اخلاق اس حقیقت کے گواہ ہیں کہ وہ نوح انسان میں سب سے افضل ہیں۔

(۲) اچھی فطیثیں تمام انسانوں کے لیے اسی طرح عام ہیں جس طرح سورج اللہ جانہ کا نور ساری دنیا کے لیے عام ہے۔

(۳) اگر ان کی شہرت کے لیے واضح اور روشن نشانیاں نہ بھی ہوتیں تو خود ان کی شخصیت

ہی تصدیق رسالت کے لیے کافی تھی،

حضرت کعب بن زہیرؓ بھی فضائل و شمائل کا بیان کرتے ہیں۔

دریشک رسول اللہ وہ نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے وہ اللہ کی مخلوق میں ہے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں،

علامہ زمخشریؒ کا قصیدہ ”بردہ“ بھی آپ کی ولادت، ہجرات، معراج اور مجاہد کے واقعات بیان کرتا ہے یا قرآنی احکامات کا ذکر کرتا ہے۔

فارسی نعت کے حوالے سے ابو سعید الوائلیؓ، فرید الدین عطارؒ، نظامیؒ، غنائیؒ، مولانا دکنیؒ، شیخ سعدیؒ، جہانمیؒ، امیر خسروؒ، عرونیؒ، قدسیؒ اور اقبالؒ (رحمہم اللہ) کے نام آتے ہیں۔

فرید الدین عطارؒ کہتے ہیں کہ انبیاء جو خود را ز جان حقیقت ہیں، وصفت رسول عرونیؒ پر انہیں بھی حیرت ہے۔

انبیاء در وصف او حیران شدہ ہر شہناماں نیز سرگرداں شدہ فارسی نعت میں غالب و اقبال کے صرف دو شعارے فضائل نبیؐ کا اندازہ لگا سکتے

ہے۔

غالب شائے خواجہ بہزداں گرا شہیدم کائنات پاک مرتبہ دان محمد است

بہشتی برساں خویش را کہ دیں ہر دوست اگر ہاں ز سیدی تمام ہوا ہی است (اقبالؒ)

میرا دو نیمہ کردہ بدست جو کتاب سایہ ز پر زینش و از ابر سایہ بان (فضائل و شمائل)

چوں چشم نور در خاتم چوں زلف نور نام در رط و غرقا بم اذات سلام اللہ (مولانا روفؒ)

(شمائل)

سچیم و چراغ اہل بینش

مقصود و چہرہ آفرینش

(سدرت شہزادے) (دشمال و فضا)

اسے خاک و روغن عیش و راناج

یک پایہ زندہ رست معراج

(جانتے) (فضائل)

اندوخت و دیگر امانت سخن کی طرح فارسی کے کیلے سے پیدا ہوئی، اسکے مناظر میں
جڑوی نعمت گوئی ہمیشہ سے غواہی، سراج اور نگ آبادی، نقری، دولی، کنی، درہ،
سوتا، نظیر اکبر آبادی، نظم لبافیانی، مومن، غالب، بشمل اور انبال وغیرہ کے اسمائے گرامی آئے
ہیں، جبکہ کرامت علی شہیدی، حالی، امیر سنائی، حسن کاگوری، ظفر علی خان، احمد رضا خان صاحب،
احمد حیدر آبادی، چودھری دتورام کشری، اکبر میر علی، سائر صدیقی، حفیظ کاتب، محسن رسول گری
شریفانی، عبدالعزیز خالد، اعجاز رحمانی، بہزاد کھنزی، احسان دانش، انبال عظیم، رہار شہید محمود
حنیف سعدی، منور ہالونی اور ارمان اکبر آبادی وغیرہ مستقل نعمت گوئی کے علمبردار ہیں۔

اردو کے عہد آفرینش سے لیکر آج تک جس شاعر نے نعمت پر نظم اٹھایا، اسکے پیش نظر
فضائل و دشائیل ہی زیادہ رہے، دیگر کوائف کم۔ چونکہ حیات طیبہ میں فضائل کا پہلو نمایاں تر
ہے اور دشائیل غیر معمولی ہیں، ہر دو اعتبار سے کائنات کا کوئی فرد ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر
سکتا۔

(فضائل) چاند سورج روشنی پایا تمہارے نور سے آپ کو شرف تقدس کے پانی پور سے
(نقل مکتب شاہ)

| | |
|-----------------------------------|------------------------------------------------|
| خدا کے نبیاں کا سر سلطان توں | دیو ہمارے ایں کوں ایمان توں (غواہی) |
| عجب آفرینش کے دریا کا در | کہ جس نوری بحر ہستی ہے پُر (نقرتے) |
| لامکان پر بنا احمد سحر بنا جھلایا | تب ملائک نے وہیں صلوٰۃ عظیم گایا (دولتے) |
| روشنی کا ادنیٰ مستقیم | شرعیات کے دریا کا در تقسیم (سراج اور نگ آبادی) |

یاسین دلا والا نکلے نازل ہر نئے ٹھہر شان میں

وائیل اور دانش ہے ٹھہر زلف و مکہ کے وصال میں (رویتے)

محمد عادل و کامل و عاقل محمد ہے جو کچھ کہ تھا اسکے قابل (سودا)

غیر صادق ہر دم اور حضرت خیر الورا

سرور ہر دوسرا اور مشافح روز جزا

ہے تمہاری ذات والا منبع طفت و عطا

کیا نظیر اک اور بھی سب کی درد کا سرا

یاں بھی تم داں بھی تھی ہوا محمد مصطفیٰ (نظیر اکبر آبادی)

ہے سورہ دانش اگر روئے محمد وائیل کی تفسیر ہوئی مومنے محمد

(کرامت علی شہید تھے) (فضائل)

یہ ابلیش میں انجسم کا پایہ نہیں کراچے ہے نخل اسکے سایہ نہیں

(موتے) (فضائل)

چکا جہاں پاک کا جلوہ جو شمل برق خرم گن و است عاصی کا بل گیا (امیر سنائی)

عجب خدا دانش و جاں کا مقصود روز کن فکاں کا (معتز کاگوری)

مہر زہید کی شہر و شرف کا مہر شمع ایجاد کی ہے بزم رسالت کا کنول (معتز کاگوری)

ذکر فضائل و دشائیل جدید نعمت میں بھی، اسی رغبت و انیسیت کے ساتھ موجود ہے جس

طرح قدیم شعراء کے ہاں نظر آتا ہے:

سوار تراد کچھ کے عہد اور زحم ہر رانی و سرکش کا سر آکر کھجکا ہے (عالی) فضائل و دشائیل

نظارہ فردری کی عجب شان ہے پیدا

یہ شکل و دشائیل یہ عباسییں یہ قبائیں

(مستری) فضائل و دشائیل

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی یعنی رہے احکام شریعت محفوظ

(مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

وہ جس میں لب لباب کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول ان سے گلاب گلشن میں دیکھے
بہل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے (احمد رضا خان بریلوی)

ہے حسن گلشن سے یہ رکش اب میرے نثران کے گریباں سے نکلا
(مولانا حسن رضا خاں) شقائق

فراخ آفرینش سے تو ہے تیرے ہی جلوں سے

کہیں ترشح غفل ہے کہیں تو ذر کا شائبہ
(سیلاب اکبر آبادی) شقائق و شقائق

گرا رضی دسمان کی غفل میں "لولاک کا" کا شور مچا

یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیلاب میں (مولانا ظفر علی خاں)

(شقائق و شقائق)

خدا کے بعد جمال و جمال کا مطلب ہے اگر ملا بھی تو کوئی تر سے سوا ملا

(حفیظ ہوشیار پوری) شقائق و شقائق

ہر قول تر از حرف صداقت کا ہے خامن ہر فعل حرا حسن از ادب کا امیں ہے

(سرفی غلام مصطفیٰ تبسم) شقائق

جس نے دیکھا پھر نہ دیکھا اور کچھ ان کے سوا اک نظر میں سیکڑوں حسن نظر پیدا ہوئے
(احسان دانش) شقائق

وہ راز خلقت ہستی وہ معنی کوشن

وہ جان حسن ازل وہ بہار صبح وجود (امیر گوہر دی)

شقائق و شقائق

عظیم اشان ہے شان محمد خدا ہے مرتبہ وان محمد

(چودھری دتو رام کوثری)

(شقائق)

بہری رفتار میں ہے شک ہے اعجاز سیاحتی جہاں کر خاک پر اڑ گیا سایہ تر سے قد کا

(نظم عابدی) (شقائق)

انوار خدا کا بھی کہیں ہوتا ہے سایہ ہے نور علی نور سراپائے محمد

(اکبر بریلوی) شقائق و شقائق

اس وقت دریں امر وہی اپنے نے دیا دنیا کو یہ شعور و شعاع و زرشک کا

(حقیقت سعدی) (شقائق)

میں تجزیہ کروں جو لطف لام یم کا قرآن ہی کا قیسمہ و کفائی دے

(برگ یوسفی) (شقائق)

کوئی مجھے تو قرآن کی آستیں بدر سارایہ قرآن ہی نعت ہے

(بدر ساگری) (شقائق)

یہ اندازِ نظم صرف اعجازِ نبوت ہے رسول اللہ نے اخلاق سے دنیا مستخرج کی

(قصہ کا پوری) شقائق

سایہ بھی اے چھوٹے تو ہو جانے فروزاں وہ شکل کہ انوار کے سانچے میں ڈھلی ہے

(غافر غزنوی) شقائق

ہر آئینہ نور و عکس مجسم تو عجب بزدان و نور بہی ہے

(عابدی خاند) شقائق و شقائق

اے کہ نازاں تجھے چہ حسنِ زندگی و سروری دوش پر کلی، فلسفہ میں جلوہ پیغمبری

(سائق نظامی) شقائق و شقائق

حیات اس کی کتابِ سادہ صفات دیکھو تو ایسا عبادہ

حواشی

- ① جامع ترمذی - ② شبلی سید سلیمان ندوی - سیرۃ النبی - جلد سوم - مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی - ص ۴۴۴ ③ سیرۃ النبی - جلد اول - ص ۲۱ - ④ ایضاً ⑤ کبھی خاں شہا، حکیم محمد - مقالہ عربی زبان میں نعتیہ کلام - نقوش - رسول تبر - جلد ۱۰ - ص ۱۲۵ ⑥ ترمذی - جلد دوم - ص ۵۲۰ - ⑦ شبلی و سلیمان ندوی - سیرۃ النبی - جلد سوم - ص ۴۶۴ - ⑧ شبلی و سلیمان ندوی - سیرۃ النبی - جلد سوم - ص ۴۶۴ - ⑨ شبلی و سلیمان ندوی - سیرۃ النبی - جلد سوم - ص ۴۶۴ - ⑩ نقوش - رسول تبر - جلد دوم - ص ۱۲۴ -

جب قلم نعت پیغمبر میں رواں ہوتا ہے
ہر گنگار پر بخشش کا گماں ہوتا ہے
اُن کی تصرف و ثنا پر نہیں انساں متا در
اُن کے اوصاف کا اظہار کہاں ہوتا ہے
شورش کا تغیر ہے

کر جتنا اس کو چڑھو زیادہ
رکھنے ہر نئے تیر ٹوٹ جائیں
مختصر یاد دہانی
یہ عالم کہ باوصف مختاری کل
کری غم اس سے استفادہ
کہا نہیں باقول سے چھوٹ جائیں
فضائل و شمائل
پہلے اور یہ انکار اللہ (بہتر اور کھتری)
فضائل و شمائل

خلیق آیا کریم آیا زلف آیا، حسین آیا
(گلن نامہ کراچی)
ہمیں یہ سرخ اہلک نہ اس اکٹھے گا
(امجاز رحمانی)
ناں پر صو داہل گر ہر زلف سرور دیکھتا
(ارمان اکبر آبادی)
کہا قرآن نے جس کو صاحبِ حقِ عظیم آیا
فضائل و شمائل
کہ ہم نیلے سے رسالت رکھتے ہیں
فضائل و شمائل
دیکھ لو قرآن جو چاہو روئے نور دیکھتا
شمائل و فضائل

آخر میں یہ بات واضح ہر جانی چاہیے کہ عشق مجازی اور عشق حقیقی کے درمیان جو سلاخیانہ
ہے وہ یہ ہے کہ مجاز کے عشق کی انتہا صرف حصول ہے یا کامی کی صورت میں انتقامی
کیلیت جبکہ حقیقت کا عشق روزِ قرب کے آداب سے تدریجاً آگاہی حاصل کرتا ہے
اور جتنا زیادہ آگاہی حاصل کرتا جاتا ہے، اتنا ہی طلب سے بے نیاز ہوتا جاتا ہے۔ اپنی
ذات کی شکل نفی عشق کے اثبات کی دلیل ہے ط

ناحرم جہاں سکوں ہے سزد ہنوز
(ارمان اکبر آبادی)
بابِ بریم عشق بنی پر مدار سے

نعت کیا ہے؟

نعت ہے بندہ مومن کے یقین کی تنویر
نعت قرآن و احادیث کی احسن تفسیر
نعت توحید و رسالت کا ہے اک ربط حصیں
نعت ہے مرد مسلمان کا ایمان و یقین
خود خدا اور ملائک بھی پڑھیں نعت نبیؐ
مومنو نعت پیغمبر ہی پڑھو تم بھی سبھی
ہے سبھی حمد و ثنا خالق اکبر کے لیے
خلق تخلیق ہوئی نعت پیغمبر کے لیے
جب نہ دنیا میں کہیں نعت کا چرچا ہوگا
ساختم یوم قیامت کا ہی برپا ہوگا
نعت کیا ہے مرے آقاؐ پہ درود اور سلام
کلمہ پاک میں آتا ہے محمدؐ ہی کا نام
نعت ہے حب نبیؐ، آل نبیؐ سے اُلفت
نعت پڑھنے سے ملے دل کو سکون و راحت
نعت ایمان کا اک جذبہ لافانی ہے
سیرت احمدؐ مرسل کل شئنا خوانی ہے
نعت پر ایہ اوصاف حمیدہ ہی تو ہے
اور قرآن محمدؐ کا قصیدہ ہی تو ہے

اکرم کلیم دسا ہیواں

نعت میں اظہارِ عجز

سیرتِ نبویؐ

حضورِ فخر موجودات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ الخالق کائنات کے مدد و رح ہیں۔ اللہ
جل و علا نے قرآن پاک میں ان کی تعریف و ثنا کی، مسلمانوں کو ان کے احترام اور
عزت و توقیر کی ہدایت کی، ان کی متابعت کا حکم دیا، ان کی محبت کی تلقین کی۔
سرکارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باعثِ تخلیق ہر عالم ہیں، رحمت ہر عالم ہیں۔ ہم
سب کی ہستی، کائنات کی ہستی آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دم قدم سے ہے۔
سرکارِ گاہ میں جنید و بابزید نفس کم کردہ آتے ہیں، بڑے بڑے اہل تقویٰ اس
حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ ہزار بار دہن کو مشک و گلاب سے دھونے کے بعد بھی
آپ کا اکرم گرامی لینا جے ادبی ہے۔

جس دربار میں جبرئیل امین (علیہ السلام) دم بخود آتے تھے، جن کی آواز سے اونچی
آواز کرتا مسلمانوں کے لیے جائز و حرام جنہیں کوئی شخص اس انداز میں پکارنے کی جرات
نہیں کر سکتا تھا جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارا جاتا ہے، جن کے وضو
کے پانی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمین پر نہیں گرتے دیتے تھے، جن کی بارگاہ
میں بات کرتے ہوئے کسی ایسے لفظ کو ادا کرنے کی ممانعت کر دی گئی جس کو ذرا سا لگاؤ کر
ایسے معنی نکل سکتے تھے جو حضورؐ کے مقام اور مرتبہ سے فروتر تھے۔ لَا تَقُولُوا
وَلَا عِشَا وَ قُولُوا النُّظْرُنَا۔ اس عظیم ہستی کی تعریف کرنا بشر کے لیے
کیسے ممکن ہے۔ اسی لیے غالب نے کہا تھا کہ جو مرتبہ دان ہو، وہی تعریف کرنے کا

حق ادا کر سکتا ہے اور سرکارِ کامر تہ دان ان کا خالق و مالک ہے، اسی لیے شائے خواجہ
اسی پر چھوڑنا مناسب ہے۔

پھر بھی سنتِ خداوندی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے، آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے احسانات پر شکر و امتنان کا اظہار کرنے کے لیے جواہرِ کرام کی تخلیق میں اور
بزرگانِ دین کے تبلیغ میں، ہم ان کی تعریف و ثناء میں رطب اللسان ہوتے ہیں،
ان کی مدحت میں ترنیاں ہوتے ہیں، ان کے نام یواؤں اور مدح سراؤں میں اپنا نام
لکھوانا چاہتے ہیں۔ اس خواہش میں سرکارِ کس کے اولیٰ امتی ان کی نعت کہنے میں لیکن
انہیں آقا کے علوم و تربیت کے شدید احساس کے ساتھ، اپنی بے بضاعتی، کم مائیگی، کم علمی
اور عیساں شعاری کا بھی خیال ہوتا ہے۔ جتنی ان کی تعریف ہے، اتنے الفاظ کس کے
پاس ہیں۔ جس قدر ان کی غویاں ہیں، ان کو جاننے کا ادعا کون کرے۔ جو جو ان کے
مقاماتِ عالیہ ہیں، ان کا ادراک کس کو ہو سکتا ہے۔

ایسے میں سوائے اظہارِ عجز کے، کوئی اور مضمون سہارا نہیں دیتا، اور
کہنا پڑتا ہے:

مدحتِ شاہِ دوسرا، مجھ سے بیاں ہوگی طرح
تنگ مرے قصودات، پست مرے تحیات (نواب ہار بار چنگل)
صفاتِ بوقلموں لا تَحْذَرُ لا تَحْذَرُ
شائے خواجہ سے معذور ہیں زبان و قلم (عبد العزیز خاں)
بندہ عاجز فقیر کج بیاں
کیا کرے گا مدحِ محدودِ خدا (انعام حسن فقیر)
خدا تیرا معرفت ہے، ملک تیرے موقعیت ہیں
نہیں حدِ بشر کہنا ترے اوصاف بے حد کا (امام بخش ناسخ)
مرا منہ کیا ہے جو دھولی کروں اس کی محبت کا
خدا جس کا شنا خواں ہے، خدائی جس پہ قرباں ہے (جلیل پاکپوری)

لے کیفت ان کی مدح کہاں اور تو کہاں

وہ کیا بشر سے ہو جو خدا کا ہو کام خاص (کیفت گوئی)

غریب کیا تو، تری زباں کیا، ضرورتِ نبی کسے گا؟
خدا کے محدود ہیں مجد، خبر ہے کچھ ہوش کی دوا کر (غریب سہارنپوری)
کب تیری ثنا کے قابل ہے حافظِ کزباں، حافظِ کابیرا
جب کپ خدا خود کرتا ہے قرآن میں تری توصیف رقم (حافظ لعلیانی)
مرے پیرا ہن الفاظ میں وہ آ نہیں سکتی

خدا حامد ہو جس ہستی کا، ہو محمود جو ہستی (ربا ریشہ بھون)

بھلاؤں کی ثناء میں سرور کیا کوئی زباں کھولے

خدا خود جس کی خاطر باپ قصرِ لامکاں کھولے (حکیم سرور سہارنپوری)

نعت کہنے کے لیے جس انجانہ بیاں کی، جن الفاظ کی، جس اسلوب کی ضرورت

ہوتی ہے، وہ شاعر کی دسترس میں نہیں ہوتا، اس لیے وہ اظہارِ عجز پر اپنے آپ کو

مجبور پاتا ہے اور کہتا تھا ہے:

صرف نعتِ پیر نہیں سخنِ حالی
کہاں سے لایسے انجانہ اس بیاں کے لیے (الفاظ جیسو حالی)

شرفندہ احساس حق نعتِ ہوں انور
بر لفظ کے ماتھے سے شکتا ہے پسینہ (انور جمال)

کہاں سے لاول زبان و قلم کے پیمانے

ہے بیکراں تری عظمت، مری نظر محدود (احسان دانش)

لب سوالِ ادب سے حضور میں نہ کھلے

زبان بول گئی، نطق سے جواب ملا (حافظ بلی بستی)

ارادہ جب کروں لے ہم نشیں مدحِ پیر کا

قلم لے آؤں پہلے عرش سے جبریل کبر کا (آغا شاعر قریشی)

شاعر اپنے آقا و مولا علیہ النجینہ و الثناء کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضری کے لئے
سے منتظر بھی ہوتا ہے اور نادام بھی۔ منتظر اس لیے کہ وہ کتنی بڑی سعادت سے بہرہ مند ہونے
کو ہے اور ندامت اسے اپنے آپ پر ہوتی ہے۔ اپنی معصیت کاری کا بھی اسے شعور
ہوتا ہے اور یہ احساس بھی کہ وہ ایسی عالی مرتبت ہستی کی تعریف میں زمرہ درج ہونے
کو ہے جس کی تعریف میں خود خداوند کریم بولتا ہے۔

میں کہ ہوں بجز و تصور اور سراپا سے نیاز
میں کہاں اور کہاں نقشِ کھستِ پا تیرا (عزیزی امیر سہری) ۱۳
ایسا ہے ترا اجم مبارک مرے لب پر
گرچہ یہ زباں اس کی سزاوار نہیں ہے (صوفی تبسم) ۱۴

آج کے شاعر کو تو یہ احساس بھی ہے کہ جنہوں نے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی مبارک آنکھیں دیکھی تھیں یا انہیں سرکار کی روا سے پاک عطا ہوئی تھی، وہ —
جوانِ عنایت سے نوازے گئے تھے، انہیں تو حق ہے کہ وہ نعمت کہیں، ہم ایسے
گئے گزرے لوگ تو اظہارِ بجز ہی میں تقویت پاسکتے ہیں۔

کہاں بوسیری و حنائی بن ثابت، کہاں خالد
نگاہ ہے بر من ننگِ نیا گاں یا رسول اللہ (عبد العزیز خالد) ۱۵

حواشی:

- ① راجہ رشید محمود (مرتب) نعتِ خاتم المرسلین ص ۹۴ ② ضیاءِ حوضِ وفا پر شادانی (مرتبین)
- گلدستہ نعت ص ۷۷ ③ شفیق بریلوی (مرتب) اردغانِ نعت ص ۲۹۳ ④ اردغانِ نعت ص ۱۱
- ⑤ اردغانِ نعت ص ۱۹۱ ⑥ گلدستہ نعت ص ۱۰۴ ⑦ عزیز سہارنپوری غزویہ نعت ص ۶۰
- ⑧ حافظ لدھیانوی ثنائے خواجہ ص ۴۵ ⑨ راجہ رشید محمود و رفعت ملک نوکرک ص ۲۹ ⑩
- نعتِ خاتم المرسلین ص ۱۰۴ ⑪ ایضاً ص ۶۹ ⑫ ایضاً ص ۷۷ ⑬ گلدستہ نعت ص ۱۵۰
- ⑭ راجہ رشید محمود (مرتب) نعتِ حافظ ص ۶۲ ⑮ اردغانِ نعت ص ۱۶۹ ⑯ نعتِ
- خاتم المرسلین ص ۱۳۶ ⑰ اردغانِ نعت ص ۲۰۳ ⑱ نعتِ خاتم المرسلین ص ۷۹۔

نعت میں افتخار کے پہلو

نَاخِيَا غَاثًا لَمْ يَحْتَسِبْ

حضور رحمۃ اللہ علیہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و ثنا، سرکار کے فضائل
شامل کا بیان، سرکار کی محبت کا ذکر، سرکار کے معجزات کا حوالہ، سرکار کے
اسوہ حسنہ کی باتیں — نعت کے موضوعات ہیں سب سے پہلے آقا حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالق و مالک جل و علا نے ان کی تعریف کی، قرآن پاک
میں اہل اسلام کی رہنمائی کر دی کہ کن کن پہلوؤں سے حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی توصیف میں رطب اللسان ہونا چاہیے:

مدح گوئے مصطفیٰ محمود ہے خود کبریا
نعت کا مجموعہ اول ہوئی اُمّ الکتاب

اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ جو کام خود خداوندِ عظیم جل شانہ نے کیا، مسلمانوں
کو اور بعض غیر مسلموں کو بھی، یہ توفیق دی کہ وہ اس میں مشغول ہوں یا دیں۔ خود نعت
کہنا باعثِ افتخار ہے کہ یہ سنتِ خداوندی بھی ہے اور حکمِ خداوندی کی تعمیل بھی۔
جس شخص نے اپنے آقا و مولا علیہ النجینہ و الثناء کی مدحت کو اختیار کیا، ان کی تعریف
توصیف میں تر زبان ہوا، ان کی بارگاہِ بے کس پناہ میں استغاثہ کیا، ہوا، اپنی
بہتری کے لیے ان سے فریاد کی، قلت کی سرفرازی اور ملک کی سالمیت و استحکام
کے لیے ان سے مناجات کی — اس کو یہ افتخار حاصل ہو گیا کہ اس کی زبان
اور اس کے قلم پر ثنا کے سرکار جاری ہوئی اور اسے اپنے آقا حضور صلی اللہ علیہ

سے شرف عرض نیاز مل گیا۔

وہ اپنی اس خوش بختی پر جس قدر فخر و ناز کرے، بجا ہے پھر نبوت کے مضامین
سلسلے آگئے کسی نے محبت رسول کریم علیہ السلام کی چاہت کی اور عشقِ کرم
پر فخر و ابھار کیا کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو شہنشاہیوں اور
کج کلامیوں پر فوقیت دیتے ہوئے اس طوق کو اپنے گلے کا مار بنایا اور اپنے
مقدور کی عظمت پر افتخار کا اظہار کیا کسی نے ان کی نسبت پر فخر کیا، کسی نے ان کے
کرم کو اپنا حاصل جیات بنالیا اور اس احساس کو اپنا حاصل لیا بنالیا۔ حضور سید کائنات
علیہ السلام والصلوة نے فخر پر فخر کیا، ان کے جن نام لیا اولیٰ نے یہ راہ اختیار کیا
ان کے سر بھی فخر نے اپنے گلے کر دیے اور ان کے دلوں کو انبساط و مسرت کی کیفیتوں
سے بھر دیا۔ غامیوں کو مدد اظہار فی حق کے شروے نے زندگی بخش دی اور کرم
کی شیعہ المذہبی نے میزانِ قیامت سے بچنے کی راہ دکھا دی۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے مدینہ طیبہ کو اپنا مسکن بنالیا تو ان کے غلاموں کو مدینہ پاک کی باتوں میں مسرت
ملی، انہوں نے اس ارض پاک کی مٹی سے نسبت پر افتخار کا اظہار کیا کہ یہ بہت بُری
سعادت ہے۔

منطق و فلسفہ کے سب ساحل استوار فیض
بہر گئے سبیل عشق کی یورش بے پناہ میں (صاحبزادہ فیض الحسن)
ہوں، نعت میں افتخار کی کئی صورتیں پیدا ہوئیں اور اہل محبت نے ان صورتوں
میں اپنے لیے تسکین دل اور طمانیت روح و جان کی کیفیتیں پائیں۔ ملاحظہ کیجئے اگر وہ
کے شعرا نے باعث کون و مکان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر کس طرح
افتخار کیا ہے۔

حاتم کا دل ہوا غلام سراپا اگر ضعیف
تجہ عشق نے یہ پھر سرِ نوسے جواں کیا
(شاہ حاتم دہلوی)

حافظ تمام عمر رہی دل میں روشنی

عشقِ نبی کا دماغ نہ تھا، آفتاب تھا (حافظ سہیل بھٹی)

محبت شرط ہے الطاف جو مانگو وہ ملتا ہے
وہ سنتے ہیں انہیں جب حال ہم اپنا سنتے ہیں (الطاف احسانی)
یوں لے آکر کو دیکھ کے محشر میں سب ملک
وہ آ رہا ہے چاہنے والا حضور کا (آثر گوایا رحمتی)
متارے بے ہوا ستار ہے عشقِ شہر والا
مرا سرمایہ عز و شرف مدحت محمد کی (ستار وارثی)
حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی بہت بڑا شرف ہے جس شخص
کو اس کی محبت و اطاعت کو دیکھ کر کہ خود سرکارِ اپنی غلامی کا اعزاز بخش دیں، اس
کے عز و افتخار کا کیا کتنا یہ خواہش تو سرکار کے ہر امتی کے دل و دماغ میں غور و فکر رہتی
ہے۔ شعرا نے اس تمنا کو یوں زبان بخشی د

یہی بس ہے مائل ہمیں روزِ محشر
وہ کہہ دیں، ہمارا غلام آگیا ہے (مائل خیر آبادی)
بھرم رہ جائے اے کامل حضورِ داوڑِ محشر
کوئی کہہ د غلام مصطفیٰ ہے، بات حبیبِ کچھ ہے (دوارث کامل)
ہے یہ بھی بندہ ناچیز سرورِ کونین
برائے فیض یہی اک خطاب کافی ہے (صاحبزادہ فیض الحسن)
یہ خواہش اس لیے ہے کہ غلامی سرکارِ شاہی عالم سے بہتر ہے جو آقا حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ غلامی میں آگیا، اس پر سرکار کی رحمت سایہ لگن ہو گئی،
غلام مصطفیٰ بن جائے، اتنی شرط ہے صابر
نبی کا ذمہ ہے پھر بخشنے کا، بخشوانے کا (صابر نقادری بھٹی)
اسی لیے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت رکھنے والا ہر آدمی

چشم تصور میں یہ ایمان افروز منظر دیکھتا ہے کہ سرکار نے اسے غلاموں کی جماعت میں شامل کر لیا ہے۔ اس پر فخر کرتا ہے، اور کہتا ہے:

مجھ کو خواہش جنت، نہ بیم و زور کی ہوس
یہ افتخار بہت ہے کہ ہوں غلام رسولؐ^{۱۲} اور اجار شیعہ محمدؐ
ترا ستید ہوں میں تجھ پہ ناز کرتا ہوں
گناہ کیا ہے، اگر خود کو پارسا کہہ دوں^{۱۳} (ستید وارثی)
باقر تمہارے در کے غلاموں کا ہے غلام
شاہوں سے ہمسری کا یہ رتبہ تمہی سے ہے^{۱۴} (سجاد باقر ضوی)
میں بندہ مصطفیٰؐ ہوں شاہوں سے کہو
اس در کا گدا ہوں، کبکلا ہوں سے کہو
کافی ہے مجھے اسی کے دامن میں پناہ
جاؤ، جا کہ جہاں پناہوں سے کہو^{۱۵} (عمر فیضی)

بیاض ان کی غلامی قبول کر دل سے
بغیر اس کے ہوا کوئی سرفراز نہیں^{۱۶} (ریاض الدین سرمدی)
سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی تو بہت بڑی سعادت ہے، ان سے اور
ان کے در سے نسبت بھی بڑی چیز ہے اور اس نسبت کی خواہش میں یا اس نسبت کے
حصول پر جو احسان تقاضا انسان میں پیدا ہوتا ہے اس کا اظہار بھی لعنت گوؤں نے
کیا ہے:

خالد احمد تری نسبت سے ہے خالہ احمد
تو نے پناہ کی قسمت میں بھی رفعت کائی^{۱۷} (خالد احمد)
اور کیا درکار ہے عاقم کو بخشش کے لیے
نسبت شاہ مدینہ ہے کہہ اں مایہ بہت^{۱۸} (دین عاکم گیلانی)
سرکار کے کرم کی بدولت جو رفیقین انسان کو نصیب ہوتی ہیں، اگر وہ دل زلفہ

اور نگاہ حقیقت اشارہ کھتا ہو تو متحدہ نبوت نہایت کے طور پر ہمیشہ ان الطاف و عنایت
کا ذکر کرتا ہے اور اپنی حیثیت پر مفتخر ہوتا ہے:

جمال روئے محمدؐ کی تابلیشوں سے فخر
دماغ زند ہوا عرش کبریا کی طرح^{۱۹} (سراج الدین ظفر)
میں بے بساط سا شاعر ہوں، پر کرم تیرا
کہ با شرف ہوں قبا و کلاہ والوں سے^{۲۰} (احمد قرآن)
کرم فرما میں وہ ستار تو مجھ کو کہی کیلے
نہے قسمت، میں سائل ہوں سول پاکؐ کا^{۲۱} (ستار وارثی)
مجھ پر ہے محمود سرکار دو عالم کا کرم
نعت گو ہوں آپؐ کی چشم عنایت سبب^{۲۲} (اجار شیعہ محمد)
اور، فقیران در مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اظہار افتخار کے انماز دیکھیے:

ہے منظر شان شاہ شہاں، فقر بو ذرا، فقر سلطان^{۲۳}
اُس در کے فقروں سا کوئی محبوب و مکرّم کیا ہو گا (حافظ مظہر الدین)
کروں درج اہل دول رضا، پڑے اس بلا میں مری بلا^{۲۴}
میں گدا ہوں اپنے کریم کا، مرا دین پارہ ناں نہیں^{۲۵} (مفتاح احمد شاہ)
ناز کو کتب کو ہے فقیری پر
فقر والوں کا افتخار ہیں آپؐ (قاضی عبدالنبی کوکب)^{۲۶}

نعت گوؤں نے سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شیعہ المذنبین کے حوالے
سے بھی اپنی نعتوں میں افتخار کا اظہار کیا ہے:

شیعہ عاصیاں محشر میں مجھ کو
ترے ہوتے ہوئے کچھ غم نہیں ہے^{۲۷} (بلال جعفری)
عاصیوں کی مفرت ان کی شفاعت ہے مگر
عرصہ محشر بھی کیا ہے، ایک میدان رسولؐ^{۲۸} (قریر محمد)

مجھ کو حساب دفتر اعمال کا قمر

کچھ علم نہیں کہ شافع روز جزا ہیں آپ
ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن

تو ہے ان کا تو حسن تیری ہے جنت تیری
(حسن رضا بریلوی)

میرے منور دکانک رسائی، روضہ سرکار پر حاضری اور گنبد حضرت کی زیارت ہر مسلمان کی
دل تماشہ ہے۔ میرے حلیہ سے اس دلی تعلق پر میرا بل محبت و امتیاز و افتخار محسوس کرتا
ہے، اور شاعر جو قوم کا ترجمان ہوتا ہے اور اپنے محسوسات کو متاثر کن انداز میں پیش
کر سکتا ہے، دل کی زبان میں یوں بولتا ہے:

کیوں نہ خوش بخنجر پہ اپنی ناز ہو عاقبت نہیں

جن کی قسمت میں ہو دربار پر میرے دیکھنا
(سید و حکیم گیلانی)

شاعر زہے سرستی صبا کے مدینہ

پی پی کے مری طبع سا مجھوم رہی ہے
(شاعر کھنوی)

محمود گھر رسائی ہوئی ارض پاک تک

دیکھیں گے لوگ ذوق تماشا کی عظمتیں
(راجا رشید گوٹ)

در حضور اور دلہیز سرکار سے تعلق پر افتخار ہر لحاظ سے بجا ہے اور بیشتر
شعرا و کرام نے اس مضمون کو اپنی نعتوں میں بڑتا ہے:

حضور احمد مختار سر نہادہ ہے

وقار اختر گم دوں وقار کیا کہنا
(اختر محمدی)

لائے گا کیا شہان جاں کو نگاہ میں

مقرر کہ ان کے حلقہ جو شان دہیں ہے
(حافظ مظہر امین)

کس بندی پر اقبال پہنچیں گے ہم

ان کے در تک رسائی اگر ہوگی
(اقبال صغی پوری)

میں ہوں سرکار کے قدموں میں حافظ

مجھے حاصل ہے معراج زمانی
(حافظ لدھیانوی)

نعت محبوب خالق و مطلوب خالق (صلی اللہ علیہ وسلم) نعت خداوندی ہے

خدا ان کی تعریف خود کر رہا ہے

نہیں نعت کہنے میں محمود تیتا
(راجا رشید گوٹ)

اس لیے صرف اس سعادت پر فخر و ناز بھی لاہدی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں

مجھے محمود احساسِ تفاعل کیوں نہ ہو دل میں

کہ آئی میرے حقے میں محمد کی ثنا خوانی
(راجا رشید گوٹ)

نذر کے واسطے کچھ پاس نہیں حشمت کے

بندہ پرور کے ثنا خوانوں میں نام آتا ہے
(حشمت یوسفی)

ترے ذکر کی بدولت مرے فکر میں ہے نعت

تیری نعت سے ملے گی مجھے عمر جاودانی
(دگر ہر میانی)

مری زبان ترے ذکر سے نہیں ٹھکتی

کہ اس وظیفے سے حاصل ہے افتخار مجھے
(عارف عبد اللہ)

حافظ سبجے کون جانتا تھا

تو نعت سے اس کی حقیر ہے
(حافظ لدھیانوی)

کام آیا نالہ نیم شبی، تا تب شہر انداز نبی

کیا خوب اس بے تدبیر کی بھی تقدیر بنی، افسانہ
(حقیقہ آتب)

کھلے ہے اہل جاں پر حقیقت ناظم

خروف تھا، نعت نبی سے بنا ہے در شمس
(شیر حسین ناظم)

ذکر رسول پاک کا دریا ہے موج زن

حکیم عزیز میں بڑی گہرائیاں ملیں
(مختار صاحب پوری)

زیبا ہے اسے دعویٰ شکر دی مبعود

جو عجب ہے اسے لطف ثنا گوئے محمدؐ (لطف بریلوی) ۴۶

نظام میزانِ جواہر میں بیتاں روزِ حساب

شہ ۴ کے مذاہل میں محبوب ہوا خوب ہوا دیباہ و پروا میری ۴۷

خداوندِ عظم لیتا ہے شہیدی کس محنت

زبان پر میری جس دم نام آتا ہے محمدؐ کا ۴۸

در امت علیؑ شہید شہید

حواشی :

- ۱) راجا رشید محمود حضرت شوقی ص ۳۴ (۲) ارمغان فیض ص ۱۹ (۳) ضیاء محمد فیا و
- ظاہر شادانی (مرتب) گلدستہ نعت ص ۱۴۲ (۴) راجا رشید محمود (مرتب) نعت حافظہ ص
- ۵) شعلہ ایمان ص ۱۱۶ (۶) دردِ اسعدی (مرتب) ثنائے خواجہ کوئین ص ۲۳ -
- ۷) معطر معطر ص ۱۳۸ (۸) ممتاز حسن (مرتب) خیر البشر کے حضور میں ص ۲۸ (۹)
- گلدستہ نعت ص ۱۰۸ (۱۰) ارمغان فیض ص ۴۰ (۱۱) بخش ربہ ص ۲۵ (۱۲) در فناء کاک و کرک
- ص ۳۵ (۱۳) در فر ص ۴۲ (۱۴) راجا رشید محمود (مرتب) نعت خاتم المرسلین ص ۵۰
- ۱۵) راجا رشید محمود (مرتب) مدح رسول ص ۱۴۲ (۱۶) دیوان ریاض ص ۱۱۴ (۱۷) نعت خاتم المرسلین
- ص ۸۱ (۱۸) وسیلہ ص ۲۲ (۱۹) غزل و غزل ص ۱۸ (۲۰) نعت خاتم المرسلین ص ۱۳۸ -
- ۲۱) معطر معطر ص ۲۸ (۲۲) در فناء کاک و کرک ص ۲۳ (۲۳) جلوہ گاہ ص ۹۹ (۲۴) حدائق
- حقیقہ اقول ص ۴۸ (۲۵) نعت خاتم المرسلین ص ۴۴ (۲۶) بلالِ عزم ص ۴۵ (۲۷) شمس و قمر
- ص ۳۱ (۲۸) ہمدرد خشاں ص ۱۰۰ (۲۹) ذوق نعت ص ۴۴ (۳۰) وسیلہ ص ۴۲ (۳۱) گلدستہ نعت
- ص ۹۳ (۳۲) حضرت شوقی ص ۵۴ (۳۳) نعت محل ص ۵۳ (۳۴) جلوہ گاہ ص ۹۱ (۳۵)
- مدح رسول ص ۹ (۳۶) مطلع فاراں ص ۴۵ (۳۷) حضرت شوقی ص ۵۸ (۳۸) در فناء کاک و کرک
- ص ۳۸ (۳۹) جمالِ انعام ص ۴۲ (۴۰) منہ نور ص ۲۴ (۴۱) بے مثال ص ۳۹ (۴۲) نشیہ حضری
- ص ۸۱ (۴۳) صلوات علیہ وآلہ ص ۴۸ (۴۴) نعت خاتم المرسلین ص ۱۹۳ (۴۵) مدح رسول
- ص ۱۴۰ (۴۶) سیفِ کلا نوری (مرتب) بوستانِ نعت ص ۸۶ (۴۷) بوستانِ نعت ص ۸۰
- (۴۸) مدح رسول ص ۱۵۸ -

تقریبِ اسمِ محمدؐ

حسنِ کون و مکان آپؐ کی نعت ہے
ظلمتِ دہر میں روشنی نعت ہے
یادِ سرکار کی واقعی نعت ہے
جس طرح سے ہو ذکر نبیؐ، نعت ہے
صلحِ حسنِ ازل آپؐ کی نعت ہے
روزِ میلادِ یکن بڑی نعت ہے
آپؐ کی بندگی، آپؐ کی زندگی
گفتنی حمد ہے، دیدنی نعت ہے
ذکرِ ربِّ اعظمؐ، ذکرِ خیر الوہی
حمد ہی حمد ہے، نعت ہی نعت ہے
کون تقریبِ اسمِ محمدؐ کرے
حمد کی حمد ہے، نعت کی نعت ہے
کوئی تجھے تو قراں کی آیتیں
بدردِ سارا یہ قرآن ہی نعت ہے

بدرِ گری (حیدر آباد)

..... تو پھر نعت کہو

جنہ شوق فرازاں ہو تو پھر نعت کہو
دل میں گر جوشش ایمان ہو تو پھر نعت کہو
حق تعالیٰ نے کسی نعت کا لفظ کے لیے
عاشق شاہ رسولان ہو تو پھر نعت کہو
جس نے کی آپ سے الفت تو ہوئی حق کو خوشی
واقفِ رحمت یزداں ہو تو پھر نعت کہو
آپ کا نام ہی ہے جملہ مصائب کا علاج
درد کا کوئی نہ درماں ہو تو پھر نعت کہو
آخرت کا ہے سفر، ہاتھ ہیں دونوں خالی
اسی قدر بے سرو سامان ہو تو پھر نعت کہو
نعت ہر فکر و تردد کو مٹا دیتی ہے
ذہن بیزار و پریشان ہو تو پھر نعت کہو
کامیابی کا وسیلہ یہی بن جاتی ہے
جب بھی مشکل کوئی آساں ہو تو پھر نعت کہو

پید مسعود حسن شاہ دہلوی (بہاولپور)

نعت النبی ﷺ

سر میں سودا ہو دشتِ طیبہ کا
دل ہو دنیا کی خواہشوں سے پرے
کر سکے گر یہ ہستام کوئی
پھر وہ اپنے نبی کا ذکر کرے

نعت نبی جو کہنا ہے اسے شاعر تہیں
گویا گزرتا ہے تمہیں اک پُلِ صراط سے
آنکھیں بھی بادلوں ہوں تو دل بھی ہو سجدہ ریز
جو بات بھی کہو، وہ کہو احتیاط سے

نعت کہنے کے لیے لفظوں کو
اپنے اشکوں سے بھگوننا ہوگا
حشر میں چاہو جو ہنسنا یا رو
یاد سرکار میں رونا ہوگا

راجہ رشید محمد

نعت

قدسیوں کا شمار نعت نبیؐ شغل پروردگار نعت نبیؐ
 جنت مشکبار نعت نبیؐ رحمت کردگار نعت نبیؐ
 نعت لوح و قلم کی زینت ہے تو بھی لکھ بے شمار نعت نبیؐ
 نعت حوروں کا ہے حسین نعرہ تو بھی گا بار بار نعت نبیؐ
 پردہ ذہن سے نمایاں ہو تا بکے انتظار نعت نبیؐ
 دھڑکنیں، حسرتیں، تمنائیں تیرے اوپر نثار نعت نبیؐ
 آگہی، سادگی، خلوص دل جذبہ بیقرار نعت نبیؐ
 اشتیاق، احرام، عز و وقار احتیاط، انکسار نعت نبیؐ
 عشرتیں، رحمتیں، نیاز و ناز ہر طرح پُر بہار نعت نبیؐ
 تیرے الفاظ ہوں گھر پاسے شجر ہوں زرنگار نعت نبیؐ
 چاندنی، دھوپ، روشنی، تابش ہر جگہ جلوہ بار نعت نبیؐ

تو سب کی حیات کا حاصل

تجہ پر سب کچھ نثار نعت نبیؐ

صبا متھراوی

سخن کو رتبہ ملا ہے مری زباں کے لیے
 زباں ملی ہے مجھے نعت کے بیاں کے لیے
 محسن کا کور دی ہے

دیباچہ سخن ہے شبہ انبیاء کی مدح
 محبوب ہے دلوں کو حبیب خدا کی مدح
 طہر اتے لوح عشق ہے بغیر لوری کی مدح
 اسلام کا نشان ہے اُس پیشوا کی مدح

نعت رسولؐ حق ہے ہماری سرشت میں
 اُمت پر اس کا راز کھلے گا بہشت میں
 شاد عظیم آبادی ہے

لولاک لما شان میں اس ذات کی آیا اور عرش کی کرسی سے بلند اس کا ہے پایہ
 جو نور فرشتوں کی نظر میں نہ سما یا جس نور کا تھا عالم تقدیس پر سایہ
 اُس نور مجتہد کی صفت ہو نہیں سکتی
 حقا کہ محمدؐ کی صفت ہو نہیں سکتی

اشد دہلوی ہے

نعتِ نبی ﷺ

نعتِ نبی ہے عشقِ رسالت کا انتساب
نعتِ نبی حُریمِ محبت میں باریاب
نعتِ نبی دلیل ہے حبِ رسول کی
نعتِ نبی ہے ذوقِ مرصع کا انتخاب
نعتِ نبی ہے سایہِ دامانِ عافیت
نعتِ نبی ہے دافعِ ہر رنج و اضطراب
نعتِ نبی سے رفعتِ فہم و شعور ہے
نعتِ نبی ہے رُوءِ عقیدت کی آبِ تاب
نعتِ نبی ہے منزلِ عرفاں کی روشنی
نعتِ نبی سے جل کے اٹھتے ہیں سب حجاب
نعتِ نبی سے وادیِ افکار پھول پھول
نعتِ نبی سے سوچ میں آتا ہے انقلاب
نعتِ نبی ہے شیوہِ خلاقِ کائنات
نعتِ نبی ہے سنتِ حسان و بو تراب
نعتِ نبی حُجرا جِ عقیدت ہے آپ کا
اُن کو کہ جن سے رُوحِ دو عالم ہے فیضِ یاب

غلامِ مصطفیٰ قمر (حافظ آباد ضلع گڑھ نوال)

”میں نعت لکھوں تو کیسے لکھوں“

① ”میں نعت لکھوں تو کیسے لکھوں“
ہے عقل کا یہ تقاضا اس کو
صدِ شریعت میں لکھوں انساں
یہی ہے فہمِ بشر کا حاصل
وہ ایک انساں، عظیم انساں
مگر یہ عشقِ تمام چاہے
میں اس کو حسنِ تمام لکھوں
جنوں یہ کہتا ہے اس سے بڑھ کر
عیاں میں رازِ وصال کر دوں
وہ قابِ قوسین کی کہانی
بر رنگِ مدحت بیان کر دوں
عیاں میں رازِ وصال کر دوں
② میں ایک ذرہ، حقیر ذرہ
وہ آسمانوں کا رہنے والا
میں ایک قطرہ، مثالِ شبنم
وہ آبشاروں کا سلسلہ ہے
وجودِ میرا کرن کی صورت
وہ آفتاب جہاں نما ہے
میں خشک کھیتی، وہ ابرینیاں
میں تپتا صحرا، وہ ہٹا دریا
میں کور دیدہ، وہ نورِ پیکر
میں شبِ رسیدہ، وہ صبحِ روشن
میں غم کا طوفان، وہ سرخوشی ہے
میں ہجر و مہجراں، وہ وصلِ سامان
میں ایک بندہ، وہ سب کا داتا
میں زرد پتہ، وہ شاخِ نازہ
میں ایک راہی، وہ عینِ منزل
میں صرفِ رحمت، وہ صرفِ رحمت

میں شر کا عادی، وہ خیر بانٹے
 میں ابتدا سے بھی بے خبر ہوں
 وہ انتہاؤں کی انتہا ہے
 میں ایک نقطہ وہ دائرہ ہے
 میں حرف بن کر بکھر گیا ہوں
 وہ اک کتاب یسین حکیم
 میں ایک لکھڑا میں ایک پتھر
 وہ کان صدق و صفا کا میرا
 میں اک در پیکر وہ شہر کل ہے
 میں خار و اماں وہ بزم گل ہے
 خطائیں میری، عطا میں اُس کی
 میں فرشِ خاکی، وہ عرش والا
 تمام مدح و ثنا سے بالا
 (۳۰)
 میں نعت لکھوں تو کیسے لکھوں
 سراپا عصیاں، خطا کا پیکر
 ہوس کا بندہ، غلام دل کا
 ملامتوں کی ردا میں پینا
 کینگی کے جہاں میں گم ہوں
 دروغ گوئی ہے میرا شیوہ
 شور و سود و زیاں نہیں ہے
 خیال روزِ حسرت اسے عاجز
 حدودِ شرع میں سے نکلا
 بہ زعم خود میں خدا بنا ہوں
 ہزاروں جھوٹے خدا بنائے
 نہ مجھ میں غیرت نہ مجھ میں ہمت
 نہ مجھ میں ایماں کا شاہرہ ہے
 میں جھوٹ بولوں تو ڈھیٹ بن کر
 قلیل نام و نمود و شہرت
 صنم تراشوں، صنم کو پوجوں
 کھٹکتے سکے متاع جاں ہیں
 فقیہ بن کر حرم کو بیچوں
 نہ فقر و فاقہ، نہ کیف و مستی
 نہ عزمِ خالد، نہ جذبِ بودا
 اسیر تاج نشی ہوا ہوں
 گدائے کوئے طرب بنا ہوں
 حصارِ عصیاں کو کیسے توڑوں
 میں نعت لکھوں تو کیسے لکھوں
 (۳۱)
 میں نعت لکھوں تو کیسے لکھوں
 شکستگی ہے یہ حوصلوں کی
 قدم قدم جو قلم کو روکے

مگر وہ نسبت کہ ہر نفس جو
 فروغِ دیتی ہے حوصلوں کو
 وہ ایک نسبت کہ جوازوں سے
 غرورِ اہلِ دنیا رہی ہے
 وہ ایک نسبت کہ بس کو پا کر
 تلاشِ حباب و چشم نہیں ہے
 وہ ایک نسبت مرا سہارا
 مری محبت کا استعارا
 وہ ایک نسبت کہ جو مجھ ہے
 حضورِ خیر البشر سے حاصل
 یہی کہ اس کا غلام ہوں میں
 بُرا ہوں لیکن اسی کا ہوں میں
 وہ میرا مولا، وہ میرا آقا
 وہ میرا وارث، وہ میرا داتا
 کیل بھی وہ، وکیل بھی وہ
 رؤف بھی وہ، رحیم بھی وہ
 یہ منزلیں ہیں اسی سے روشن
 نظامِ شمس و قمر نے اُس سے
 اُجالے مانگے فروغِ پایا
 دماغے شب میں اسی سے لذت
 قرار اُس سے ہے چین اُس سے
 وہ حاصلِ سوز و ساز میرا
 ہیں مجھ اُس کا، وہ راز میرا
 ڈبونا چاہے زمانہ مجھ کو
 گرم ہے اُس کا، ابھر رہا ہوں
 حریفِ ساریِ خدا کی لیکن
 قدم قدم پر بکھر رہا ہوں
 یہ میرے مولا کی بخشش ہیں
 یہ اُس کے فیض و کرم کی باتیں
 میں اُس کا عاشق، میں اُس کا بندہ
 میں اس کے لطف و کرم سے زندہ
 نہیں یہ میری مجال پھر بھی
 کہ اس کی نعت شریف لکھوں
 خدا نے توصیف جس کی کی ہے
 اسی کی تسبیح پڑھ رہا ہوں
 اسی کے نثر و پل رہا ہوں
 تمام صنم و بیاں کا حاصل
 کلام یہ لا کلام کہہ دوں
 نبی کا خود کو سلام کہہ دوں

نعت حبیب کبریٰ علیہ التحیۃ والثناء

دروہرا مری غزل نعت حبیب کبریا
روز کوئی نیا سلام تم پر سلام یا رسولؐ؟
صبح کو دوسرا کلام حمد خدا تے دو جہاں
جاتی ہے عرش پاک کپڑھتے ہیں قدسی ملک
چرخ پہ ایک شور ہے وصل علی محمدؐ
نعت حبیب کبریا گویا مری زبان میں
سازِ نفس پہ گاتے جا، روح کو گدگدائے جا
روح پڑھے نظر پڑھے قلب پڑھے جگر پڑھے
پاس تک آکے رہ گئی انا تھ بڑھاکے رہ گئی
کس کی غزل مری غزل نعت حبیب کبریا
سُن کے اجل مری غزل نعت حبیب کبریا

ہے یہ دعائے قلب جاں بردار شاہِ دو جہاں
خود میں پڑھوں یہی غزل نعت حبیب کبریا
(تقلید احمد) منور ہدایونی

اُن کی نعت

ذکر کی محفل جہادینا بھی اُن کی نعت ہے
دید کی دل میں طلب کھنا بھی توصیف حضورؐ
لیکن ایسا ہے کہ اپنے عہد پر آزار میں
نفرتوں کی گرد و دھواں بھی ہے اُن کی ثنا
چاہتوں کے پھول برینا بھی ہے مری رسولؐ
یوں ہی چلتے ہیں کسی کا پاؤں بھی ہونہ جائے
آپ کو جو آدمی بھی چہرہ در چہرہ ملے
بیٹھ کر مسند پہ جو خود کو خدا سمجھے، اُسے
سائے خیمہ ہاتھ نُسب پوشیدہ چہرے نقاب
ہر شرافت کو تحفظ کی ضمانت بخشا،
ہر صداقت ہر شرف ہر حرمت بکر وار کو،
خیر کے ستوں کو شر کے پتھروں سے کر کے صاف
منتشر امت کے گھمسانے پریشاں بخت کو
وقت کی تاریکیوں میں ایک نفا سا دیا
چھپاتے لوگ ہنستی مسکراتی بستیوں
وہ جو باطن میں چھپی رہتی ہے اک صبح ضمیر
الغرض مری جمال مصطفیٰ نہ کرتے ہوئے

مختصر یہ ہے کہ جو گم کردہ منزل ہو اُسے
اُن کے رستے پر لگا دینا بھی اُن کی نعت ہے

مقالہ نگار

○ ڈاکٹر محمد الحق قریشی

○ سید ریاض حسین شاہ

○ پروفیسر محمد حسین آتشی

○ ڈاکٹر صدیقہ ارمان

○ گوہر طیبانی - ایم اے

○ راجا غلام محمد

○ شہناز کوثر

○ اظہر محمود

صدر شعبہ عربی،
گورنمنٹ کالج - فیصل آباد

ڈاکٹر، ادارہ تعلیمات اسلامیہ -
راولپنڈی

گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج -
سیالکوٹ

شعبہ اردو - کراچی یونیورسٹی -
کراچی

۳۶۷ - منظر فرید کالونی -
صادق آباد (رحیم یار خاں)

صدر ادارہ ابطال باطل، لاہور -
(ایڈیٹر نعت کے پدربزرگوار)

متعلقہ بی اے

پینجر "نعت" لاہور